بیماریاں اور صحت بخش زندگی غرض ہر شے قبضۂ قدرت میں ہے... بیماری ہے تو اس کا توڑ بھی کہیں نہ کہیں موجود ضرور ہوتا ہے... اہمیت اس کی تلاش و کھوج کی جستجو ہے... ڈینگی، کرونا وائرس... کانگو وائرس اور نیگلیریا جیسے نت نئے خوفناک وائرس... جن کے نام بھی کبھی نہ سنے تھے... مگر سب سے خطرناک وائرس خود انسان ہی ہے... جاسوسی کے اولین صفحات پر روبن کک کے بیسٹ سیلرز ناولز میں سے بہترین کا انتخاب... جس کی ہر سطر میں ایکشن... تجسس... جاسوسی... اور سنسنی بھرپور انداز میں رچی بسی ہے... ایک پری وش ڈاکٹر کو پیش آنے والے جان لیوا... پُراسرار اور خوفناک واقعات... ایبولا جیسے خون آشام وائرس کے ساتھ بھیانک تصادم... ایک ایسا ننھا وائرس جسے انسانی آنکھ سے دیکھنا بھی ممکن نہیں، وہ بستیوں کی بستیاں موت کے اندھیرے میں ڈبونے کی طاقت رکھتا تھا... متواتر خون میں لت پت لاشیں گرتی رہیں... مگر وہ وائرس ہاتھ نہ آیا... ڈاکٹر آتے رہے اور جاتے رہے... تحقیق و تلاش کا سفر جاری و ساری تھا... ایک طرف انسانیت کے رکھوالے تھے تو دوسری طرف وائرس سے بھی خطرناک جان لیوا درندے... جو ایک ایسی جنگ لڑنے میں برسرِپیکار تھے... جس کے نتیجے میں صرف تباہی و بربادی تھی...

ایبولا

امجد رئیس

بے وسیلہ وتنِ تنہا جان پر

کھیلی جانے والی بازی کے

جاں گسل واقعات...

زائر کے بمبا نامی گاؤں میں سپیدۂ سحر، تیرگیِ شب کو پسپائی پر مجبور کررہا تھا۔ علمِ حیاتیات (Biology) کا اکیس سالہ طالبِ علم جان نارڈائک بمبا گاؤں کے شمالی کنارے پر قیام پذیر تھا۔ وہ نائلون کے پہاڑی خیمے کے اندر سلیپنگ بیگ میں پسینہ پسینہ ہورہا تھا۔

جنگل اور گاؤں شانہ بشانہ بیدار ہونا شروع ہوچلے تھے۔ دونوں کی آوازیں ایک دوسرے میں مل کر ایک نئی آواز پیدا کررہی تھیں۔ گھنے درختوں کی چھتر سایہ آسمان تک نگاہ کی رسائی میں حائل تھی۔

جان نارڈائک، صحت مند حالت میں سویا تھا۔ اب وہ اٹھ کر بیٹھا تو اسے کمزوری کا احساس ہوا۔ گزشتہ رات عشائیے کے بعد اسے ایک گھنٹے کے لیے ٹھنڈ اور بخار کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کا خیال ملیریا کی جانب گیا تھا۔ اگرچہ وہ محتاط رہتا تھا اور کلورو فاسفیٹ حفظ ماتقدم کے تحت زیرِاستعمال رکھتا تھا۔ تاہم مچھروں سے بچنا ایک بڑا مسئلہ تھا۔ جن کے بادل کے بادل شام ہوتے ہی دلدلوں اور پوشیدہ جوہڑوں سے پرواز کرتا

شروع کر دیتے۔
لیکن آج صبح بیدار ہوتے ہی جان نے اپنی طبیعت میں کل کی نسبت واضح فرق محسوس کیا۔
وہ تھکی تھکی چال کے ساتھ گاؤں تک پہنچا اور قریبی اسپتال کا پتا دریافت کیا۔ ''یامبوکا'' میں ایک بیلجیئن مشن اسپتال تھا۔ اسے ادراک ہو گیا تھا کہ وہ بیمار ہو چکا ہے۔ جان کو خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا مختصر سامان سمیٹا اور ''یامبوکا'' کے لیے روانہ ہو گیا۔ اسے چند کلومیٹر کا سفر کرنا تھا۔
جان، ییل (Yale) کالج کا طالب علم تھا۔ وہ افریقی جانوروں کی فوٹوگرافی کے لیے چھ ماہ کی چھٹی لے کر آیا تھا۔ اس کی خاص دلچسپی ہائی لینڈ گوریلا میں تھی جس کی نسل معدومی کے خطرے سے دوچار ہو رہی تھی۔
یامبوکا گاؤں نسبتاً بڑا تھا۔ تاہم بیلجیئن مشن اسپتال کو دیکھ کر جان کو مایوسی ہوئی۔ عمارت آدھ جلے کوئلے جیسی اینٹوں کے چند کمروں پر مشتمل تھی۔ جس کی حالتِ زار مکمل مرمت کا تقاضا کر رہی تھی۔ جان کو وہاں الیکٹرک سپلائی کے آثار بھی دکھائی نہ دیے۔ بہرحال نہ ہونے سے کچھ ہونا غنیمت تھا۔ وہ بھی دوسرے مریضوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔
نمبر آنے پر ایک بیلجیئن ڈاکٹر نے اسے دیکھا۔ ڈاکٹر کو ٹوٹی پھوٹی انگریزی آتی تھی۔ اس نے تیزی سے معائنہ کیا اور ''ملیریا'' کا اعلان کر دیا۔ ملیریا کی توقع جان کو پہلے سے تھی۔ ڈاکٹر نے ایک انجکشن لگا کر اسے رخصت کر دیا۔ ساتھ ہی ہدایت کر دی کہ بہتری نظر نہ آئے تو وہ کل پھر آ جائے۔
تشخیص و تجزیے کے بعد اسے ٹریٹمنٹ روم میں بھیج دیا گیا۔
جان خوش تھا کہ اگلے چند روز اس کے بہتر گزرے۔ وہ یامبوکا میں ہی رہا اور بڑزا قبائل کی تصویرکشی میں مگن رہا۔
تیسرے روز جان نے اپنے اصل سفر کی تیاری پھر سے شروع کر دی۔ اس کی منزل دریائے زائر کا دہانہ تھا۔
اچانک اس کی طبیعت تیزی سے خراب ہونا شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سر درد شروع ہوا۔ درد میں غیر متوقع شدت تھی۔ اس کے بعد سردی لگی۔ پھر بخار، الٹیاں اور پیچش۔ اسے خطرے کا احساس ہوا۔ تاہم جان نے امید کا دامن تھامے رکھا۔ کانپتے ہوئے خیمہ سمیٹا اور گرتا پڑتا مشن اسپتال تک پہنچا۔
اسپتال کے کمپاؤنڈ میں اس نے پھر قے کی۔ اس مرتبہ اسے خون کی الٹی ہوئی اور وہ زمین بوس ہو گیا۔ ایک گھنٹے بعد کسی کمرے میں جان کی آنکھ کھلی۔ وہاں اس جیسے دو مریض اور تھے۔
جائزہ لینے والا وہی ڈاکٹر تھا۔ مرض کی شدت اور نوعیت دیکھ کر وہ بوکھلا گیا تھا۔ اس نے مریض کے اندر دو نئی علامتیں دیکھیں۔ آنکھوں میں جریانِ خون کی جھلک تھی۔ مریض کے سینے پر ایک سرخی مائل لکیر بھی دکھائی دے رہی تھی۔ ڈاکٹر سمجھ گیا کہ اس کا واسطہ کسی اجنبی مرض سے پڑنے والا ہے۔
عالمِ پریشانی میں حفظِ ماتقدم کے طور پر اس نے کلورافینی کول بھی شامل کر دی۔ یہ قدم ڈاکٹر نے ٹائیفائڈ فیور کے لیے اٹھایا تھا۔

☆☆☆

بمبا ریجن کا ڈسٹرکٹ ہیلتھ کمشنر، ڈاکٹر لوگا سا کھڑکی سے باہر دریائے زائر کی چمکتی آبی لکیر کو گھور رہا تھا جو صبح کی روشنی میں جھلملا رہی تھی۔
گہری سانس لے کر وہ دوبارہ مشن اسپتال سے موصول ہونے والے مراسلے کی جانب متوجہ ہوا۔ جان نارڈ نامی امریکی طالب علم ہلاک ہو چکا تھا۔ ساتھ ہی دریائے ایبولا (Ebola) پر کھیتی باڑی کرنے والا ایک کسان بھی، جان کی طرح زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔ کسان کے خاندان کے چار افراد مریض کی دیکھ بھال کے لیے وہاں موجود تھے۔ جبکہ اسی نوعیت کے مرض میں مبتلا دس مریض اور اسپتال میں داخل ہو چکے تھے۔
مشن اسپتال کے ڈاکٹر کی رائے میں وہ کوئی نامعلوم انفیکشن تھا جو نہایت سرعت سے پھیل رہا تھا۔ اجنبی بیماری کی ہلاکت خیزی خوفناک تھی۔
ڈاکٹر لوگا سا کے پاس دو راستے تھے۔ پہلا یہ کہ وہ خاموشی اختیار کرے۔ اس کے نزدیک یہ عقل مندی تھی۔ نیلی چھتری والا ہی بہتر جانتا تھا کہ تاریک جنگلات سے نمودار ہونے والا یہ بیماری نما عفریت کیا تھا۔
دوسرا راستہ ڈاکٹر کے پاس یہ تھا کہ متعدد فارم بھر کے، حادثے کی اطلاع کنشاسا پہنچا دے۔ ممکن ہے کہ بیوروکریسی میں کوئی بااثر شخص، لوگا سا کے مانند خاموشی کا راستہ اختیار کرے۔
اگر تفتیش کا فیصلہ ہوا تو ڈاکٹر لوگا سا کو ٹیم کے ہمراہ یامبوکا تک سفر کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر، کنشاسا کے محدود تفتیشی

اور طبی وسائل سے آگاہ تھا۔
ڈاکٹر لوگا سا نے لمحہ بھر کے لیے احساسِ جرم کی چبھن محسوس کی پھر اس نے یامبوکا سے آنے والا مراسلہ ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا۔

☆☆☆

ایک ہفتے بعد بمبا ائرپورٹ پر DC-3 لینڈ کر رہا تھا۔ ڈاکٹر لوگا سا گھبراہٹ کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ لوگا سا کا سپیریئر، ڈاکٹر بوچارڈ پہلے طیارے سے نمودار ہوا۔ ڈاکٹر لوگا سا نے کل ہی اسے کنشاشا فون کیا تھا۔
یامبوکا میں نامعلوم بیماری کی وبا پھیل چکی تھی۔ حتیٰ کہ علاقائی افراد کے ساتھ اسپتال کا عملہ بھی متاثر ہوا تھا۔
ڈاکٹر لوگا سا نے ایک ہفتے قبل موصول ہونے والے مراسلے کا ذکر کرنے کی حماقت نہیں کی۔
دونوں ڈاکٹر ٹارمک پر ایک دوسرے سے ملے۔ بعد ازاں دونوں ڈاکٹر لوگا سا کی ٹویوٹا کرولا میں بیٹھ گئے۔
ڈاکٹر بوچارڈ نے کسی نئی خبر کے بارے میں استفسار کیا۔ لوگا سا نے کھنکھار کے گلا صاف کیا۔ وہ اندر ہی اندر نروس تھا۔ صبح ہی صبح وائرلیس پر اسے اطلاع ملی تھی کہ اسپتال کے کل سترہ میں سے گیارہ اسٹاف ممبر ہلاک ہو چکے تھے۔ نیز مقامی آبادی کے ایک سو چودہ باسی لقمۂ اجل بن چکے تھے..... اسپتال کو بند کر دیا گیا تھا۔
ڈاکٹر لوگا سا نے یہ اطلاع ڈاکٹر بوچارڈ کے گوش گزار کر دی۔ بوچارڈ کی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرائے۔ اس نے تیزی سے اوپر تلے کنشاشا کئی عدد کالز کیں۔ پھر لوگا سا سے کہا کہ کل صبح یامبوکا پہنچنا ضروری ہے۔ وہ ڈاکٹر لوگا سا کی ہچکچاہٹ پر دھیان نہیں دے سکا۔

☆☆☆

یامبوکا مشن اسپتال کے در و دیوار سے ویرانی اور دہشت ٹپک رہی تھی۔ دونوں ڈاکٹرز کا استقبال پُراسرار سکوت نے کیا۔ ماحول میں ناگوار بو بسی ہوئی تھی۔ دونوں نے رومال نکال کر ناک پر رکھ لیے۔
اسپتال میں انہوں نے مختلف حالتوں میں 30 لاشیں دریافت کیں۔ ایک نرس بخار کی حالت میں زندہ تھی۔ چار عدد مریض پیاری زندگی سے لپٹے رہنے کی ناکام کوشش میں نیم جان تھے۔
دونوں ڈاکٹرز خوف زدہ تھے۔ انہوں نے گاؤن، دستانے اور ماسک چڑھائے ہوئے تھے۔ دونوں کو اپنی زندگی خطرے میں نظر آ رہی تھی۔ ڈاکٹر لوگا سا کے اوسان خطا تھے۔ انہیں نامعلوم لیکن خطرناک متعدی بیماری کا سامنا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ کوئی آدم خور عفریت اچانک وجود پذیر ہو چکا ہے یا پھر پہلے سے موجود کسی پوشیدہ زنداں سے آزاد ہو کر انسانی بستی میں گھس آیا ہے۔
ڈاکٹر بوچارڈ نے بذریعہ ریڈیو کنشاشا تک مختصر احوال پہنچایا۔ زائرین ائرفورس سے ایمرجنسی ایڈ طلب کر لی گئی۔ قرنطینہ کے بہترین انتظامات کی ضرورت تھی۔

☆☆☆

بیلجیئن نرس کو ہوائی ذرائع سے اٹھایا گیا۔ تاہم چھ دن بعد باوجود بھرپور تھراپی کے، چار بجے صبح نرس نے آخری سانس لی۔ مرض کی تشخیص میں حوصلہ شکن ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آٹوپسی کے بعد جگر، تلی، خون اور دماغ کے نمونے بلجیئم کے انسٹی ٹیوٹ ڈی میڈیسن ٹراپکل روانہ کر دیے گئے۔ انسٹی ٹیوٹ اینٹورپ میں تھا۔ علاوہ ازیں، اٹلانٹا میں CDC (سینٹرز آف ڈیزیز کنٹرول) کو بھیجنے کے ساتھ پورٹ ڈاؤن لندن بھیجے گئے۔ جہاں مائیکرو بائیولوجسٹ ریسرچ اسٹیبلشمنٹ قائم تھی۔
اس دوران یامبوکا میں مریضوں کی تعداد دو ہزار سے تجاوز کر چکی تھی۔ جبکہ ہلاکت خیزی کا تناسب 94 فیصد تھا۔
نامعلوم یامبوکا وائرس، تین بین الاقوامی لیبارٹریز میں بیک وقت محفوظ اور محدود کیا گیا۔ وائرس کی ساخت ماربرگ (Marburg) وائرس سے مشابہ تھی۔ ماربرگ پہلی بار 1967ء کی خوفناک وبا کے دوران یوگنڈا کے بندروں کے ذریعے سامنے آیا تھا۔ لیکن موجودہ نامعلوم وائرس، ماربرگ سے زیادہ خطرناک تھا۔ اسے دریائے ایبولا کی مناسبت سے ''ایبولا'' کا نام دیا گیا۔
نتیجہ یہ نکالا گیا کہ ایبولا ''بوبونک پلیگ'' (Bubonic plague) کی دریافت سے لے کر اب تک کا سب سے خطرناک وائرس ہے۔
ابتدائی وبا کے پھوٹنے کے دو مہینے بعد یامبوکا میں دو ہفتے تک کوئی نیا کیس سامنے نہ آیا اور یہ سمجھا گیا کہ نامعلوم بیماری کو مقید کر دیا گیا ہے۔
قرنطینہ ہٹا لیا گیا اور ہوائی سروس بحال کر دی گئی۔ محسوس ہوتا تھا کہ اَن دیکھا انتہائی مختصر عفریت واپس اپنی خفیہ پناہ گاہ میں جا چھپا ہے، عفریت کی خفیہ پناہ گاہ ابھی تک پردۂ اخفا میں تھی۔
CDC (USA) کی پروفیشنل ٹیم افریقہ پہنچ چکی تھی۔ سی۔ڈی۔سی نے قبل ازیں لاسا فیور کو قابو کرنے میں

اہم کردار ادا کیا تھا۔ ٹیم، ایبولا کی پناہ گاہ کی تلاش میں تندہی سے جُت گئی۔ ممالیہ جانداروں کے علاوہ انہوں نے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں تک کو نظر انداز نہیں کیا، تاہم وائرولوجسٹس (Virologists) معمولی سا کلیو بھی دریافت کرنے میں ناکام رہے۔

☆☆☆

لاس اینجلس، کیلی فورنیا

موجودہ دن

لاس اینجلس کے رشٹر اسپتال کا کو فاؤنڈر ڈاکٹر ریڈولف رشٹر تھا۔ رشٹر کا تعلق جرمنی سے تھا۔ ولیم، اس کا بھائی اور پارٹنر تھا۔ طبّی کاروبار میں دونوں کا دماغ خوب چلتا تھا۔

ڈاکٹر رشٹر کا آج کا دن بُرا تھا اور خراب انداز میں شروع ہوا تھا۔ پہلے اس کی نئی بی ایم ڈبلیو نے فری وے پر ایک بدنما ڈینٹ کھایا۔ پھر اسپتال پر ایک ایمرجنسی سرجری اور پھر ایڈز کا ایک خاصا بُرا کیس۔ جس میں پُراسرار پیچیدگیاں تھیں۔ مزید برآں، مریض نے غیر متوقع طور پر ڈاکٹر کے منہ پر کھانس دیا۔

سب سے بڑھ کر اس کے خاص ریسرچ پروجیکٹ کے ایک بندر نے اسے کاٹ لیا۔ کیا دن گزرا تھا۔

ولیم اور رشٹر کے علاوہ اسپتال میں ایک مختصر تعداد دیگر ڈاکٹرز کی بھی تھی۔ ان سب کے پاس اسٹاکس کا کچھ نہ کچھ حصہ تھا۔ لہٰذا وہ سب ڈائریکٹرز میں شامل تھے۔

ڈاکٹر رشٹر اور رشٹر اسپتال دونوں مالی اعتبار سے مضبوط پوزیشن میں تھے۔ رشٹر نے چند معمول کے کام اور کالز نمٹائیں۔ سفید کوٹ، نیلے رنگ کے بلیزر سے تبدیل کیا اور بریف کیس تیار کر کے اسی قدر بُرے دن کے اختتام کے لیے اسپتال سے نکل گیا۔ اس وقت رات کے 9 بج چکے تھے۔ رشٹر لاعلم تھا کہ بُرا دن ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ وہ خیالوں میں گم گیراج کی جانب جا رہا تھا جہاں دو اجنبی آڑ میں اس کے منتظر تھے۔ دونوں نے گہرے رنگ کا بزنس سوٹ زیب تن کیے ہوئے تھے۔ دونوں رشٹر کے عقب میں ایک قدم دور تھے اور ڈاکٹر اب بھی بے خبر تھا۔

اپنی کار کے قریب پہنچ کر رشٹر نے دبے قدموں کی آہٹ محسوس کی۔ ساتھ ہی اس کے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑی۔ اس نے خود پر قابو پایا اور دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گیا۔ اس نے ایک نگاہ ڈالی۔ دونوں کے مہذب لباس دیکھ کر اس کا ہراس کم ہو گیا۔

دونوں افراد میں دراز قامت کا ایک ہاتھ مستقل غیر فطری انداز میں ایک زاویے پر مڑا ہوا تھا۔ رشٹر نے اندازہ لگایا کہ اس کا ہاتھ کسی بیماری یا حادثے کے باعث ناکارہ ہو چکا ہے۔

رشٹر نے انہیں نظر انداز کرتے ہوئے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔ تاہم دوسرے آدمی نے یہ کوشش ناکام بنا دی۔ ڈاکٹر چونکا۔

''ڈاکٹر! میں کچھ معلوم کر سکتا ہوں؟'' اس کا لہجہ شائستگی کا حامل تھا۔

''ضرور۔'' ڈاکٹر نے پھر اطمینان محسوس کیا۔ تاہم یہ سکون لمحاتی تھا۔ مزید کچھ بولنے سے پہلے ہی ڈاکٹر کو بے دردی سے باہر گھسیٹ لیا گیا۔ ڈاکٹر رشٹر کی مزاحمت میں جان نہیں تھی۔ مزید یہ کہ اگلے ہی لمحے اسے جبڑے پر ایک زوردار گھونسا کھانا پڑا۔ نتیجتاً وہ زمین بوس ہو گیا۔

ایک اجنبی اٹھائی گیرے کے ہاتھ اس کا پرس تلاش کر رہے تھے۔ دراز قامت نے ڈاکٹر کی قیمتی رِسٹ واچ کھینچ لی۔

''بریف کیس اٹھاؤ۔'' ایک بولا۔

واردات جیسے اچانک شروع ہوئی تھی ویسے ہی دفعتاً محدود وقت میں اختتام پذیر ہو گئی۔ رشٹر پر سکتہ طاری تھا۔ اس نے کار کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنی پھر بھاگتے قدم .... چند ساعت بعد کسی گاڑی کے ٹائر چرچرائے پھر یہ آواز دور ہوتی چلی گئی۔

رشٹر کا سکتہ ٹوٹا تو اسے جان بچنے کا احساس ہوا۔ ٹٹول کر اس نے اپنا چشمہ ڈھونڈا جس کا بایاں شیشہ چٹخ گیا تھا۔

اس نے اٹھ کر اپنی حالت کا جائزہ لیا اور اس دن کو کوستا ہوا واپس آفس کی جانب چل پڑا۔ سیکیورٹی کو بلا کر اس نے تبادلۂ خیال کیا پھر پولیس کو مطلع نہ کرنے کا فیصلہ سنا دیا۔ اس سے رشٹر اسپتال کی منفی تشہیر کا امکان تھا۔ نیز پولیس کیا کر لیتی۔ اس کی کوئی بیش بہا چیز بھی نہیں چھینی گئی۔ میٹنگ برخاست کر کے اس نے گھر فون کر کے صورتِ حال بتائی۔ بیوی کو اطمینان دلایا پھر چہرے کا جائزہ لینے کے لیے لیبارٹری کی جانب چل پڑا۔

شیشے میں اس نے رخسار کی ہڈی پر نمایاں خراش دیکھی۔ اینٹی بائیوٹک کا استعمال کرنے کے بعد اس نے سیکیورٹی آفیسر کو حفاظتی انتظامات بہتر کرنے کے لیے ہدایات جاری کیں اور گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔

دوسرے روز ڈاکٹر رشٹر بیدار ہوا تو اسے طبیعت گری

گری لگی۔ اس نے سوچا کہ یہ کل والے حادثے کا آفٹر شاک ہے۔ دوسرے نیند بھی پُرسکون نہیں تھی۔ تاہم شام ساڑھے پانچ بجے اسے یقین ہو چلا کہ وہ بیمار ہو چکا ہے۔ وہ آفس سے جلدی اٹھ گیا۔ گھر پر رات کروٹیں بدلتے گزری۔

صبح تک وہ ٹھیک ٹھاک علیل ہو چکا تھا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس روز بندر کے کاٹنے کا خیال اس کے ذہن میں نہ آئے۔ ایڈز کے مریض کی اتفاقی کھانسی کو بھی وہ اہمیت دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ بخوبی آگاہ تھا کہ ایڈز اس انداز میں منتقل نہیں ہوتا۔

رشٹر اسپتال تو پہنچ گیا۔ اسے گھبراہٹ اس بات کی تھی کہ وہ سُپر انفیکشن کا شکار تو نہیں ہو گیا جس کی تشخیص ابھی باقی تھی۔

ساڑھے تین بجے اسے سردی لگی پھر سر میں درد شروع ہو گیا۔ درد کی شدت میگرین کی طرح تھی۔ ڈاکٹر رشٹر نے اسپتال چھوڑ دیا۔ گھر تک پہنچنے میں اسے خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کی بیوی اس کی ناوقت آمد سے زیادہ اس کی حالت دیکھ کر بوکھلا گئی۔ رشٹر کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ آنکھوں کے کنارے سرخ ہو رہے تھے۔ بیوی نے اسے فی الفور بستر تک پہنچایا۔ آٹھ بجے تک سر کا درد نا قابلِ برداشت ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر کو پرکوڈین لینی پڑی۔

نو بجے رات پیٹ میں تشنج کی کیفیت شروع ہو گئی اور پھر ڈائریا۔ اس کی بیوی نے ڈاکٹر نیوری کو فون کرنا چاہا ..... ڈاکٹر نیوری، رشٹر اسپتال میں ڈاکٹر آف میڈیسن تھا۔ تاہم رشٹر نے اسے روک دیا۔ نیوری کسی الارم کے مانند تھا۔ رشٹر اسپتال کی ساکھ مشکوک ہو سکتی تھی۔ جسے دونوں بھائیوں نے برسوں کی محنت اور منصوبہ بندی کے بعد یہاں تک پہنچایا تھا۔

ڈاکٹر رشٹر نے ''ڈالمین'' لی اور سو گیا۔ چار بجے اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ خود کو گھسیٹتا ہوا واش روم تک پہنچا اور خون کی الٹی کر دی۔

اس کی بیوی حواس باختہ ہو چکی تھی۔ اس نے فوراً ایمبولینس منگوا کر اسے رشٹر اسپتال روانہ کیا۔ اس مرتبہ ڈاکٹر نے کچھ نہیں کہا۔ اس کے بدن میں سکت ہی نہیں تھی۔ وہ جان گیا تھا وہ اپنی زندگی کی بدترین بیماری کا شکار ہو چکا ہے لیکن کب؟ کیسے؟ کیوں؟ اور کون سی بیماری؟

☆☆☆

مریسا بلوم۔ اٹلانٹا کے سی۔ڈی۔سی کی لائبریری میں موجود تھی۔ اس کے ہاتھ میں وائرولوجی (Virology) کی دس پونڈ وزنی ٹیکسٹ بُک تھی جبکہ خود اس کا وزن 100 پونڈ اور قد پانچ فٹ تھا۔ ہیل کی وجہ سے قد پانچ فٹ دو انچ محسوس ہوتا تھا۔

مریسا نے گھڑی دیکھی۔ چھ بج رہے تھے۔ سات بجے اسے ڈیٹ پر رالف کے ساتھ ہونا تھا۔ وزنی کتاب اس نے شیلف میں رکھی۔ واپس بیٹھ کر اس نے ٹانگیں سیدھی کر کے ایک بھرپور انگڑائی لی اور جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔ آج صبح وہ چار کے بجائے دو میل ہی دوڑ سکی تھی۔ صبح کی چار میل دوڑ اس کا معمول تھا۔

دو منٹ آرام کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ دن کی روشنی باہر کم ہوتی جا رہی تھی۔ مریسا کا آفس لائبریری کے اوپر والے فلور پر تھا۔ آفس کیا ڈربا نما کمرا تھا۔ سی۔ڈی۔سی میں جگہ کے لیے مقابلہ سخت تھا۔

تاہم باوجود اس کے مریسا سی۔ڈی۔سی کی اہمیت اور قابلِ رشک کامیابیوں سے آگاہ تھی۔ سی۔ڈی۔سی کی قابلِ قدر خدمات امریکا کے علاوہ بیرونِ ملک بھی معروف تھیں۔

سی۔ڈی۔سی کی تاریخ اور کامیابیاں ہی مریسا کے لیے محرک بنی تھیں اور بوسٹن سے پیڈریاٹریک کے بعد اس نے سی۔ڈی۔سی کے لیے اپلائی کر دیا تھا۔ مریسا کو اپی ڈیمیالوجی انٹیلی جنس سروس (EIS) کے لیے قبول کر لیا گیا۔ ای۔آئی۔ایس طبی سراغ رساں کے مانند تھا۔ کورس سے قبل اسے چند ماہ پر مشتمل تعارفی کورس کرایا گیا۔

اگرچہ مریسا بلوم نے ہمیشہ ہی متاثر کن کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ تاہم وہ محسوس کر رہی تھی کہ بطور طبی سراغ رساں، کسی حقیقی ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے وہ مکمل طور پر مسلح نہیں ہے۔ یہ ایک کافی بڑی چھلانگ ثابت ہو گی، اگر اسے کلاس روم سے براہِ راست فیلڈ میں کسی اسائنمنٹ پر بھیج دیا جاتا۔ سوال ''اگر'' کا نہیں تھا۔ آج نہیں کل ایسا ہونا تھا۔ سوال تھا ''کب؟''

تربیت کے اختتام پر اس کی درخواست پر وائرولوجی ڈپارٹمنٹ کی اسپیشل پیتھوجنس برانچ (Special Pathogenes Branch) میں بھیج دیا گیا۔ وہ مریسا کی پہلی ترجیح تھی چونکہ وہ کلاس میں اول تھی اس لیے اس کی درخواست کو پذیرائی بخشی گئی۔

وائرولوجی کا پس منظر محدود ہونے کے باعث مریسا

زیادہ وقت لائبریری میں گزارتی تھی۔

☆☆☆

رالف ہمپٹن ایک کامیاب آئی اسپیشلسٹ تھا۔ کئی ماہ گزرنے کے بعد بھی مریسا مکمل طور پر راجر کی بے وفائی کو بُھلا نہ پائی تھی۔ رالف کی سنگت اسے سکون بخشتی تھی۔ حالانکہ دونوں کی عمروں میں بائیس سال کا فرق تھا۔ وہ اکتیس برس اور رالف 53 سال کا تھا۔ وہ ڈیٹ پر مریسا کو تھیٹر، کنسرٹ یا ڈنر پر لے جاتا۔ اس سے آگے بڑھنے کی رالف نے کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ مریسا مطمئن تھی اور رالف کی رفاقت میں عجیب لطف محسوس کرتی تھی۔ اگرچہ فریقین میں رومانوی پہلو بظاہر مفقود تھا۔

تاہم آج کی ملاقات مختلف نوعیت کی تھی۔ آج رالف نے پہلی مرتبہ اسے اپنے گھر مدعو کیا تھا اور بتا دیا تھا کہ وہاں وہ دونوں تنہا نہیں ہوں گے۔ وہاں چنیدہ افراد کی ایک پارٹی ہے۔

وہ آفس سے نکل کر گھر پہنچی۔ بیشتر افراد سی۔ ڈی۔ سی کے آس پاس ہی رہتے تھے۔ تیار ہونے میں اس نے زیادہ وقت نہیں لیا۔ اسے ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ عام لباس میں بھی ہیرے کی طرح دمکنے لگتی تھی۔ تاہم اس روز پارٹی کے باعث مریسا نے قدرے اہتمام کیا تھا۔

رالف کی قیام گاہ تک پہنچنے کے لیے پانچ منٹ کی ڈرائیو کافی تھی۔

رالف ایک شاندار گھر میں مقیم تھا۔ مکان نے خاصا بڑا قطعہ اراضی گھیرا ہوا تھا۔ رالف نے ہی دروازہ کھولا۔ اس نے گرمجوشی سے مریسا کا استقبال کیا اور جلد آنے کا شکریہ ادا کیا۔

اس نے قیمتی ضیافت کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

”کیا میرا لباس مناسب ہے؟“ وہ سوال کر بیٹھی۔

”تم ہمیشہ سے زیادہ حسین نظر آرہی ہو۔“ رالف نے جواب دیا۔ ”اگر اجازت دو تو ایک فلمی مکالمہ بول دوں؟“

مریسا نے سر کو جنبش دی اور دھیمے سے مسکرائی۔

”تم آج بجلیاں گرا رہی ہو۔“ اس نے مکالمہ ادا کیا۔

”یعنی تمہارا قیمتی گھر خطرے میں ہے۔“

”ارے نہیں، یہ آسمانی بجلیاں نہیں ہیں۔“ رالف بھی مسکرایا۔

مریسا، رالف کے ہمراہ وسیع گھر کا جائزہ لے کر واپس لیونگ روم میں آگئی۔ جہاں ایک طرف بار کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ کمرے میں ایک بڑی سی ٹیبل موجود تھی۔ جو تقریباً ایک درجن افراد کے لیے کافی تھی۔ بار کاؤنٹر پر ایک ملازم موجود تھا۔ مریسا نے وسیع کچن بھی دیکھ لیا تھا جہاں چند افراد مصروفِ کار تھے۔ تمام آرائش، آسائش اور لگژری اسٹائل کو دیکھ کر مریسا کو کچھ حیرت ہوئی تھی۔

رالف نے مریسا سے میزبان کا رول ادا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا جسے قدرے ہچکچاہٹ کے بعد اس نے قبول کرلیا۔ یہاں وہ پہلی مرتبہ آئی تھی۔ اس سے پیشتر وہ محض چار پانچ مرتبہ ہی رالف کے ساتھ باہر گئی تھی۔

اطلاعی گھنٹی گنگنائی۔ مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی تھی۔

مریسا نے پیش قدمی کی اور اپنا رول ادا کرنا شروع کر دیا۔ تاہم مہمانوں کے قیمتی لباس اور بیگمات کے بیش بہا زیورات نے مریسا کو مرعوب کر دیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ ڈاکٹر ہیں یا کاروباری لوگ....

تقریباً تمام مہمان گرامی لیونگ روم میں موجود تھے۔ سبھی نے جام تھامے ہوئے تھے۔ کافی دیر سے اطلاعی گھنٹی کی موسیقی نشر نہیں ہوئی تھی۔ مریسا کو خیال آیا کہ شاید تمام مدعوئین آچکے ہیں۔ عین اسی وقت اطلاعی گھنٹی گنگنا اٹھی۔ مریسا کو رالف کہیں نظر نہیں آیا۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور حیرت زدہ رہ گئی۔ وہ اس کا باس ڈاکٹر نورس تھا۔

”ہیلو ڈاکٹر مریسا۔“ وہ خوش دلی سے بولا اور آگے بڑھ گیا۔ ڈاکٹر نورس نے ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن مریسا نے اس کی سیاہ چمکدار آنکھوں میں ہلکا سا استعجاب دیکھا۔ خود مریسا، واضح طور پر نروس تھی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ سی۔ ڈی۔ سی سے بھی کوئی تشریف آوری ہوگی۔ ڈاکٹر نورس وائرولوجی ڈپارٹمنٹ کا ہیڈ تھا۔

☆☆☆

مہمانوں کی آمد کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ مریسا داخلی دروازے کے قریب سے ہٹ کر بار کی سمت چلی گئی۔ وہائٹ وائن کا جام بنوا کر وہ مہمانوں میں گھل مل گئی۔ دیگر خواتین کے میک اپ، لباس اور زیورات میں امارت کی بھرپور نمائش تھی۔ تاہم مریسا کے قدرتی حسن کے سامنے دولت کا مظاہرہ گہنا گیا تھا۔ اس نے کئی خواتین کی آنکھوں میں حسد کی واضح جھلک دیکھی۔

رالف نے ڈنر کا اعلان کیا تو مریسا کی جان چھوٹی۔ ڈائننگ ٹیبل پر پہنچنے سے قبل ہی مریسا کو اندازہ ہوگیا تھا کہ وہاں مدعو ڈاکٹر حضرات اٹلانٹا کے طبی شعبے کے جینئس

ہیں۔ تاہم دولت کی نمائش اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ محض تین افراد اس نمائش سے الگ نظر آ رہے تھے۔ ڈاکٹر نورس، ڈاکٹر ٹیڈ اور خود مریسا بلوم.....

گفتگو نے پیشہ ورانہ رخ اختیار کر لیا تھا۔ مریسا کو دفعتاً اپنے شانے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔ مریسا نے گردن گھمائی۔ وہ ایک ویٹرس تھی۔

''کیا بات ہے؟''

''آپ کے لیے کال ہے۔'' ویٹرس نے سرگوشی کی۔ مریسا معذرت طلب کر کے اٹھ گئی۔ اس نے سنسنی محسوس کی۔ رات کو یہاں، اس وقت؟ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی ڈیوٹی آن کال تھی۔ لہٰذا وہ ذمے داری کے تحت سی۔ڈی۔سی میں رالف کے گھر کا نمبر چھوڑ آئی تھی۔ یعنی کال سی۔ڈی۔سی کی تھی۔ صرف ڈپارٹمنٹ کو ہی پتا تھا کہ مریسا اس وقت کہاں ہے۔

''ڈاکٹر مریسا؟'' سی۔ڈی۔سی آپریٹر نے سوال کیا۔

''یس۔''

کال ڈیوٹی آفیسر کو منتقل کر دی گئی۔

''مبارک ہو، ڈاکٹر۔'' آفیسر کی آواز آئی۔

مریسا کا دل دھڑکا.....

''کیلی فورنیا کے اسٹیٹ ایپی ڈیمیالوجسٹ کی کال موصول ہوئی ہے۔'' ڈیوٹی آفیسر نے بات آگے بڑھائی۔ ''انہیں سی۔ڈی۔سی سینٹر کی مدد درکار ہے۔''

''کس سلسلے میں؟'' مریسا کی دھڑکنیں اب بھی ناہموار تھیں۔

''وہاں رشٹر اسپتال نامی کوئی نجی اسپتال ہے۔ وہاں کوئی وبائی مرض ظاہر ہوا ہے اور یہ خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ وبائی صورتِ حال کا خدشہ ہے۔ ہم نے تمہارے لیے ڈیلٹا فلائٹ میں ریزرویشن کرا دی ہے، تمہیں ٹروپک ہوٹل میں قیام کرنا ہے.... فلائٹ، رات ایک بج کر دس منٹ پر روانہ ہو گی۔ گڈ لک۔'' ڈیوٹی آفیسر نے فون رکھ دیا۔

☆☆☆

ٹروپک ہوٹل سے نمٹنے کے بعد وہ پہلی فرصت میں رشٹر اسپتال روانہ ہو گئی۔ اسٹیئرنگ پر اس کے ہاتھ بھنچ رہے تھے۔ رشٹر اسپتال کئی منزلہ ایک ماڈرن اسپتال تھا۔ پارکنگ میں چند گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ مریسا اپنا بریف کیس لے کر اتر گئی۔ ایک دن تو اسے میدان میں آنا تھا لیکن اس انداز میں۔ عجیب مضحکہ خیز صورتِ حال تھی۔ غیر متوقع طور پر بہت مختصر نوٹس پر اسے وہاں آنا پڑا تھا۔

اس کے بریف کیس میں ابتدائی کورس کے کلاس نوٹس تھے، ایک نوٹ پیڈ اور پنسل، وائرولوجی پر ایک چھوٹی ٹیکسٹ بک، لپ اسٹک اور چیونگم پیکٹ۔

بہرحال وہ اسپتال میں داخل ہو گئی۔ انفارمیشن بوتھ خالی تھا۔ تاہم وہ ایمرجنسی روم تک پہنچ گئی جہاں کچھ سرگرمی نظر آ رہی تھی۔

مریسا نے آن کال ڈاکٹر کو اپنے بارے میں بتایا۔

''اوہ گریٹ۔'' ڈاکٹر کے حلق سے پُرجوش آواز برآمد ہوئی۔ ''بہت خوشی ہوئی آپ کے پہنچنے پر، ڈاکٹر نیوری رات گئے سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

وہ ڈاکٹر نیوری کو بلانے چلا گیا۔

مریسا بے خیالی میں پیپر کلپس گھمانے لگی۔ وہ تھوڑی نروس تھی۔ مزید یہ کہ اس کو پوری نیند لینے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ہوائی سفر کے دوران میں مریسا نے دو گھنٹے کے لیے آنکھ لگائی تھی۔

کچھ فاصلے پر ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر برآمد ہوا۔ وہ سیدھا ڈاکٹر مریسا کی جانب آیا۔

''اوہ، میں بتا نہیں سکتا کہ آپ کو دیکھ کر کس قدر اطمینان اور مسرت کا احساس ہوا ہے۔'' ڈاکٹر نیوری نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔ سیاہ بال اور سیاہ آنکھوں کا حامل ڈاکٹر ہینڈسم شخصیت کا مالک تھا۔

دونوں نے ہاتھ ملائے۔ نیوری کی آنکھوں میں تحیر کی علامت ظاہر ہو کر معدوم ہو گئی۔ وہ مختصر سے قد کی حسین اور جوان لیڈی ڈاکٹر کو دیکھ کر لمحہ بھر کے لیے ٹپٹا گیا تھا۔ مریسا ایک تر و تازہ خوش رنگ پھول کے مانند تھی۔

ڈاکٹر نے حیرت پر قابو پاتے ہوئے بطور اظہار شائستگی، ہوائی سفر کا احوال معلوم کیا اور کھانے کے بارے میں سوال کیا۔

''میں سوچ رہی ہوں کہ براہِ راست پہلے مسئلے کا جائزہ لیا جائے۔'' مریسا نے جواب دیا۔

نیوری کی آنکھوں میں ستائش کی لہر ابھری اور ڈوب گئی۔ اس نے فی الفور مریسا کے فیصلے پر صاد کرتے ہوئے کانفرنس روم کا رخ کیا۔ وہ ڈپارٹمنٹ آف میڈیسن کا چیف تھا۔ اس تعارف نے مریسا کے اعتماد میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ مریسا کو اندازہ تھا کہ ڈاکٹر نیوری متعدی امراض کے بارے میں اس کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ علم رکھتا ہوگا۔

دونوں نے کانفرنس روم کی گول میز کے گرد نشست

سنبھالی۔ نیوری نے فون اٹھا کر کسی ڈاکٹر اسپنر کاکس کو مطلع کیا۔

ڈاکٹر کاکس نے آنے میں دس منٹ لیے اور معذرت کرتے ہوئے اپنا تعارف پیش کیا۔ وہ Epidemiologist تھا یعنی ماہرِ وبائی امراض۔

''کوئی اور آئیڈیا؟'' کاکس کے آتے ہی مریسا نے پوچھا۔

''تقریباً تمام ہی نیگیٹو ہیں۔ ہر قسم کا ٹیسٹ کیا جا چکا ہے ---- پہلے ملیریا کی جانب خیال گیا پھر ٹائیفائڈ، سپر انفیکشن وغیرہ ---- ہر کوشش اور خیال غلط ثابت ہوا۔ مریضوں کی حالت بگڑتی ہی جا رہی ہے۔'' نیوری نے جواب دیا۔

''ان حالات میں غیر معمولی وجوہات پر توجہ دینی ضروری تھی۔ مثلاً یہ وائرس بھی ہوسکتا ہے۔''

''میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ اب تمام توجہ وائرس پر مرکوز ہے۔ حالانکہ کوئی معقول شواہد سامنے نہیں آئے۔'' نیوری نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''ڈاکر رشٹر کو ہسپٹلائز ہوئے کتنے دن گزر گئے ہیں؟''

''آج پانچواں دن ہے۔''

''مجھے مریض کو دیکھنا ہے۔'' مریسا کھڑی ہوگئی۔ نوٹ بک بند کر کے بریف کیس میں رکھ لی۔ نیوری فوراً تیار ہوگیا۔ مریسا، اس کی رہنمائی میں آگے بڑھ رہی تھی۔ اسپتال کی شان، قالین، ڈیکوریشن ---- متاثر کن تھا۔

وہ ایلیویٹر کے ذریعے پانچویں منزل پر پہنچے۔ مریسا کو اندازہ ہو چلا تھا کہ یہ کوئی خطرناک وائرل مرض ہے اور بغیر حفاظتی انتظام کے کیسے مریض کا سامنا کرے گی؟ دونوں نرسز اسٹیشنز پر پہنچ گئے۔

نیوری نے بتایا کہ ساتوں مریض پانچویں منزل پر رکھے گئے ہیں اور ہر ممکن احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہیں تاکہ مرض کو پھیلنے سے روکا جاسکے۔ ہر مریض کو الگ رکھا گیا ہے۔ اس نے سات عدد چارٹس مریسا کے حوالے کیے۔

مریسا نے سب سے پہلے رشٹر کا چارٹ دیکھا۔ اول مریسا نے وائٹل سائن دیکھے۔ رشٹر کا فشارِ خون گرتا جا رہا تھا اور درجۂ حرارت بڑھتا جا رہا تھا۔ یہ اچھی علامت نہیں تھی۔ مریسا نے تیزی سے چارٹ کے صفحات پر نظر دوڑائی۔ تفصیل وہ بعد میں ہی دیکھ سکتی تھی۔ اس نے ہسٹری پر نگاہ ماری اور چونک پڑی۔ ڈاکٹر رشٹر، ماہرینِ امراضِ چشم کے کنونشن میں نیروبی (کینیا) گیا تھا۔

مریسا نے توجہ سے پڑھنا شروع کیا۔ مرض کی علامتیں ظاہر ہونے سے صرف ایک ہفتے قبل اس نے سان ڈیاگو کی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ یہ کانفرنس بھی امراضِ چشم سے متعلق تھی۔ اسپتال میں داخل ہونے سے دو دن قبل مخصوص نسل کے ایک بندر نے اسے کاٹا تھا۔ مریض کے سفید خلیوں کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی۔ جگر اور گردے بھی درست کام نہیں کر رہے تھے۔ مریسا کو یقین ہو چلا کہ مریض نامعلوم وائرل بیماری کا شکار ہے۔ اس نے چارٹ واپس رکھ دیا۔

''ریڈی؟'' نیوری نے سوالیہ نظر ڈالی۔

مریسا کو علم تھا کہ ایسے مریض کے قریب حفاظتی اقدامات کے بغیر جانا خود کو بھی خطرے میں ڈالنے والی بات تھی۔ اس نے سر ہلا کر آمادگی ظاہر کی۔ مریض کو دیکھنا ناگزیر تھا۔

''تم لوگوں نے ساتوں مریضوں کو الگ الگ رکھا ہے۔ اچھی بات ہے۔ یہ ضروری تھا لیکن مریضوں کے نزدیک جانے والے کیا حفاظتی اقدامات کر رہے ہیں؟ یہ کوئی عام مرض نہیں ہے۔ نہ اتنے بھرپور لیب ورک کے بعد تشخیص ہوسکی ہے؟'' مریسا نے گھما پھرا کر خدشے کا اظہار کر دیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ہم نے حتی الامکان احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں۔'' نیوری نے کہا اور ایک جگہ رک کر گاؤن، ماسک اور گلوز برآمد کیے۔ مریسا نے سکون کا سانس لیا۔

کچھ دیر بعد دونوں ماسک وغیرہ کے ساتھ رشٹر کے آئسولیٹڈ کمرے میں داخل ہوئے۔

گلوز ربر کے بنے ہوئے تھے۔ دیگر اشیا بھی ساتھ تھیں۔ ''یہ لوگ بلند پایہ پروفیشنل ہیں۔'' مریسا نے سوچا۔ ''انہوں نے بروقت خطرے کا احساس کرلیا تھا۔'' بہرحال اس کا دل اب بھی کہہ رہا تھا کہ خود کو پلاسٹک کے بلبلے میں چھپالو۔ کوئی نامعلوم چیز اسے ہراساں کر رہی تھی۔

مریض کو مشینوں اور ٹرمینلز نے گھیر رکھا تھا۔ وہ ایک کینوپی کے نیچے لیٹا ہوا تھا۔ ڈرپس لگی ہوئی تھیں۔ کئی قسم کے ٹیوبس اس کے جسم میں داخل تھیں۔

چہرہ سفید راکھ کے مانند ہوگیا تھا۔ آنکھیں حلقوں میں اتر گئی تھیں۔ جلد نے ہڈیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ چہرے کے دائیں جانب زخم کا نشان تھا۔ مریسا کا دم گھٹنے لگا۔ وہ ڈاکٹر تو

تھی ہی۔ اسے بہ سرعت ادراک ہوگیا کہ وہ مریض کا نہیں بلکہ موت کا چہرہ دیکھ رہی ہے۔ مریسا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ نیوری، اس کے قریب ہی متجسس انداز میں جھکا ہوا تھا۔

''کیا کینوپی کی موجودگی میں، مریض سے بات ہو سکتی ہے؟'' بالآخر اس نے سوال کیا۔ جواب اثبات میں ملا۔

''تم کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' الفاظ لبوں سے نکلتے ہی مریسا کو احساس ہوگیا کہ وہ ایک احمقانہ سوال کر چکی ہے۔

بہرحال رشٹر کے پپوٹے پھڑپھڑائے۔ آنکھوں کی سفیدی میں جریانِ خون کی علامت موجود تھی۔

''ناٹ گڈ۔'' مریض نے جواب دیا۔ جواب بمشکل مریسا کی سماعت تک پہنچا۔

''ایک ماہ قبل تم افریقہ گئے تھے؟'' وہ مزید آگے کی جانب جھک گئی۔

''چھ ہفتے قبل۔'' مریض نے جواب دیا۔

''وہاں تم نے کسی جانور کو ہینڈل کیا تھا؟''

''نہیں۔'' مریض نے رک کر جواب دیا۔

''وہاں تم نے کسی مریض کا علاج کیا تھا؟''

رشٹر نے بولنے کے بجائے نفی میں سر ہلایا۔ یہاں امریکا میں رشٹر اسپتال کی تجربہ گاہ میں جس بندر نے رشٹر کو کاٹا تھا، اس کے بارے میں وہ پہلے ہی نیوری سے معلومات حاصل کر چکی تھی۔

مریسا سیدھی کھڑی ہوگئی۔ نیوری کی جانب دیکھ کر اس نے سوالیہ نظروں سے رشٹر کے چہرے کے زخم کے بارے میں دریافت کیا۔

''مرض کا شکار ہونے سے دو دن قبل وہ پارکنگ میں رہزنی کا شکار ہوا تھا۔'' نیوری نے بتایا۔

مریسا، چند لمحے خاموش رہی۔

''میں دیکھ چکی ہوں، چلنا چاہیے۔'' وہ بولی۔ دونوں باہر آگئے۔

''وہ بندر کہاں ہے؟''

''قرنطینہ میں۔'' نیوری نے کہا۔ ''اس کے تمام ٹیسٹ ہو چکے ہیں۔ وہ قطعی صحت مند ہے۔''

مریسا نے گہری سانس لی اور کہا۔ ''مجھے تمام چارٹس کی اسٹڈی کرنی پڑے گی۔'' اس نے ارادہ ظاہر کیا اور رشٹر کی آنکھوں کے بارے میں سوچنے لگی۔ اگرچہ وائرل ہیمرج فیور عنقا تھا لیکن اس کی ہلاکت خیزی میں کوئی شبہ نہ تھا۔ اس قسم کے بیشتر امراض افریقہ سے ہی آئے تھے، اس کی علامت رشٹر کی آنکھوں میں عیاں تھی۔

مریسا نے نیوری سے VHF کا ذکر کیا۔

''VHF کو ہم کاؤنٹ کر چکے ہیں۔ درحقیقت VHF کی وجہ سے ہی ہم نے سی۔ڈی۔سی سے رابطہ کیا تھا۔''

''فی الحال میری تجویز ہے کہ آپ لوگ آئسولیٹڈ ایریا کو جنرل اسپتال ایریا سے قطعی علیحدہ کر دیں۔'' مریسا نے تجویز دی۔ ''کم سے کم لوگ، انتہائی ضروری تقاضے کے تحت مریضوں سے ملیں۔ جب تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ مرض کی حقیقت کیا ہے؟ اور یہ کیونکر ایک سے دوسرے میں منتقل ہو رہا ہے؟ اس وقت تک ہمیں ہر ایک ممکنہ احتیاطی قدم اٹھانا پڑے گا۔ میں آپ کو ہراساں نہیں کر رہی لیکن یہ کچھ بھی ہو سکتا ہے اور مزید پھیل سکتا ہے'

نیوری، چند ثانیے مریسا کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ ''ٹھیک ہے۔'' اس کی آواز قدرے بے جان ہو چکی تھی۔

مریسا نے اسے یہ نہیں بتایا کہ رشٹر کے بچنے کا امکان صفر ہے۔

☆☆☆

مریسا، ایک چھوٹے سے کمرے میں تمام چارٹس کا یکسوئی سے مطالعہ کر رہی تھی۔ معمولی اور بظاہر غیر اہم بات کو بھی وہ نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ وہ نوٹس لیتی رہی۔ ڈیٹا مرتب کیا۔

ساتوں مریض کی عمر، جنس، لائف اسٹائل، پیشہ وغیرہ سب مختلف تھے۔ ایک رشٹر کی میڈیکل سیکریٹری تھی، دو خاتون خانہ، ایک پلمبر، ایک انشورنس سیلزمین، اسٹیٹ بروکر اور خود ڈاکٹر رشٹر۔۔۔۔ مریسا کو خاصی محنت کرنی پڑی۔

مرض اچانک نمودار ہوا تھا۔ ابتدائی علامتوں میں شدید سر درد، مسل پین، ہائی فیور، بعد ازاں پیٹ کی تکلیف، ڈائریا، الٹیاں بشمول خون کی قے، گلے کی تکلیف، کھانسی اور سینے میں درد۔۔۔۔

مریسا لرز اٹھی۔ کیا مرض اس تک پہنچ سکتا ہے؟ یہ ایک مفلوج کر دینے والا سوال یا خدشہ تھا۔ وہ سونا چاہ رہی تھی لیکن دوسرے مریضوں سے ملنا ضروری تھا۔ وہ جلد از جلد اپنی رپورٹ نورس کو دینا چاہتی تھی۔

وہ تمام مریضوں سے فرداً فرداً ملی۔ مریضوں کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ مریسا نے اپنے طے کردہ سوالات

کے جواب حاصل کیے، کوئی خاص بات معلوم نہ ہوسکی۔ چھ کے چھ مریض ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ ایک ہی نکتہ دریافت ہوسکا کہ ساتوں نہ صرف ڈاکٹر رشٹر کو جانتے تھے بلکہ رشٹر اسپتال ہیلتھ پلان کے ممبران میں شامل تھے۔ مریسا کو حیرت ہوئی کہ کسی نے یہ بات نوٹ نہیں کی۔ کیا رشٹر ہی کے ذریعے باقی چھ مریض متاثر ہوئے تھے۔ لیکن کیسے؟ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ انڈیکس کیس ڈاکٹر رشٹر ہی تھا۔ وہی پہلا مریض تھا۔ اس کے بعد مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور سب رشٹر کو جانتے تھے۔

مریسا نے وارڈ کلرک سے بیرونی مریضوں کا ریکارڈ طلب کیا۔ اسی دوران ڈاکٹر نیوری کی پریشان صورت نظر آئی۔

''مجھے خدیشہ ہے کہ ایک اور مریض کا اضافہ ہوگیا ہے۔ وہ یہیں اسپتال میں لیب ٹیکنیشن ہے۔''

''کیا اسے آئسولیٹ کردیا گیا ہے؟''

''ہم پانچویں منزل کے اوپر ایک علیحدہ آئسولیشن ونگ آراستہ کررہے ہیں، سب کو وہیں رکھا جائے گا۔''

''جتنی جلدی ہو سکے، بہتر ہے۔'' مریسا نے کہا۔ ''خیال رکھیں کہ تمام غیراہم لیب ورک معطل کردیے جائیں۔''

''ٹھیک ہے.... کیا تم ٹیکنیشن کو دیکھوگی؟''

''ہاں میں دیکھتی ہوں۔''

ٹیکنیشن کو ایک ایمرجنسی کمرے میں رکھا گیا تھا جس کے باہر ''ڈونات اینٹر'' کی تختی لگی ہوئی تھی۔

مریسا ضروری تیاری کے ساتھ مریض سے ملی، اس کا نام ایلن تھا۔ اس وقت اس کی حالت اتنی خراب نہیں تھی۔ لہٰذا مریسا کو بات چیت کرنے میں آسانی رہی۔ تاہم اس ملاقات کا کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلا۔ مریسا اسے تسلی دے کر باہر آگئی۔ اس کی چھٹی حس چلا رہی تھی کہ کسی ہولناک وبا کا آغاز ہونے جارہا ہے۔

بہتر تھا کہ اب نورس کو رپورٹ کردی جائے۔ مریسا نے فون پر اس سے رابطہ کیا۔

''تمہارا پہلا فیلڈ اسائنمنٹ کیسا جارہا ہے؟'' نورس نے استفسار کیا۔

''توقعات سے زیادہ خراب۔'' مریسا نے جواب دیا۔ مریسا نے تمام تفصیلات، جزئیات کے ساتھ گوش گزار کردیں۔

''پریشان مت ہو۔'' نورس نے بولنا شروع کیا۔

مریسا نے محسوس کیا کہ نورس دو علامتوں میں خاص دلچسپی لے رہا ہے۔ اول، خون کی الٹیاں۔ دوم، خونی ڈائریا۔ آنکھوں میں جریانِ خون کی علامتوں کے بارے میں بھی وہ سوالات کررہا تھا۔ جب مریسا نے اسے بتایا کہ رشٹر نے امراضِ چشم کی کانفرنس میں شرکت کے لیے افریقہ کا سفر کیا تھا۔

''مائی گاڈ۔'' نورس کی آواز بلند ہوگئی۔ ''تم جانتی ہو کہ کیا کہہ رہی ہو.... اگر یہ افریقہ سے آنے والا ''وائرل ہیمرج فیور'' نہیں ہے۔ تو ''لاسا فیور'' ہے او گاڈ، اس کے علاوہ دو ہی امکانات ہیں۔ ''ماربرگ'' (Marburg) وائرس یا ''ایبولا۔''

مریسا لرز اٹھی۔

''بندر کہاں ہے؟''

''قرنطینہ میں۔'' مریسا نے اپنی آواز میں کپکپاہٹ محسوس کی۔

''بندر کی حفاظت کرنا، خاص طور پر اگر وہ مر جائے .... ہمیں اس کا وائرل ٹیسٹ کرنا پڑے گا۔''

نورس نے مریسا کو سمجھایا کہ تمام متاثرہ مریضوں کے خون اور پیشاب کے علاوہ کون کون سے نمونے سی۔ڈی۔سی روانہ کرنے ہیں۔ ''جلدی کرنا اور ڈیلٹا سروس استعمال کرنا۔ خدا کے لیے اپنا بہت خیال رکھنا۔ نمونوں کو خشک برف میں رکھ کر روانہ کرنا۔ بندر کے نمونے بھی روانہ کرو۔ میرے پہنچنے تک لیب ورک رکوا دو۔ مجھے خود آنا پڑے گا۔ ہم کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ یہ نیشنل ایمرجنسی بھی ہوسکتی ہے۔ پریس سے دور رہنا۔ مریضوں کے قریب جانے سے قبل تمام تر حفاظتی اشیا استعمال کرنا۔ ''موبائل لیب'' ریڈی ہوتے ہی میں پہنچ رہا ہوں۔''

☆☆☆

نورس سے بات کرکے مریسا کے ہراس میں اضافہ ہو گیا۔ دورانِ گفتگو اس نے دو فقرے ایسے کہے تھے جن سے صاف عیاں تھا کہ اسے مریسا کی بہت زیادہ فکر ہے۔

نورس سے ملنے پر مریسا کا سازِ دل، ہر مرتبہ عجیب انداز میں نغمہ سرا ہوجاتا تھا لیکن نورس نے اور نہ مریسا نے کبھی کوئی جذباتی اظہار کیا تھا۔ رومانس کا پہلو تھا بھی تو اب تک پردۂ اخفاء میں تھا۔ تاہم آج مریسا نے اس کی فکر کو نمایاں طور پر محسوس کیا تھا۔ کیا یہ محض پیشہ ورانہ تفکر تھا یا کہیں گہرائی میں نازک احساسات بھی پوشیدہ تھے؟ مریسا نے گہری سانس لی اور نورس کی ہدایات پر عمل درآمد کے لیے

متحرک ہوگئی۔

نورس نے جن وائرس کے نام اٹھائے تھے، وہ اب تک دریافت شدہ خوفناک ترین وائرسوں میں شامل تھے اور ان کا علاج بھی دریافت نہیں ہوا تھا۔

نیوری، نورس کی آراسن کر بدحواس دکھائی دے رہا تھا، اگر ایسا ہی ہوا تو رشٹر اسپتال کی بقا خطرے میں تھی۔

نورس کی ہدایت کے مطابق، مریسا نے اپنا کام ختم کیا۔

بعدازاں اس کا زیادہ وقت مریضوں کی کیس اسٹڈی اور لائبریری میں گزرنے لگا۔ اس کی تحقیقات کے مطابق یہ بات شک وشبہے سے بالاتر تھی کہ 'انڈیکس کیس' ڈاکٹر رشٹر تھا۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ باقی سات مریضوں نے رشٹر سے کسی نہ کسی حوالے سے رابطہ کیا تھا۔ یہ ابتدائی رابطے تھے۔ سوال یہ تھا کہ وائرس رشٹر تک کیسے پہنچا؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ رشٹر جن افراد سے رابطے میں رہا، ان میں سے بعض کو مرض کیوں منتقل نہیں ہوا؟ اور اگر یہ سیکنڈری اسٹیج پر گیا تو کیا ہوگا؟ یہ ایک خوفناک سوال تھا۔

☆☆☆

''کیا ہوا؟''

''رشٹر کی حالت بگڑ رہی ہے۔'' نیوری نے جواب دیا۔ ''ہر جگہ سے خون جاری ہے، حتیٰ کہ مسوڑھوں اور جہاں انجکشن لگائے گئے تھے، وہاں سے بھی خون رس رہا ہے۔ گردے فیل ہونے والے ہیں۔ فشارِ خون گر کر برائے نام رہ گیا ہے۔ کوئی حربہ نہیں بچا ہے، سمجھ نہیں آتا کیا کیا جائے۔'' نیوری کی آواز میں تھکن اور مایوسی تھی۔

اگرچہ مریسا کو اندازہ تھا، پھر بھی اسے رنج ہوا۔ رشٹر کو پہلی بار دیکھتے وقت ہی اسے احساس ہوگیا تھا کہ مریض وادیِ اجل کی سمت گامزن تھا۔

مریسا کے چہرے پر گمبھیرتا تھی۔ ایک منٹ بعد اس نے اٹلانٹا فون کیا۔

نورس کو اس نے صورتِ حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ VHF (وائرل ہیمرج فیور) ہے اور کسی کے پاس کوئی حل نہیں ہے۔

''سپورٹیو تھراپی کے علاوہ کچھ نہیں کیا جاسکتا، جب تک ہم تشخیص نہ کرلیں۔ ٹیڈ کو تمہارے بھیجے ہوئے نمونے مل گئے ہیں۔ وہ کام کررہا ہے۔ شاید ہم کوئی بہترین مدافعتی ویکسین بنالیں۔''

''کب آرہے ہو؟''

''موبائل آئسولیشن لیب، پوری طرح پیک ہے۔ پہنچنے والا ہوں۔'' نورس نے جواب دیا۔

☆☆☆

مریسا نے ایک گھنٹے سے بھی کم نیند لی اور بیدار ہوگئی، وہ بیٹھے بیٹھے ہی سوگئی تھی۔ اس کے سر میں درد تھا اور حلق میں خراش محسوس ہورہی تھی۔ وہ دعا کررہی تھی کہ یہ مرض کی علامتیں نہ ہوں بلکہ تھکن کی زیادتی کے باعث ایسا ہورہا ہے۔ بہرحال اس کے دل میں خوف تھا۔ نورس کی ہدایت کے مطابق اب مریضوں کے پاس جاتے وقت آنکھوں پر گاگلز بھی چڑھا کر رکھتی تھی۔

تھکن کے باوجود اسے اٹھنا پڑا۔ ابھی تک وہ اسپتال میں ہی تھی۔ مزید چار مریض ایمرجنسی روم میں لائے گئے تھے۔ چاروں کی علامتیں ہیمرج فیور کی نشاندہی کررہی تھیں۔ چاروں مریض، سابقہ مریضوں کے فیملی ممبر تھے۔

نامعلوم جان لیوا وائرس، پہلے ہی تھرڈ جنریشن میں داخل ہوچکا تھا۔

مریسا نے سب سے پہلے نمونے حاصل کرکے اٹلانٹا، ٹیڈ کو روانہ کردیے۔ مریسا کو احساس تھا کہ وہ اپنی توانائی کی آخری حد پر ہے۔ لہٰذا اس نے ہوٹل جانے کا فیصلہ کرلیا۔

ٹروپک ہوٹل پہنچ کر وہ بستر میں جاگری۔

☆☆☆

دوسری صبح وہ اسپتال پہنچی تو حیران رہ گئی۔ وہاں پولیس کے علاوہ الیکٹرونک میڈیا کی گاڑیاں نظر آرہی تھیں۔ قرنطینہ کا بندوبست تقریباً مکمل تھا۔ پولیس مین نے مریسا کو روکا تاہم وہ بہ آسانی سی۔ڈی۔سی کا کارڈ دکھا کر اندر چلی گئی۔

ڈاکٹر نیوری نے اسے بتایا کہ سی۔ڈی۔سی نیوز کانفرنس کی تیاری کررہی ہے۔ نیوری کا چہرہ بجھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ رشٹر کا بھائی بھی تھا جس کے تاثرات بھی اعلان کررہے تھے کہ اسپتال ہاتھ سے نکل رہا ہے۔

میڈیا نے سرخی جمائی تھی۔ ''ایڈز کی نئی وبا۔'' رشٹر کی موت کے بعد مریضوں نے اسپتال چھوڑنا شروع کردیا تھا۔ اسٹیٹ کمشنر آف ہیلتھ نے قرنطینہ کے آرڈر جاری کیے تھے۔ تاکہ جو بلا بھی ہے وہ اسپتال کی حدود سے باہر نہ نکل سکے۔

مریسا کانفرنس روم میں پہنچی تو نورس اپنے مخصوص اور پُرسکون انداز میں میڈیا کا سامنا کررہا تھا۔ اس نے آغاز سی۔ڈی۔سی کی ٹیم کے تعارف سے کیا تھا پھر اس نے ایڈز

کی وبا کی تردید کی۔

مریضوں کی تعداد سولہ ہوگئی تھی۔ نورس کی رائے میں صورتِ حال بدنما ہونے کے باوجود کنٹرول میں تھی۔ ایک صحافی کھڑا ہوگیا۔

''کیا ایک ماہ قبل رشٹر، یہ نامعلوم مرض افریقہ سے لایا تھا؟''

''ہمارے علم میں نہیں۔'' نورس نے کہا۔ ''ہو بھی سکتا ہے لیکن یہ مشکوک ہے۔ کیونکہ ان کی بیوشن پیریڈ بہت زیادہ ہے۔ تیس دن یہ مرض خفیہ نہیں رہ سکتا۔ ابتدائی علامات ظاہر ہونے کے بعد ڈاکٹر رشٹر کی موت بہت کم وقت میں وقوع پذیر ہوئی۔ یعنی بیماری زیادہ سے زیادہ چند روز بعد علامات کا اظہار شروع کر دیتی ہے۔''

دوسرا صحافی کھڑا ہوا۔

''ایڈز کا مرض برسوں خفتہ حالت میں رہتا ہے۔ کیا یہ ایڈز سے زیادہ خطرناک ہے؟''

''ہماری موجودہ پریشانی ایڈز سے قطعی مختلف ہے۔ بظاہر یہ وائرس ہی ہے تاہم ایڈز کے وائرس سے مختلف ہے۔''

''وہ کیسے؟'' کسی اور نے مختصر سوال اچھالا۔ مریسا نے محسوس کیا کہ نورس کا ضبط جواب دے رہا ہے۔ تاہم وہ قابو میں رہا اور یکے بعد دیگرے چند چبھتے ہوئے سوالات کے جواب دے کر کانفرنس ختم کر دی۔

☆☆☆

ایلیویٹر میں مریسا کی نورس سے مڈبھیڑ ہوئی۔

''کیسی ہو؟'' اس کی آواز دوستانہ تھی۔

''او کے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم پوری ٹیم کے ساتھ آ رہے ہو؟''

''ضروری تھا۔'' ڈاکٹر لینی نے کہا۔ ڈاکٹر ایسبس نے سر ہلا کر تائید کی۔ ''پریس کانفرنس سے ہٹ کر صورتِ حال ہولناک ہے۔ یہ ایک بھیانک خواب ہے۔''

''مجھے بندر بُری طرح کھٹک رہا ہے۔''

''میں نے ابھی بندر کے نمونے نہیں بھیجے۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ نامعلوم دہشت اس کے بدن میں سرائیت کر رہی تھی۔

''کوئی بات نہیں۔ تم پہلے ہی بہت کام کر چکی ہو۔'' نورس نے کہا۔ ''رات ہم نے بندر کی قربانی دے دی تھی اور نمونے سی۔ ڈی۔ سی بھیج دیے تھے۔''

نورس کی زبان سے اپنی تعریف سن کر مریسا نے ناقابلِ فہم مسرت محسوس کی۔

''میں تمہارے کام کے بارے میں تفصیل سے سننا چاہتا ہوں۔ تم ڈنر آج میرے ساتھ کرو۔ ہم لوگ جہاں ٹھہرے ہیں وہاں میں نے تمہارے لیے کمرا ٹبک کرا دیا ہے۔ وہ ٹروپک ہوٹل سے بہت بہتر ہے۔''

ٹروپک بھی ٹھیک ہی ہے۔ مریسا نے سوچا۔ نورس کی تجاویز سن کر اس کی چھٹی حس نے ٹہوکے لگانے شروع کر دیے تھے۔

☆☆☆

رشٹر نے دو میڈیکل میٹنگ اٹینڈ کی تھیں۔ ایک افریقہ میں، دوسری سان ڈیاگو میں۔ مریسا نے دونوں کی اسپانسر آرگنائزیشنز کو فون کیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ دونوں میٹنگز کے شرکا میں سے رشٹر کے علاوہ کوئی اور مریض سامنے آیا یا نہیں۔۔۔۔ بعدازاں اس نے رشٹر کی بیوہ ہیلن کے گھر کا رخ کیا۔ وہ رشٹر کی ذاتی ڈائری کا مطالعہ کرنا چاہتی تھی۔ جس کے لیے استدعا اس نے پہلے ہی ہیلن سے کر دی تھی۔

شام کے وقت مریسا نے ٹیڈ کی کال وصول کی۔ وہ نورس کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ ''آپریٹر کی اطلاع کے مطابق شاید تمہیں علم ہو؟''

''اسے ہوٹل میں ہونا چاہیے۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''میں ہوٹل ٹرائی کرتا ہوں، اگر رابطہ نہ ہوا تو کیا تم ایک پیغام پہنچا دوگی؟''

''ہاں، کیوں نہیں۔''

''یہ کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔''

مریسا، سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کی گرفت ریسیور پر سخت ہوگئی۔ ''کیا یہ پرسنل پیغام ہوگا؟''

''نہیں۔'' ٹیڈ بے کیفی سے ہنسا۔ ''یہ وائرس سے متعلق ہے، جس کے ساتھ تم لوگوں کا واسطہ پڑ گیا ہے۔''

''کیا مطلب؟'' مریسا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

''تم نے جو نمونے بھیجے تھے۔ خاص طور پر رشٹر کے۔۔۔۔ اس کے خون میں لاتعداد وائرس ہیں۔ ایک ملی لیٹر میں بلین سے بھی زیادہ۔۔۔۔''

مریسا کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

''کیا ہے یہ؟'' اس کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی۔

''ٹیڈ! کیا ہے یہ؟''

"معلوم نہیں۔" جواب آیا۔ "کیا رشٹر زندہ ہے؟"
"وہ گزشتہ شب.....۔" مریسا جواب مکمل نہ کرسکی۔
"اوہ۔"
"ٹیڈ کیا تمہیں یقین ہے؟"
"کیسی باتیں کررہی ہو؟" ٹیڈ نے شکوہ کیا۔
مریسا کو بھی اپنے بے تکے سوال کا احساس ہوا۔
"اس کا مطلب۔" وہ بولی۔ "اب تک مہلک ترین وائرس منظر عام پر آگیا ہے۔"
"یقیناً۔" ٹیڈ نے اتفاق کیا۔ "مسئلہ یہ ہے کہ ہم اس کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ محض افریقہ میں اس وائرس کی چند وباؤں کا ذکر ملتا ہے۔ یہ قطعی اجنبی ہے۔ خفیہ اور لاعلاج..... آخر یہ لاس اینجلس میں کیونکر نمودار ہوا؟"
"ڈاکٹری لینڈ کے نزدیک بندر ذمے دار ہے۔"
"شاید اس کا اندازہ ٹھیک ہو۔ بندر ہی ماضی میں ہیمرجک فیور کے ذمے دار تھے۔ جرمنی میں ماربرگ وائرس بھی بندر کے ذریعے پھیلا تھا۔ ماربرگ، اس سے مشابہت رکھتا ہے۔"
"بندر کے نمونے تم تک پہنچنے والے ہیں۔ رزلٹ کے بارے میں مجھے ضرور بتانا۔" مریسا نے درخواست کی۔
"ضرور۔" ٹیڈ نے حامی بھری۔ "پھر فون کروں گا۔ اپنا بھی خیال رکھنا۔" ٹیڈ نے رابطہ منقطع کردیا۔
مریسا، نورس کو ڈھونڈنے لگی، اسی اثنا میں ایک ٹیکنیشن سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جس نے بتایا کہ چند ڈاکٹرز پیتھالوجی میں ہیں۔ دو اموات اور ہوگئی ہیں۔ کچھ ڈاکٹر ایمرجنسی میں ہیں، وہاں نئے مریض آئے ہیں۔ ڈاکٹر نورس ہوٹل روانہ ہوچکے ہیں۔
مریسا نے اسے بتایا کہ انہیں کس عفریت کا سامنا ہے اور ہدایت کی کہ یہ بُری خبر دوسروں تک پہنچا دی جائے۔

☆☆☆

بقول نورس، بیورے ہلٹن، ٹروپک ہوٹل کے مقابلے میں بدرجہا بہتر اور پُرآسائش تھا اور یہ رشٹر اسپتال سے نزدیک تر تھا۔
مریسا، بیل مین کے عقب میں آٹھویں منزل کے کوریڈور میں اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی۔ اگرچہ اسے یہ سب غیر ضروری لگ رہا تھا۔ اس کے لیے کشش صرف اس بات میں تھی کہ نورس بھی اسی ہوٹل میں تھا۔
مریسا نے کمرے میں پہنچ کر بیل مین کو ڈالر پکڑا کر رخصت کیا اگر نورس دوبارہ نہ کہتا تو شاید وہ ٹروپک میں ہی قیام کرتی لیکن ٹیڈ سے بات کرنے کے چند گھنٹے بعد نورس نے مریسا کو فون کیا تھا۔ مریسا نے اسے وائرس کے بارے میں مطلع کردیا تھا۔ تاہم اسے محسوس ہوا کہ نورس ذہنی طور پر اس خبر کے لیے تیار تھا۔
اب وہ بیورے ہلٹن میں موجود تھی۔
نورس نے ہی بتایا تھا کہ اس کا کمرا 805 ہے۔ نورس کی خواہش تھی کہ ساڑھے سات بجے مریسا اس کے کمرے میں اس کے ساتھ ڈنر کرے۔ اگر اسے زحمت نہ ہو تو، نورس کا کمرا بھی آٹھویں منزل پر تھا۔ نورس نے مریسا کے نوٹس اور تحقیقات میں دلچسپی ظاہر کی تھی۔
مریسا نے ضروری تیاری کی۔ نوٹ بک اور کاغذات لے کر وہ نورس کے کمرے تک پہنچ گئی۔ اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوگئی تھیں۔ وہ ایک عجیب ناقابلِ بیان کیفیت کا شکار تھی۔ وہ کھڑی سوچتی رہی۔ بالآخر ایک منٹ بعد اس نے دستک دی۔
نورس شاید انتظار ہی کررہا تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر خوش آمدید کہا۔ پھر واپس فون کی جانب چلا گیا۔ مریسا نے اندازہ لگایا کہ وہ ٹیڈ سے بات کررہا تھا۔ بات مکمل کرکے وہ مریسا کے قریب آگیا۔ وہ آج زیادہ ہی وجیہہ نظر آرہا تھا یا غالباً اس نے کچھ اہتمام کیا تھا۔ وہ قریب آکر جھکا اور مریسا کی آنکھوں میں دیکھا۔
"آج کے روز جو سب سے بہترین چیز میں نے دیکھی ہے، وہ تم ہو۔" نورس نے کہا۔
مریسا کی چھٹی حس پھر ٹھوکے لگانے لگی۔ اسے احساس تھا کہ آج نورس کے ساتھ اسے ایک غیر متوقع ملاقات کا سامنا ہے۔
"تمہارا دوست ٹیڈ ٹھیک کہہ رہا تھا کہ تمہیں غیر ضروری خطرہ نہیں مول لینا چاہیے۔"
مریسا کو کوئی جواب نہیں سوجھا۔ اس نے گفتگو کا رخ موڑنے کے لیے کاغذات اور نوٹ بک نکالی۔ نورس بیٹھ گیا۔ مریسا نے شروع سے تفصیلات بتانا شروع کیں۔ خاص نکات کو اجاگر کیا۔ اس نے پتے اور فون نمبر تک نوٹ کیے ہوئے تھے۔
نورس سر ہلاتے ہوئے بظاہر اس کی بات سن رہا تھا۔ تاہم مریسا نے محسوس کیا کہ اس کا دھیان کہیں اور ہے۔ مریسا بولتے بولتے رک گئی۔ نورس نے ایک گہری سانس لی اور مسکرایا۔ "گڈ جاب۔" اس نے سادہ الفاظ استعمال

کیے۔ ”یقین نہیں آتا کہ یہ تمہارا پہلا فیلڈ ورک ہے۔“ اس کی آواز میں ستائش تھی۔

دروازے پر دستک سن کر وہ کھڑا ہو گیا۔ ”شاید ڈنر ہے۔“

ادھر مریسا سوچ رہی تھی کہ ڈنر ڈائننگ ہال میں بھی کیا جاسکتا تھا۔ دورانِ طعام، نورس پیشہ ورانہ امور کے بجائے عام گفتگو کر رہا تھا۔

مریسا، سٹپٹائی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ بات کچھ اور ہے۔ کیا بات ہے اور کب شروع ہوتی ہے؟

کھانے کے اختتام پر اچانک نورس نے کہا۔ ”ایک آٹو ایکسیڈنٹ میں، میری بیوی کا انتقال دو سال قبل ہوا تھا....“

”آئی ایم سوری.... مجھے افسوس ہوا۔“ وہ بولی۔

وہ اپنی حیرت کو چھپا گئی کہ نورس اچانک ذاتی زندگی کی جانب کیوں چلا گیا۔

”میں تمہیں بتانا چاہتا تھا۔“ وہ بولا۔

مریسا سر ہلا کر رہ گئی۔

”تم نے کبھی سوچا مستقبل کے بارے میں؟“ نورس نے سوال کیا۔ ”میرا مطلب ہے، تمہارا کوئی دوست....“ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

مریسا، سمجھ گئی کہ اس کا اشارہ رالف کی جانب ہے۔ ماضی کے تلخ تجربے کے متعلق وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ وہ راجر کو تقریباً بھلا چکی تھی۔ رالف کے ساتھ ڈیٹنگ کوئی خفیہ معاملہ نہیں تھی لیکن یہ مریسا کو ہی علم تھا کہ رالف کے ساتھ اس کا کوئی رومانس نہیں ہے۔ راجر کے بعد صرف نورس نے اسے متاثر کیا تھا۔ تاہم ماضی کی تلخی کے باعث وہ یک دم اظہارِ خیال نہیں کرنا چاہتی تھی جبکہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ نورس فیصلہ کن گفتگو کے موڈ میں ہے۔ البتہ یہ مریسا کے لیے انکشاف تھا کہ نورس بھی اسے پسند کرتا ہے....

”ہاں میرے کئی دوست ہیں۔“ مریسا نے بھی فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ ادھورے فقرے میں اشارہ واضح تھا کہ ”بس دوست ہی ہیں۔“

معاً نورس کھڑا ہو گیا۔ ”کیا خیال ہے؟ اسپتال کا جائزہ لیا جائے؟“

مریسا کو اس اچانک تبدیلی کی توقع نہیں تھی۔ تاہم وہ سکون محسوس کرنے لگی۔ گفتگو جس رخ پر جارہی تھی، اس کے لیے مریسا ذہنی طور پر تیار نہیں تھی۔ وہ مطمئن انداز میں کاغذات سنبھالتی ہوئی کھڑی ہوئی گئی۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ نورس اس کی پشت پر آ گیا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی۔ نورس نے دونوں ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ کر اس کا رخ اپنی جانب موڑ لیا۔ فاصلہ بہت کم تھا، مریسا منجمد ہو کے رہ گئی۔ نورس کے ہونٹ اس کے لبوں کو چھو گئے۔ یہ ایک نہایت قلیل وقفہ تھا۔ مریسا نے خود کو پیچھے ہٹا لیا۔ کاغذات فرش پر گر گئے۔

”آئی ایم سوری۔“ اس کی آواز میں خجالت تھی۔ ”میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ تاہم میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب سے تم سی۔ ڈی۔ سی میں آئی ہو.... آگے کیا کہوں.... میں پھر معذرت خواہ ہوں۔ جب سے میری بیوی کا انتقال ہوا ہے۔ ایسا پہلی بار ہوا ہے۔“

مریسا خاموش تھی۔ وہ نورس کی اس اچانک حرکت سے ذہنی خلفشار کا شکار ہو گئی تھی۔

”مریسا۔“ اس نے نرمی سے کہا۔ ”اٹلانٹا واپسی پر میں تمہیں ڈنر پر لے جاؤں گا۔ لیکن اگر تم رالف کے ساتھ کوئی جذباتی تعلق رکھتی ہو تو ایسا نہیں ہوگا۔ میں تمہیں بھول جاؤں گا۔“ اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

مریسا نے جھک کر کاغذات سمیٹے۔

”ہمیں چلنا چاہیے۔“ مریسا کی آواز خشک تھی۔

نورس ایلیویٹر میں خاموش رہا۔ مریسا کی رینٹ اے کار میں بھی سکوت طاری تھا۔ مریسا کو دھیرے دھیرے احساس ہونے لگا کہ وہ نورس کے ساتھ زیادتی کر چکی ہے۔ اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا۔ مریسا کو اتنا خشک رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ نورس نے معذرت بھی کر لی تھی۔ شاید وہ ایبولا میں اُلجھی ہوئی تھی۔ اس لیے مناسب ردِعمل پیش نہ کر سکی۔ تعلقات بدنما موڑ کاٹ چکے تھے۔ ”کیا کرنا چاہیے؟“ اس نے خود سے سوال کیا۔

☆☆☆

تقریباً پانچ ہفتے بعد مریسا واپس اٹلانٹا پہنچی۔ ائرپورٹ سے کیب ہائر کر کے وہ گھر کی جانب عازمِ سفر ہوئی۔ کیب میں بیٹھی وہ ڈاکٹر نورس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کیا بحیثیت ڈاکٹر آئندہ وہ دونوں اپنے پیشہ ورانہ تعلقات کو خوشگوار خطوط پر استوار کر سکیں گے؟

بیوریے بلٹن میں جو غیر متوقع حادثہ پیش آیا تھا، اس کے بعد دونوں کا تعلق سرد مہری کا شکار ہو کے رہ گیا۔ بعدازاں دونوں کی محض چند ملاقاتیں ہوئیں، نورس کے رویے میں واضح لاتعلقی اور بے مہری دکھائی دی۔ اب وہ

دونوں اٹلانٹا واپس آچکے تھے۔ مریسا کو نامعلوم تنہائی کا احساس ہوا۔ کیب، اس کے گھر کے قریب پہنچ گئی تھی۔

مریسا خیالات کی دنیا سے باہر آگئی۔ وہ سیدھی پڑوس میں ہڈسن فیملی کے گھر پہنچی۔ رسمی کلمات کے تبادلے کے بعد اس نے شکریہ ادا کیا اور ٹفی کو لے کر گھر آگئی۔ ٹفی (پالتو کتا) مریسا کو دیکھ کر بے چین ہوگیا۔ وہ دیوانہ وار اس کے گرد گھوم رہا تھا۔ ساتھ ہی عجیب آوازیں نکال رہا تھا۔

مریسا نے الارم آف کیا، گھر کا ٹمپریچر درست کیا پھر فریج میں جھانکا۔ باہر ہی کھانا پڑے گا۔ وہ بڑبڑائی۔ فریج بند کیا۔ فریج کی صفائی اور کچھ تیار کرنے کا قطعی موڈ نہیں تھا۔ وہ فیصلہ کرکے پلٹی۔ تب ہی دفعتاً فون کی گھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ ٹیڈ کی آواز سن کر مریسا نے اطمینان محسوس کیا۔

"ویلکم ہوم۔" ٹیڈ نے کہا۔ "کیا خیال ہے اگر ڈرنک باہر کی جائے۔ میں تمھیں گھر سے پک کرسکتا ہوں۔"

مریسا یہ کہنے ہی والی تھی کہ وہ بُری طرح تھکی ہوئی ہے۔ معاً اسے یاد آیا کہ لاس اینجلس سے آخری فون اس نے ٹیڈ کو کیا تھا۔ جب ٹیڈ نے بتایا تھا کہ ایڈز کے پروجیکٹ پر کام ختم کرکے وہ اس وائرس کے ساتھ کشتی لڑ رہا ہے۔

"تمھاری تحقیق کا کیا حال ہے؟" مریسا نے سوال کیا۔

"فائن۔" جواب آیا۔ "یہ جنگل کی بھڑکتی آگ کی طرح ہے۔ مارفالوجی کی اسٹڈی مکمل کرچکا ہوں۔ اب پروٹین کے تجزیے کا آغاز کیا ہے۔"

"مجھے گہری دلچسپی ہے کہ تم اس وائرس کے ساتھ کون سی کشتی لڑ رہے ہو؟" مریسا نے کہا۔

"مجھے نہایت خوشی ہوگی، سب کچھ دکھانے میں مگر بدقسمتی سے کام MCL میں ہورہا ہے۔ نیز یہ ضروری بھی ہے۔"

"میں سمجھ سکتی ہوں۔" مریسا نے جواب دیا۔ وہ بخوبی آگاہ تھی کہ انتہائی مختصر وائرس موت کا جوالامکھی ہے۔ اجل کا دیوتا ۔۔۔ ایبولا کا نام ہی مریض کی سانس روک دینے کے لیے کافی تھا۔ اگرچہ دیگر مہلک وائرسوں کے مانند اسے ننگی آنکھ سے توکجا عام خوردبین سے دیکھنا بھی ناممکن تھا۔

مریسا کی معلومات کے مطابق اس وقت، عالم تمام میں سی۔ڈی۔سی جیسی سہولیات اور مہارت محض گنتی کے مقامات پر تھیں۔ برطانیہ، بیلجیم، سوویت یونین (سابق)۔۔۔ پاسچر انسٹی ٹیوٹ آف پیرس کے متعلق وہ وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

لاس اینجلس میں وہ بذاتِ خود اس کی بھیانک غارت گری، پھرتی اور قوت کا مشاہدہ کرآئی تھی۔ اس نے اجلِ خونبار کا دہشت ناک رقص دیکھا تھا۔ مریسا نے ٹیڈ کو اپنی دلچسپی اور تجسس سے آگاہ کیا۔

"لیکن تمہارے پاس MCL میں جانے کا اجازت نامہ نہیں ہے؟" ٹیڈ نے مریسا کی بےقراری محسوس کرلی اور قدرے حیرت سے سوال کیا۔

"میں جانتی ہوں۔" مریسا بولی۔ "تاہم اس میں کیا مسئلہ ہے اگر میں تمہارے ہمراہ چلی جاؤں اور دیکھوں کہ نادیدہ عفریت کے ساتھ تم کیا کررہے ہو؟ پھر ہم ڈرنک کے لیے نکل جائیں گے۔"

دوسری جانب چند ثانیے کے لیے خاموشی رہی پھر ٹیڈ کی آواز آئی۔ "انٹری صرف مخصوص افراد کے لیے ہے۔" وہ گڑبڑا گیا۔

مریسا کو احساس تھا کہ وہ ٹیڈ کی دوستی کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کررہی ہے۔ "ٹیڈ، کم آن۔ کس کو پتا چلے گا۔" مریسا نے اکسایا۔ "جبکہ میں مذکورہ ٹیم کا حصہ بھی تو تھی۔"

"ہاں۔۔۔۔ ں۔۔۔۔ وہ تو ہے۔" ٹیڈ کی آواز میں ہچکچاہٹ کا عنصر واضح تھا۔ مریسا نے محسوس کیا کہ وہ نیم رضامند ہے۔

"بس پھر تم آجاؤ، کتنی دیر میں آرہے ہو؟"

"تیس منٹ میں۔۔۔ لیکن تم کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دینا۔" اس نے شرط لگائی۔

"منظور ہے۔" مریسا نے بےساختہ صاد کیا۔

☆☆☆

سی۔ڈی۔سی کے سیکیورٹی گارڈز نے دونوں کو محتاط انداز میں گھورا۔ دونوں نے اپنے کارڈز شو کیے۔ فارم بھرتے وقت مریسا نے "منزلِ مقصود" کے خانے میں "آفس" لکھ دیا۔ دونوں آگے بڑھ گئے۔

"تم MCL میں داخل ہونے کے لیے کل باقاعدہ ایک درخواست آگے بڑھا دینا۔" ٹیڈ نے مشورہ دیا۔

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا۔ تاہم وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی درخواست بالآخر نورس کی میز پر ہی جائے گی اور ڈاکٹر نورس کا ردعمل کیا ہوگا۔ مریسا اندازہ لگا سکتی تھی۔ لاس اینجلس میں جو کچھ ہوا۔ مریسا بےقصور تھی۔ تاہم اپنے ردِعمل کے حوالے سے وہ ابھی تک خود کو پوری طرح مطمئن نہ کر پائی تھی۔ کیا حرج تھا اگر وہ اس کے ساتھ ایک شام ڈیٹ پر

چلی جاتی یا کوئی دوسرا بہتر رویہ اختیار کرتی۔ نورس کی حرکت اتنی غیر متوقع تھی کہ مریسا کو سوچنے کا لمحہ تک میسر نہ آیا۔

لیکن اس کے بعد نورس کا رویہ سرد تر ہوتا چلا گیا۔ مریسا کے نزدیک نورس کے پاس اس سرد مہری کی کوئی وزنی دلیل نہیں تھی۔ نورس کی جانب سے یہ خلیج بڑھتی جارہی تھی۔

ایلیویٹر کے ذریعے دونوں سی۔ڈی۔سی کی مرکزی عمارت کے تیسرے فلور پر گئے۔ سی۔ڈی۔سی کی تمام عمارتوں کی بیشتر راہداریوں کے ذریعے مرکزی عمارت سے منسلک تھیں۔

مریسا، ٹیڈ کے ہم قدم مختلف لیبارٹریز اور رہ گزر کو ذہن نشین کررہی تھی۔

''MCL کی سیکیورٹی ازحد سخت ہے۔'' ٹیڈ نے مریسا کو بتایا۔ ''ہم نے اب تک دریافت شدہ ہر وائرس وہاں رکھا ہوا ہے۔''

''ہر وائرس؟'' مریسا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

''ہاں۔'' ٹیڈ نے سینہ پھلایا۔

''ان کو کیسے اسٹور کیا جاتا ہے؟''

''سیال نائٹروجن میں منجمد کرکے۔''

بالآخر ٹیڈ ایک بھاری بھرکم، بلند و بالا فولادی دروازے کے پاس ٹھہر گیا۔ وہ ایک مہیب فولادی دروازہ تھا۔ ناب کے اوپر ایک مستطیل ابھار تھا۔ جس پر کیلکولیٹر کی طرح ہندسے موجود تھے۔ نیچے کی جانب ایک رخنہ تھا۔ ٹیڈ نے گلے میں لٹکا ہوا کارڈ مریسا کو دکھایا اور اسے جھری میں داخل کردیا۔

''اب کمپیوٹر انٹری ریکارڈ کررہا ہے۔'' وہ بولا۔ پھر اس نے ہندسوں کو پش بٹن کی طرح دبانا شروع کیا۔ 43،23،39۔

ذرا توقف سے کلک کی آواز آئی اور لاک کھل گیا۔ ٹیڈ نے وزنی دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھتے ہوئے اطلاع فراہم کی۔

''وائرولوجی بلڈنگ سے ہمارا رابطہ منقطع ہوگیا ہے۔'' اس نے دروازہ بند کردیا۔

مریسا کو لگا جیسے اس نے کسی اور ہی اجنبی دنیا میں قدم رکھ دیا ہے۔ اندر نیم تاریکی تھی۔ ٹیڈ نے ایک کیبنٹ کھول کر سرکٹ بریکر کو چھیڑا۔ وہ جگہ روشنی سے بھر گئی۔ وہ مقام کم از کم دو منزلہ اونچا تھا۔ وہاں ہر قسم کے جدید آلات موجود تھے۔ ماحول میں فینولک ڈس انفیکٹ کی مخصوص بو رچی ہوئی تھی۔ مریسا کو میڈیکل اسکول کا آٹوپسی روم یاد آ گیا۔

ٹیڈ نے دوسرا سرکٹ بریکر چھیڑا، جس نے دس فٹ بلند سلنڈر میں پورٹ ہول کے مانند کھڑکیوں کو روشن کردیا۔ سلنڈر کے سرے پر آبدوز کی طرح ائر ٹائٹ دروازہ تھا۔

ایک اور سرکٹ بریکر کو چھیڑنے پر گونج پیدا ہوئی اور کسی بھاری مشین نے اسٹارٹ لیا۔

''کمپریسر۔'' ٹیڈ نے وضاحت کی۔

''یہ MCL کا کنٹرولنگ اسٹیج ہے جہاں سے تمام فین، فلٹرز اور گاما۔رے جنریٹرز کو مانیٹر کیا جاسکتا ہے۔ سبز روشن اشاروں کو دیکھو۔ جو اس بات کی علامت ہیں کہ ہر چیز ٹھیک کام کررہی ہے۔''

ٹیڈ نے ائر ٹائٹ انڈے نما دروازہ کھولا۔ قد پانچ فٹ ہونے کے باوجود مریسا کو سر تھوڑا جھکانا پڑا۔ اس نے خوف محسوس کیا۔ اس کے ذہن نے دو الفاظ چنے۔ ''ایوانِ دہشت'' وہ ایوانِ دہشت میں قدم رکھ چکی تھی۔ سلنڈر اور پورٹ ہول کی طرح کھڑکیاں یہاں بھی موجود تھیں۔ یہاں ائر پریشر بدلا ہوا تھا۔

دونوں طرف، بینچ، لاکرز اور شیلف موجود تھے۔ دوسرے سرے پر ایک انڈے نما ائر ٹائٹ ڈور دکھائی دے رہا تھا۔

''حیران ہو؟'' ٹیڈ نے ایک کاٹن سوٹ اس کی جانب اچھالا۔ ''ذاتی لباس نہیں چلے گا۔ مریسا ہچکچائی۔ تاہم ٹیڈ رخ بدل کر منہ پھیر چکا تھا۔ مریسا نے تیزی سے کپڑے بدل لیے۔

انہوں نے دوسرا ائر ٹائٹ ڈور کراس کیا۔ یہاں ائر پریشر مزید نیگیٹو ہوگیا تھا۔ مقصد، لیب میں موجود ہوا کو بیرونی ہوا کے ساتھ نہیں ملنا چاہیے تھا۔ اس کمرے میں دس فٹ اوپر کھڑکیاں نہیں تھیں لیکن فینولک ڈس انفیکٹ کی بو نمایاں تر ہوگئی تھی۔

ایک جانب متعدد نیلے رنگ کے پلاسٹک سوٹ ہینگرز میں لٹک رہے تھے۔ مریسا کے لیے ٹیڈ نے ایک چھوٹا سوٹ ڈھونڈا۔ یہ خلائی سوٹ کے مانند تھا۔ سر سے پیر تک اس کی ساخت ایسی تھی کہ وہ تمام جسم کو چھپا سکتا تھا۔ جو حصہ، سر کو کور کرتا تھا، اس کی پلاسٹک شفاف تھی۔ زپر کے ذریعے پلاسٹک سوٹ کو سامنے سے مکمل بند کیا جاسکتا تھا۔

چھ فٹ سے نیچے جابجا سبز رنگ کے ''ہوز پائپ'' موجود تھے۔ ان میں جگہ جگہ ایڈاپٹر کے ساتھ ''مین فولڈ'' منسلک تھے۔ پائپ، پلاسٹک سوٹ کے بالائی حصے سے

منسلک ہونے کے بعد سانس لینے کے لیے مین فولڈ سے صاف پریشر ائر حاصل کرتے تھے جس کے بعد لیب کی فضا میں سانس لینے کی ضرورت نہیں رہ جاتی تھی۔ ٹیڈ نے مریسا کو پائپ ہٹانے اور لگانے کی مشق کرائی۔

''او کے، سوٹ اپ کا وقت ہو گیا ہے۔'' ٹیڈ نے کہا۔ سوٹ کو پہننے کا طریقۂ کار مریسا کو مشکل لگا۔ ٹیڈ عادی تھا۔ خاص طور پر بلبلے نما ہڈ میں سر گھسانے کے لیے مریسا کو کوشش کرنی پڑی۔ سر کے پلاسٹک فیس ماسک پر فوراً ہی دھندسی چھا گئی۔ تاہم ٹیڈ کی ہدایت پر اس نے ہوز پائپ منسلک کیا تو دھند غائب ہو گئی۔

صاف، تازہ ہوا نے اس کا بدن بھی ٹھنڈا کر دیا۔ ٹیڈ نے پائپ کے ذریعے سوٹ میں ہوا بھری۔ سوٹ کا حجم بڑھ گیا پھر اس نے پائپ الگ کر دیا۔ تاہم اسے ہاتھ میں رکھتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کیا۔

مریسا نے بھی اس کی نقل کی۔ تاہم مریسا کی چال میں ہیئت کذائی کے باعث روانی نہیں تھی۔

سامنے ایک اور ڈور موجود تھا۔ ڈور کے دائیں جانب ایک پینل تھا۔ ''لیب کی اندرونی روشنیاں۔'' ٹیڈ نے بتایا اور پینل کے سوئچز آن کر دیے۔

مخصوص سوٹس کی موجودگی میں، مریسا کو ٹیڈ کی بات سمجھنے میں توجہ مرکوز کرنی پڑ رہی تھی۔ وہ دونوں آخری ائرٹائٹ ڈور سے بھی گزر گئے تھے۔ ظاہر ہے ائر پائپ چھوڑنے پڑے تھے۔ تاہم انہیں چھوڑتے وقت انہوں نے ایکسٹرا ائر لے لی تھی۔

پچھلے دو کمروں کے مقابلے میں یہ کمرا سائز میں نصف تھا۔ یہاں بھی پائپ موجود تھے۔ دونوں نے کچھ دیر کے لیے ائر پائپ منسلک کر کے ہٹا دیے۔ دونوں نے پائپس کو ہاتھ میں رکھا تھا۔ مریسا، ٹیڈ کو فولو کر رہی تھی۔ جہاں وہ پائپ کو سوٹ سے منسلک کر کے ہٹاتا، وہ بھی ایسا ہی کرتی۔

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ مرکزی لیب میں داخل ہونے والے ہیں۔ بالآخر وہ آخری ڈور پار کر کے پُراسرار MCL میں داخل ہو گئے۔ مریسا کے لیے وہ پُراسرار ہی تھا۔ ''ایوانِ دہشت'' کا سب سے خطرناک کمرا۔ مرکزی لیب ..... یہ ایک بڑا مستطیل کمرا تھا۔ مختلف بینچوں پر حفاظتی ایگزاسٹ ہڈز موجود تھے۔ دیواریں ہر قسم کے ضروری آلات سے مزین تھیں۔ سینٹری فیوج انکیوبیٹر، کمپیوٹر ٹرمنلز وغیرہ۔ بعض آلات کو مریسا پہچان نہ سکی۔

ٹیڈ، مریسا کو ایک انکیوبیٹر کے پاس لے آیا اور اس کے شیشے کھول دیے۔ اندر ایک ٹرے دھیمی رفتار سے گھوم رہی تھی۔ ٹرے میں ٹشو کلچر کی ٹیوبس فٹ تھیں۔ ٹیڈ نے ایک ٹیوب نکالی اور مریسا کے ہاتھ میں دے دی۔

''یہ رہا تمہارا مطلوبہ وائرس۔'' وہ بولا۔

ٹیوب میں تھوڑا سا محلول تھا۔ مریسا کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔ ٹیوب میں جو کچھ بھی تھا، بظاہر بے ضرر تھا۔ تاہم مریسا جانتی تھی کہ اتنا سا محلول پورے اٹلانٹا کو موت کی نیند سلا سکتا تھا۔ مریسا نے قدرے سختی سے ٹیوب پکڑی ہوئی تھی۔

ٹیڈ نے ٹیوب واپس لے لی اور مائیکرو اسکوپ کی طرف آ گیا۔ مائیکرو اسکوپ کے بغیر مہلک ترین وائرس کے مختصر تر وجود کو دیکھنا ممکن نہیں تھا۔

ٹیڈ نے ٹیوب کو مائیکرو اسکوپ میں ایڈجسٹ کیا اور مریسا کو دعوت نظارہ دی۔

مریسا آگے بڑھ کر مائیکرو اسکوپ پر جھک گئی۔ ٹیڈ بول رہا تھا۔ وہ اس کی کمنٹری توجہ سے سن رہی تھی۔ وہ پلکیں جھپکنا بھول گئی تھی۔ یقینی موت کی علامت، نادیدہ، ہلاکت خیز وائرس پہلی مرتبہ اس کی نگاہ کی گرفت میں تھا۔

ٹیڈ کی کمنٹری ختم ہونے پر وہ سیدھی ہو گئی۔ ٹیڈ نے ٹیوب واپس انکیوبیٹر میں پہنچا دی۔ اس کی کمنٹری جاری تھی، تاہم رخ بدل گیا تھا۔ وہ اپنی ریسرچ پر روشنی ڈال رہا تھا اور بعض اجنبی آلات کی افادیت کے بارے میں بتا رہا تھا۔ باٹم لائن یہ تھی کہ وائرس ناقابلِ یقین حد تک سخت جان تھا۔

آخر میں، ٹیڈ، مریسا کو ایک راہداری کے ذریعے جانوروں کے سیکشن میں لے آیا۔ ان کے پنجرے اس طرح رکھے تھے کہ بھول بھلیاں سی بن گئی تھیں۔ بیشتر پنجرے چھت تک چلے گئے تھے۔

بندر، خرگوش، گنی پگ، چوہے وغیرہ وغیرہ سیکڑوں آنکھیں، مریسا کو گھور رہی تھیں۔ کچھ بے تاثر تھیں۔ کچھ میں نفرت اور غصہ تھا۔

ٹیڈ متواتر اس کی معلومات میں اضافہ کر رہا تھا۔ تاہم متعدد امور مریسا کی سمجھ میں نہیں آئے۔ وہ بتا رہا تھا کہ وائرس ایک ہی ہے، تاہم یہاں نمودار ہونے والا وائرس کس طرح افریقہ کے وائرس سے مختلف ہے، وہ اس کی تشریح کر رہا تھا۔

مریسا کچھ سمجھی، کچھ نہیں سمجھی۔ وہ اب ''ایوانِ

دہشت" سے باہر جانا چاہ رہی تھی۔

☆☆☆

اگلے چار دن مریسا نے اپنی روزمرہ کی زندگی کو معمول پر لانے میں گزارے۔ بلوں کی ادائیگی، گھر اور فریج کی صفائی، بعدازاں اس نے خود کو سی۔ڈی۔سی کی لائبریری میں جھونک دیا۔ تاہم وہ روز صبح معمول کی دوڑ بحال کرنا نہیں بھولی تھی۔

لائبریری میں وہ وائرل ہیمرج فیور اور وائرس کا مطالعہ کرنے میں جت گئی۔ ایبولا بالخصوص مریسا کا مرکزِ نگاہ تھا۔ ماضی میں اس کی وبا کہاں کہاں پھوٹی تھی۔ مریسا نے تمام مواد یکجا کرلیا۔

ہر مرتبہ ہرکارۂ اجل اچانک نامعلوم ٹھکانے سے برآمد ہوا اور موت کا خونی رقص دکھا کر دفعتاً غائب ہوگیا۔ ہر مرتبہ اس کی پناہ گاہ تلاش کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر سرتوڑ کوشش کی گئی۔ حیوانوں کی سیکڑوں اقسام کو کھنگالا گیا۔ حتیٰ کے کیڑے مکوڑوں کے نمونوں کا بھی تجزیہ کیا گیا۔ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ ماہرین اس کی کھوج میں مکمل طور پر ناکام رہے۔

مریسا کو ایک ہی خفیف سا مثبت اشارہ ملا۔ ایک مقامی چوہے (گنی پگ) میں "اینٹی باڈیز" کی موجودگی۔

مریسا کی جاسوسی جاری رہی۔ آخرکار اس کی توجہ 1976ء والی زائر میں پھوٹنے والی وبا پر جم گئی۔ جہاں سے "یامبوکا مشن اسپتال" میں نمودار ہوا تھا۔ اس حادثے کو کئی برس بیت گئے تھے۔ تاہم اس کے علم میں تھا کہ اس کی تلاش میں سی۔ڈی۔سی کی متعلقہ ٹیم وہاں پہنچی تھی۔

یامبوکا مشن اسپتال اور رشٹر اسپتال کے مابین کتنی کڑیاں ملائی جاسکتی ہیں؟ یا پھر صرف علاقے کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ یعنی "یامبوکا" اور "لاس اینجلس"۔ ڈاکٹر رشٹر اپنی ہلاکت خیز بیماری کے نمودار ہونے سے ایک ہفتے قبل نیروبی (کینیا) گیا تھا۔

مریسا نے گھڑی چیک کی۔ گھنٹے کی سوئی دو سے اوپر جارہی تھی۔ سواتین بجے اسے نورس کے دفتر میں ہونا چاہیے تھا۔ MCL میں آمدورفت کے اختیار کے لیے مریسا درخواست دے چکی تھی۔ آج اس کا فیصلہ ہونا تھا۔ اسے امید نہیں تھی کہ نورس اس کے حق میں فیصلہ دے گا۔

معاً عقب سے کتاب پر کسی کا سایہ منڈلایا۔

"ویل..... ویل ویل..... ل..... وہ ابھی تک زندہ ہے۔"

"رالف۔" مریسا نے سرگوشی کی۔ اسے جھٹکا لگا۔ رالف کی آمد غیر متوقع تھی۔

"ہاں، رالف۔ افواہیں گردش کررہی تھیں کہ وہ زندہ واپس آگئی ہے۔" رالف کی آواز میں مزاح کی آمیزش تھی۔ "لیکن میں یہ حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔"

مریسا نے کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ تھاما اور ہال وے کا رخ کیا۔ ایک مناسب مقام پر رک کر اس نے رالف کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ رالف خوشدلی سے مسکرا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ "خوش آمدید" کہہ رہی تھی۔

مریسا نے اپنائیت محسوس کی۔ اس کا احساسِ جرم کم ہوگیا۔ کیونکہ اٹلانٹا واپس آنے کے بعد اس نے اب تک رالف سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ حالانکہ وہ لاس اینجلس سے ہر ہفتے رالف کو فون کرتی تھی۔

"تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔" مریسا نے اسے گلے لگایا۔

"تم نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ نورس نے مجھے بتایا کہ تم چار دن قبل واپس آچکی ہو۔" رالف نے نرمی سے شکایت کی۔

"آئی ایم رئیلی سوری۔ میں آج تمہیں فون کرنے والی تھی۔" مریسا نے معذرت کی۔ تاہم وہ کچھ بے کیف سی ہوگئی۔ نورس نے رالف کو کیوں بتایا۔

"آؤ کیفے ٹیریا میں بیٹھتے ہیں۔" رالف نے پیش قدمی کی۔

وقت کی مناسبت سے کیفے ٹیریا میں افراد کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ رالف نے کافی کا آرڈر دیا۔

"آج ڈنر کے بارے میں کیا خیال ہے؟" رالف نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے استفسار کیا۔ کپ رکھ کر وہ ذرا جھکا اور مریسا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "دراصل میں لاس اینجلس میں اس وائرس کی فتح کی جزئیات سننے کے لیے مرا جارہا ہوں۔"

"اکیس اموات ہوگئیں۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ اسے فتح سمجھنا چاہیے۔" مریسا کے چہرے پر تاسف کا سایہ لہرایا۔ "ہم ناکام رہے۔ ہم وائرس کی پناہ گاہ کا سراغ بھی نہ پاسکے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم زیادہ خود احتسابی سے کام لے رہی ہو۔" رالف نے کہا۔

"لیکن ہمیں نہیں پتا کہ وائرس اگر دوبارہ نمودار ہوتا

ہے....'' مریسا نے گہری سانس لی۔ ''تو اس مرتبہ وہ کب اور کہاں قیامت برپا کرے گا؟''

''کیا مطلب؟''

''میری نامعلوم حس کہہ رہی ہے کہ یہ فتنہ پھر اٹھے گا۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''اوہ.... ہو۔ اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔ تم نے اپنی پوری کوشش کی اور بربادی رشٹر اسپتال تک محدود رہی۔'' رالف نے مریسا کا ہاتھ سہلایا۔ ''ورنہ قیامتِ صغریٰ برپا ہوجاتی تھی۔''

مریسا نے اندازہ لگایا کہ رالف اس کے احساسات کو سہارا دینے کی کوشش کررہا ہے۔

''تھینک یو۔'' وہ مسکرائی۔ ''واقعی بڑی تباہی پھیل سکتی تھی۔ اس کی ہلاکت خیزی 94 فیصد سے اوپر ہے۔ مزید یہ کہ ابھی تک کوئی علاج یا توڑ دریافت نہیں ہوا ہے۔'' مریسا نے گھڑی دیکھی۔ رالف کو میٹنگ کے بارے میں بتایا اور معذرت کی۔

''ڈنر؟''

''ہاں، ڈنر پر ملیں گے۔''

☆☆☆

مریسا نے ایلیویٹر کے بجائے زینے کو ترجیح دی اور تیز قدمی سے تین فلور اوپر پہنچ گئی۔ نورس کا آفس بھی اسی منزل پر تھا۔ MCL تک رسائی کے لیے بھی تیسری منزل پر آنا پڑتا تھا۔ اس نے نورس کے آفس کا رخ کیا۔

سیکریٹری نے مریسا کو انتظار کرنے کے لیے کہا۔ مریسا نے وائرولوجی ٹائمز کی ورق گردانی شروع کردی۔ جلد ہی اسے احساس ہوگیا کہ نورس عمداً اسے انتظار کروا رہا ہے۔

ایک گھنٹے بعد مریسا، نورس کے چیمبر میں داخل ہورہی تھی۔ ایک عالمِ تذبذب ہمراہ تھا۔

نورس نے انتظار کے لیے کوئی معذرت نہیں کی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ مریسا نے بدمزہ کیفیت کو دبایا اور سوال کیا۔ ''مجھے یقین ہے کہ میری درخواست مل گئی ہوگی؟''

''بے شک۔''

''پھر...؟''

''لیب میں چند روز کا تجربہ MCL میں جانے کے لیے ناکافی ہے۔'' جواب ملا۔

''پھر کوئی مشورہ؟''

''مشورہ یہی ہے کہ جو تم کررہی ہو، ٹھیک کررہی ہو۔'' نورس کے لہجے میں خفیف سی نرمی در آئی۔ ''اسے جاری رکھو۔ وائرس جو کم خطرناک ہیں، ان کے ساتھ تجربے میں اضافہ کرو۔ پھر تم اس قابل ہوجاؤ گی کہ MCL میں جانے کا خطرہ مول لے سکو۔''

مریسا نے خفیف سی نرمی کو محسوس کرلیا۔ وہ یہ نکتہ بھی سمجھ گئی کہ نورس اسے خطرناک لیب سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ رالف اور ٹیڈ، مریسا کے اچھے دوست تھے۔ رومانس کا پہلو مفقود تھا۔ بلاشبہ نورس کی وجاہت اور کشش رالف سے کہیں زیادہ تھی۔ درحقیقت راجر کے تلخ تجربے کے بعد نورس ہی وہ دوسرا شخص تھا جس نے مریسا کو متاثر کیا تھا۔ اس روز لاس اینجلس میں مریسا بوکھلا گئی تھی۔ یوں رومانوی تعلقات شروع ہونے سے قبل ہی بے یقینی و بے مہری کا شکار ہوگئے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ نورس کی بھی غلطی تھی۔ وہ اچانک بے قابو ہوگیا تھا... غلط مقام، غلط موقع اور غلط انداز میں اظہار کر بیٹھا۔

''یقین رکھو کہ مجھے ازخود پتا چل جائے گا کہ اب تم مناسب تجربہ حاصل کرچکی ہو۔'' نورس کی آواز مریسا کو خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔ ''مجھے نہیں تو ٹیڈ کو علم ہو جائے گا۔''

مریسا نے خوشی محسوس کی۔ اگر یہ ٹیڈ پر منحصر ہے تو پھر وہ جلد ہی کامیاب ہوجائے گی۔

''اس وقت مسئلہ کچھ اور ہی ہے۔'' نورس نے دفعتاً کرسی چھوڑ دی۔ مریسا چونک اٹھی۔ اس نے نورس کی آنکھوں میں کچھ پڑھنے کی ناکام کوشش کی۔

''مسئلہ؟ کیسا مسئلہ؟''

''اس وقت MCL سے کہیں زیادہ اہم مسئلہ درپیش ہے۔'' نورس نے میز کا چکر کاٹا۔ ''اس پر تم سے بات کرنی ہے۔ میں پچھلے ایک گھنٹے سے مختلف افراد سے فون پر بات کرتا رہا ہوں۔ ان میں مسوری (امریکا کی ایک ریاست) اسٹیٹ اپی ڈیمیالوجسٹ بھی شامل ہے۔''

مریسا کے کان کھڑے ہوئے۔ اس نے نشست پر بے چینی سے پہلو بدلا۔ اسے یہ ادراک بھی ہوا کہ نورس نے قصداً اسے انتظار نہیں کرایا تھا۔

''سینٹ لوئیس مسوری میں وائرل امراض کا ایک بگڑا ہوا کیس سامنے آیا ہے۔''

مریسا کی سانس رک گئی۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ۔ صورت حال کا جائزہ لو۔ رپورٹ کرو... اور نمونے حاصل کرکے ٹیڈ کو

ارسال کر دو۔ یہ تمہاری فلائٹ ریزرویشن ہے۔'' نورس نے ایک کاغذ آگے بڑھایا۔

مریسا نے شیٹ دیکھی اور بھونچکارہ گئی۔ وقت بہت کم تھا۔ بطور EIS آفیسر اسے ہمہ وقت اپنا بیگ تیار حالت میں رکھنا چاہیے تھا جبکہ اس کا بیگ تیار نہیں تھا پھر وہی خطرناک وائرس اور ٹفی کے لیے دوبارہ پڑوسیوں کو زحمت دینی پڑے گی۔ رالف کے ساتھ ڈنر بھی گیا۔

''لیکن ہوسکتا ہے ....'' وہ بمشکل لب کشا ہوئی۔

''ہاں ہوسکتا ہے کہ وہ نہ ہو۔'' نورس نے قطع کلامی کی۔ ''لیکن لاس اینجلس کے ہنگامے کے بعد رسک لینے کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔ ہم یہاں موبائل لیب ریڈی کر دیں گے۔ صرف امید کی جاسکتی ہے کہ وہ نہ ہو۔'' نورس نے گڈ لک کا اشارہ دینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

لیکن مریسا پھر الجھے ہوئے خیالات میں گم ہو چکی تھی .... چند گھنٹے باقی تھے۔ اسے دوبارہ اتنی جلدی خون آشام وائرس کا سامنا کرنا تھا۔ بھڑکتی ہوئی سرخ آگ.... خشک جنگل میں لگی بے قابو آگ کی طرح....

مریسا، نورس کا بڑھا ہوا ہاتھ نہ دیکھ سکی۔ کلائی کی گھڑی پر نگاہ ڈالی اور کھوئی کھوئی، گم صم باہر نکل گئی۔

☆☆☆

ہوائی جہاز رن وے پر ٹیکسی کر رہا تھا۔ مریسا کو موقع ہی نہیں ملا کہ وہ رالف کو اطلاع کر دیتی .... تاہم اپنی دوسری مہم پر وہ پہلے کے مقابلے میں پُراعتماد تھی۔ یہ اور بات تھی کہ پہلی مہم کے دوران اور اس کے بعد بھی وہ خوف پوری طرح مٹا نہ تھا۔ مریسا کو خدشہ رہا کہ کہیں وہ وائرس سے متاثر تو نہیں۔ وہاں سے آنے کے بعد بھی کوئی مشکوک علامت ظاہر ہوتی تو اس کا خیال اسی کی طرف جاتا۔

ائرپورٹ سے نکل کر بذریعہ کیب وہ سیدھی گرینڈ سینٹ لوئیس کمیونٹی ہیلتھ پلان اسپتال وارد ہوئی۔ کثیر المنزلہ عمارت، رشٹر اسپتال کی طرح شاندار اور نفیس تھی۔ اندرونی حصے کے چوبی کام میں بھوری شیشم کا استعمال کیا گیا تھا۔ سرخ غالیچے، ماربل کی شفاف چکناہٹ .... وغیرہ وغیرہ۔

مریسا کی پہلی ملاقات ڈاکٹر ہیرالڈ اور ڈاکٹر پیٹر آسٹن سے ہوئی۔ وہ دونوں بے چینی سے اس کے منتظر تھے۔ ڈاکٹر ہیرالڈ، مریسا کے تعارف پر اچھل ہی پڑا۔ دونوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر پیٹر نے سی۔ڈی۔سی کے تیز رفتار ردِعمل پر مریسا کا شکریہ ادا کیا۔ مریسا نے کھانے پینے کی آفر مسترد کر دی۔

پیٹر آسٹن نے بولنا شروع کیا۔ ''لاس اینجلس کے معاملات ہمارے علم میں تھے۔ اس لیے حفظِ ماتقدم کے لیے ہم نے فوراً سی۔ڈی۔سی سے رابطہ کیا۔ ہم نے ''مشکوک'' مریض کو کل صبح ایڈمٹ کیا تھا۔ آج دو مریض مزید داخل ہو چکے ہیں۔''

مریسا پیش کردہ آرام دہ کرسی میں دھنس گئی۔ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں تلے تھا۔ وہ دوران سفر امید کر رہی تھی کہ یہ الارم کی چیخ غلط ثابت ہوگی۔ لیکن مزید دو مریضوں کی اطلاع نے اس کے حسنِ ظن کو خاکستر کر دیا۔

''بہتر ہوگا کہ آپ لوگ اپنی آرا اور اخذ کردہ نتائج سے آگاہ کریں۔'' مریسا نے کہا۔

''ہمارے پاس بتانے کے لیے کچھ زیادہ نہیں ہے۔'' پیٹر آسٹن نے جواب دیا۔ ''میں ڈاکٹر ہیرالڈ کو کریڈٹ دوں گا۔ خطرے کا الارم ہیرالڈ نے ہی بجایا تھا۔ چنانچہ مریض کو فوراً محدود کر دیا گیا۔ مریض کے ساتھ رابطہ رکھنے والوں کی تعداد بھی کم سے کم کر دی گئی۔''

''ویری گڈ۔'' مریسا نے ڈاکٹر ہیرالڈ کو دیکھا۔ ہیرالڈ، پیٹر کے تبصرے پر مریسا کے دیکھنے پر تقریباً شرما سا گیا۔

''لاس اینجلس کی وبا سے کوئی تعلق، کوئی امکان یا کوئی کڑی دریافت ہوئی؟''

''نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ ہم نے کافی تفتیش کی۔'' ڈاکٹر آسٹن نے جواب دیا۔

مریسا نے لاس اینجلس کے تجربے کی بنیاد پر چند سوالات کیے پھر مریض کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

''حفاظتی انتظامات کا کیا حال ہے؟''

''ہم نے بھرپور کوشش کی ہے۔''

''کیا مریضوں میں سے کوئی ماضی قریب میں افریقہ گیا تھا؟'' مریسا نے سوال کیا۔

دونوں ڈاکٹرز نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''غالب خیال ہے کہ ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔''

مریسا کو اس جواب کی اُمید نہیں تھی۔

تینوں اسپتال کی لابی سے گزر کر ایلیویٹر میں آ گئے۔ مریسا کی نگاہ فلور انڈیکیٹر پر تھی۔ جو بتا رہا تھا کہ وہ آٹھویں منزل پر ایلیویٹر سے باہر آئے ہیں۔ مریسا نے ان کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے نوٹ کیا کہ آٹھویں منزل پوری طرح فرنشڈ نہیں تھی۔

ڈاکٹر ہیرالڈ نے مریسا کے تاثرات پڑھ لیے۔

''سوری۔'' وہ بولا۔ ''آٹھویں منزل نامکمل تھی۔ ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے ہم نے اسے منتخب کیا۔ مریضوں کو آئیسولیٹ کرنے کے لیے یہ بہتر مقام تھا۔''

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ تینوں نرسز اسٹیشن پر رک گئے۔ مریسا نے سب سے نیچے موجود پیشنٹ چارٹ نکالا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ سب سے پہلے اس نے مریض کا نام پڑھا۔ زیبرسکی۔ پھر وائٹل سائن چیک کیے۔ تیز بخار اور گرتا ہوا خون کا دباؤ۔ یہ چیز اسے شناسا سا لگی۔ وہ پیشنٹ ہسٹری والے صفحے پر آئی۔ یہاں مریض کا مکمل نام موجود تھا۔ ڈاکٹر کارل۔ ایم۔ زیبرسکی۔ مریسا کے دماغ میں گھنٹی بجی.... اس نے نظر اٹھا کر ڈاکٹر ہیرالڈ کو دیکھا۔ مریسا کی نگاہ میں غیر یقینی کیفیت تھی۔

''کیا یہ مریض فزیشن ہے؟''

''ہاں۔'' ہیرالڈ بولا۔ ''زیبرسکی اسی اسپتال میں ماہر امراضِ چشم ہے۔''

مریسا نے بے چینی محسوس کی اور ڈاکٹر آسٹن کو دیکھا۔

''آپ کو پتا ہے کہ لاس اینجلس کا ''انڈیکس کیس'' (وہ پہلا مریض ہوتا ہے جو دوسروں کو مرض منتقل کرنے کا سبب بنتا ہے) بھی ایک ڈاکٹر تھا؟''

''میں اس ''اتفاق'' سے آگاہ ہوں۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا واقعی یہ محض ایک اتفاق ہے؟'' مریسا نے بایاں ابرو اچکایا۔

وہ دونوں بے بسی سے شانے اچکا کر رہ گئے۔

''کیا ڈاکٹر زیبرسکی، بندروں کے ساتھ کسی تجربے میں مشغول رہے تھے؟''

''نہیں، یقینی طور پر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔'' ہیرالڈ نے جواب دیا۔

لاس اینجلس میں صرف ایک ہی ڈاکٹر متاثر ہو کر ہلاک ہوا اور وہی انڈیکس کیس تھا۔ مریسا نے سوچنا شروع کیا۔ بقیہ ہلاکتوں میں 3 لیب ٹیکنیشن اور ایک نرس تھی۔ باقی تمام کا تعلق رشٹر اسپتال کے بیرونی مریضوں سے تھا.... وہ پھر چارٹ کی طرف متوجہ ہوگئی۔ پیشنٹ ہسٹری اتنی جامع نہیں تھی۔ جتنی اس نے رشٹر اسپتال میں دیکھی تھی لیکن لیب ورک شاندار تھا۔ جگر اور گردے بھی ملوث تھے۔ مریسا کو نتیجہ اخذ کرنے میں دیر نہیں لگی۔ مریسا کو ایک بار پھر خون آشام ایبولا کا سامنا تھا۔

☆☆☆

مریسا نے وائرل سیمپل لینے اور انہیں محفوظ کرنے کا سامان ایک جگہ کیا۔ وہ نیچے ہال میں آگئی تھی۔ اس نے جنرل لیب کے عملے سے چند باتیں کیں۔ ایک نرس کے ہمراہ وہ واپس آٹھویں منزل کے تحدیدی علاقے میں داخل ہوئی۔

وہاں اب چار افراد تھے۔ مریض اور ڈاکٹر کے علاوہ خود مریسا اور ایک نرس۔ چاروں حفاظتی ساز و سامان سے لیس تھے۔ مریسا بیڈ کے قریب ہوگئی۔ مریض کی حالتِ زار کا اندازہ لگانے میں اسے محض چند سیکنڈ لگے۔ اس کا پہلا شکار، جسے وہ طبی زبان میں ''انڈیکس کیس'' بولتے تھے، ڈوب رہا تھا۔ مریسا نے اس کے بالائی دھڑ پر ایک خونی خراش دیکھی۔ جریانِ خون کی کئی ایک علامتیں موجود تھیں۔ ڈاکٹر زیبرسکی اس وقت خود مریض تھا۔ ایک خوفناک، تقریباً لاعلاج مرض میں مبتلا..... ہر نئی سانس اسے وادی اجل کی جانب کھینچ رہی تھی۔ اس کے بدن میں ناک کے ذریعے جو ٹیوب داخل کی گئی تھی، اس میں خون ہی خون تھا۔ خون میں ایک مخصوص چمک تھی۔ وہ ہوش میں تھا لیکن نیم بے ہوش.... سوال جواب کرنا بے معنی تھا۔

مریسا نے وہاں موجود فزیشن سے مختصر گفتگو کی جس سے پتا چلا کہ مریض کی حالت متواتر بگڑتی رہی اور گزشتہ ایک گھنٹے میں اس کی حالات نہایت تیزی سے خراب ہوئی تھی۔ خون کا دباؤ گرتا ہی جارہا تھا۔

مریض کی حالت خوفناک حد تک ڈاکٹر رشٹر سے مطابقت رکھتی تھی۔ وہ ایبولا کا شکار ہو کر موت کی شاہراہ پر قدم رکھ چکا تھا۔ محض ایبولا کی موجودگی کا ثبوت درکار تھا۔

نرس کی مدد سے مریسا نے خون اور پیشاب کے علاوہ تمام ضروری نمونے حاصل کیے۔ دہری تہ کے مخصوص بیگ میں رکھنے سے پیشتر نمونوں پر سوڈیم ہائپوکلورائٹ کا اسپرے کیا۔ مریسا بیگ لے کر کمرے سے نکل گئی۔

نرسز اسٹیشن سے مریسا نے ڈاکٹر نورس کو فون کیا۔ نورس نے مختصر، ٹو دی پوائنٹ بات کی۔ مریسا نے اپنی رائے اور تجزیے سے آگاہ کیا۔ ''ہمیں ایبولا کا سامنا ہے اور وبائی صورتِ حال سر پر کھڑی ہے۔''

نورس نے تحدیدی کارروائی کے بارے میں سوال کیا اور بتایا کہ وہ حتی الامکان تیزی سے پہنچ رہا ہے۔ نورس نے چند ہدایات بھی جاری کیں۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم تمام لیب ورک رکوا دو۔'' وہ

بولا۔ ''وائرس کش اسپرے کی نگرانی کرو۔ انہیں بتاؤ کہ فوراً قرنطینہ کا بندوبست کریں۔ تم حاصل کردہ نمونے فی الفور ٹیڈ کو روانہ کردو۔''

مریسا جواب دینے والی تھی کہ اسے احساس ہوا، دوسری جانب لائن منقطع ہو چکی ہے۔ وہ چند سیکنڈ ریسیور کو گھورتی رہی... پھر ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی۔

پہلے اس نے نمونے روانہ کرنے کا بندوبست کیا پھر وہ ہیرالڈ اور آسٹن سے ملی۔ انہیں باس کی ہدایات کے بارے میں بتایا۔ ساتھ ہی درخواست کی کہ وہ دونوں ڈائریکٹر کو بھی بتادیں۔

وہ باقی دو مریضوں کی فائل دیکھنا چاہتی تھی۔ تب ہی پیٹی نامی نرس نے اسے مسز زیبرسکی کے بارے میں بتایا۔

''کیا وہ مریض ہے؟'' مریسا نے پہلا سوال کیا۔

''نہیں، وہ اسپتال میں رکنے پر بضد ہے جبکہ ڈاکٹر ہیرالڈ کے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔''

''مسز زیبرسکی کہاں ہے؟''

''اسے پہلی منزل کے لاؤنج میں روک لیا گیا ہے۔'' نرس پیٹی نے اطلاع فراہم کی۔

مریسا نے ارادہ تبدیل کردیا اور مسز زیبرسکی سے ملنے کا فیصلہ کیا۔

پہلی منزل کے لاؤنج میں وہ اکیلی تھی۔ تاہم پھر بھی مریسا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''مسز زیبرسکی؟'' مریسا کی آواز نرم تھی۔ اس کی عمر چالیس پچاس کے درمیان تھی۔ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ روتی رہی ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ مریسا نے اپنا تعارف پیش کیا۔

''مسز زیبرسکی میں معذرت خواہ ہوں۔ تاہم چند سوالات کے جواب اگر آپ دینا پسند کریں؟''

خاتون کی نگاہ دھندلا گئی۔ ''کیا وہ ....'' اس کی آواز بیٹھ گئی۔

''نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کے شوہر زندہ ہیں۔'' مریسا نے بمشکل تاسف دبانے کی کوشش کی۔ وہ مسز زیبرسکی کے نزدیک بیٹھ گئی۔ ''جو ڈاکٹرز آپ کے شوہر کی دیکھ بھال کررہے ہیں، میں ان میں شامل نہیں ہوں۔ میں مرض کی نوعیت سمجھنے میں ان کی مدد کررہی ہوں۔ آپ حوصلہ رکھیں۔ مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔'' مریسا پیشے کے تقاضے سے مجبور تھی۔ مسز زیبرسکی کو وہ جھوٹی آس دلا رہی تھی۔ وہ خود بے بس تھی۔ نڈھال خاتون نے تعاون کی حامی بھرلی۔

''کیا آپ کے شوہر گزشتہ دو ماہ کے دوران کسی سفر پر گئے تھے؟'' مریسا نے پہلا سوال کیا۔

''ہاں۔'' زیبرسکی کی بیوی نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''کہاں گئے تھے؟'' مریسا مثبت جواب پر چونک اٹھی۔ تاہم اس نے اپنے تاثرات نارمل رکھے۔

''سان ڈیاگو۔''

مریسا نے اس بار بدقت تمام خود کو نارمل ظاہر کیا۔ سان ڈیاگو کا نام سن کر وہ تناؤ کا شکار ہوگئی تھی۔

''غالباً وہاں آنکھوں کی سرجری سے متعلق کوئی کانفرنس تھی؟'' مریسا نے تصدیق چاہی۔

''ہاں، شاید ایسا ہی تھا۔ کارل (زیبرسکی) کی سیکریٹری کے پاس یقیناً مصدقہ معلومات ہوں گی۔'' مسز زیبرسکی نے کہا۔

مریسا کے ذہن میں خیالات کی طغیانی تھی۔ ڈاکٹر رشٹر نے بھی سان ڈیاگو کی مذکورہ کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ کیا یہ بھی محض ایک اتفاقیہ امر تھا؟

''کیا ڈاکٹر زیبرسکی کو کہیں پر بندر یا کسی اور جانور نے کاٹا تھا؟''

مسز زیبرسکی نے جواب دینے میں کئی سیکنڈ لیے۔ ''نہیں، ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔''

مریسا نے مریض کی سیکریٹری کا نام اور فون نمبر لیا۔ پھر مسز زیبرسکی کا شکریہ ادا کرکے اٹھ گئی۔

سیکریٹری کا نام جوڈتھ تھا۔ سیکریٹری سے مریسا کوئی خاص بات معلوم نہ کرسکی۔

اچانک اسے رالف کا خیال آیا۔ مریسا نے فون ملایا۔ رالف سے بات کرکے مریسا نے بالائی منزل کے تحدیدی علاقے (Isolted) میں قدم رکھا۔ وہ باقی دو مریضوں کے چارٹ دیکھنا چاہتی تھی۔ ایک کا نام کیرول منٹگمری تھا۔ دوسرا مریض خود ڈاکٹر تھا۔

ڈاکٹر برائن سیسٹر۔ دونوں کو تیز بخار، شدید سر درد اور پیٹ میں تشنج کی کیفیت کی شکایت تھی۔ اگرچہ تینوں علامتیں کسی مخصوص مرض کی نشاندہی سے قاصر تھیں۔ تاہم ان کی شدت اور تیزی بذاتِ خود خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھیں۔

مریسا نے ہسٹری کا بغور جائزہ لیا۔ اسے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ بالآخر اس نے دونوں کو دیکھنے اور

مطلوبہ نمونے حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ مریسا نے تمام حفاظتی اشیا سے خود کو لیس کیا اور اندر قدم رکھ دیا۔

کیرول ایک خاتون تھی۔ عمر میں مریسا سے دو سال بڑی تھی۔ پیشے کے اعتبار سے وہ ایک بڑی فرم میں وکیل تھی۔ مریسا نے دیکھا کہ وہ بات چیت کے قابل ہے۔ تاہم خاصی بیمار لگ رہی تھی۔

مریسا نے کیرول سے ماضی قریب میں سفر کے متعلق پوچھا۔ جواب نفی میں تھا۔ مریسا کا دوسرا سوال ڈاکٹر زیبرسکی سے متعلق تھا۔ مریسا کے علم میں یہ بات آئی کہ وہ نہ صرف زیبرسکی کو جانتی ہے بلکہ اس کے زیرِ علاج رہ چکی ہے۔ مریسا کا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیرول نے آخری بار زیبرسکی کو کب دیکھا تھا؟ جواب ملا کہ چار روز قبل۔ مریسا نے خون کے علاوہ مطلوبہ نمونے حاصل کیے اور بوجھل دل کے ساتھ وہاں سے ہٹ گئی۔

وہ ایک ایسے مرض کی تشخیص سے متنفر تھی جس کا توڑ ہی دریافت نہیں ہوا ہو۔ ایک سوال اس کے ذہن میں اٹکا ہوا تھا۔ لاس اینجلس میں ڈاکٹر رشٹر کے کچھ مریض ایبولا سے متاثر ہوئے۔ جبکہ بعض پر کوئی اثر نہیں ہوا؟ وہاں اسپتال کا ڈاکٹر ''انڈیکس کیس'' تھا۔ یہاں سینٹ لوئیس میں بھی میڈیکل سینٹر کا ڈاکٹر ہی ''انڈیکس کیس'' ہے۔ دونوں ڈاکٹرز کا آپس میں کوئی تعلق سامنے نہیں آیا تھا اور دونوں نے سان ڈیاگو کی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔

ہوٹل بھی ایک ہی تھا۔ مریسا خیالات میں غلطاں دوسرے مریض ڈاکٹر برائن کی طرف چلی گئی۔ ظاہر ہے اسے بھی آٹھویں منزل کے آئسولیٹڈ علاقے میں رکھا گیا تھا۔ تینوں مریض الگ الگ کمروں میں تھے۔

مریسا نے اس سے بھی وہی سوالات کیے۔ تاہم برائن نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ زیبرسکی کا مریض رہ چکا ہے۔

مریسا نے پوچھا۔ ''کیا تم نے ڈاکٹر زیبرسکی کے ساتھ کام کیا ہے؟''

''میں نے بعض اوقات اس کے مریضوں کو اینستھیسیا دیا تھا۔ اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ میں نے زیبرسکی کے ساتھ کام کیا ہے۔ کام سے زیادہ میں اس کے ساتھ کھیل میں شرکت کرتا رہا ہوں۔'' برائن نے جواب دیا۔

''کیسا کھیل؟''

''میں اکثر اس کے ساتھ ٹینس کھیلتا رہا ہوں۔''

''آخری بار تم اس کے ساتھ کب کھیلے تھے؟''

''چار روز قبل۔''

مریسا کچھ دیر خاموش رہی پھر سر جھٹک کر نمونے اکٹھے کرنا شروع کیے۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ چند کڑیاں وہ حاصل کر چکی ہے۔ اگرچہ وضاحت باقی تھی۔ مرض کی منتقلی کے لیے انڈیکس کیس یا اس سے متاثر مریض کے ساتھ قریبی ربط ضروری تھا۔

☆☆☆

ڈاکٹر نورس، ری لینڈ اور رینی کے ہمراہ پہنچ چکا تھا۔ تینوں سرگرمی سے مصروف کار تھے۔ ڈاکٹر رینی قرنطینہ کی بہتری اور دیکھ بھال کے لیے نیچے چلا گیا تھا۔

تینوں تمام ضروری اور جدید طبی آلات وغیرہ لائے تھے۔ موبائل لیب ساتھ تھی۔ مریسا کو یوں لگا کہ اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

''میں کچھ کر سکتی ہوں؟'' مریسا نے نورس سے سوال کیا۔

''نہیں، تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ چاہو تو آرام کر لو۔'' نورس کی آواز میں خشکی تھی۔

''چند منٹ مل جائیں تو میں بعض نکات سے باخبر کرنا چاہوں گی۔'' وہ بولی۔ وہ سان ڈیاگو کانفرنس پر بات کرنے کے لیے بے چین تھی۔

''تمہیں انتظار کرنا پڑے گا۔'' نورس نے جواب دیا۔ اس کی توجہ موبائل لیب کے فنکشن کی جانب تھی۔ دو لیب ٹیکنیشن اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔

مریسا نرسز اسٹیشن پر جا کر بیٹھ گئی۔ وہ خاصی بے کیفی محسوس کر رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا نورس اسے پانچ دس منٹ دے گا؟ یا وہ جا کر آرام کرے اور اپنی نیند پوری کر لے.... کچھ دیر بعد وہ اٹھی۔ اس نے سونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

مریسا صبح سات بجے بیدار ہوئی تو اس کی بدمزگی ختم ہو چکی تھی۔ اسے احساس ہوا کہ نورس کی بے اعتنائی برمحل تھی۔ اگر ایبولا بے قابو ہو جاتا ہے تو سارا ملبا نورس کو اٹھانا پڑے گا۔ مریسا پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

وہ آٹھویں منزل کے مخصوص اور علیحدہ مقام تک پہنچی۔ پہلی اطلاع اسے نورس کے بارے میں ملی۔ وہ دو گھنٹے قبل جا چکا تھا۔

نرسز اسٹیشن پر مریسا کو افراتفری کا احساس ہوا۔ رات کسی وقت پانچ اور مریض وہاں پہنچ چکے تھے۔ مریسا نے تمام چارٹ اکٹھے کیے تو اسے پتا چلا کہ زیبرسکی کا چارٹ

غائب ہے۔

استفسار پر اسے معلوم ہوا کہ صبح چار بجے زیبرسکی آخری سانس لے چکا تھا۔ اگرچہ مریسا انجام سے واقف تھی پھر بھی اس نے اذیت محسوس کی۔ شاید وہ لاشعوری طور پر کسی معجزے کی امید میں تھی۔

مریسا کچھ دیر ساکت بیٹھی رہی۔ خود کو مصروف رکھنا بہتر ہے۔ اس نے سوچا پھر وہ دیگر مریضوں کے چارٹ لے کر بیٹھ گئی۔

اچانک اس کی نظر ڈاکٹر لینی پر پڑی۔

''لاس اینجلس جیسی صورتِ حال بنتی جا رہی ہے۔'' وہ آہستہ سے بولا۔ ''ایک اور مریض آرہا ہے جبکہ دوسرا ایمرجنسی روم میں ہے۔''

مریسا خاموش رہی۔

''یوں معلوم ہوتا ہے کہ جو نئے مریض آرہے ہیں، ان کو مرض اسی اسپتال سے لگا ہے۔ میرے لیے یہ بڑی عجیب اور پریشان کن بات ہے۔'' لینی نے کہا۔

''کیا وہ سب ماضی قریب میں زیبرسکی کے زیرِ علاج رہے ہیں؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''ہاں، وہ سب کسی نہ کسی حوالے سے زیبرسکی سے ملتے رہے ہیں۔''

''نئے مریض، ڈاکٹر برائن کے زیرِ علاج رہے ہیں۔'' لینی نے مزید بتایا۔ ''برائن نے زیبرسکی کے بعض سرجری والے کیسز میں اس کے ہمراہ کام کیا ہے، میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ مرض منتقل کیسے ہو رہا ہے۔ ایبولا، ائر بورن (air born) نہیں ہے کہ سانس کے راستے جسم میں داخل ہو جائے۔ نہ یہ محض چھونے سے منتقل ہوتا ہے۔''

''ہاں، میں اس نکتے پر غور کرتی رہی ہوں۔ مرض کی منتقلی کے لیے باڈی فلوئیڈ ضروری ہے۔ وہ خون، آنسو، تھوک یا ایسا ہی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔'' مریسا نے کہا۔

''برائن، زیبرسکی کے ساتھ ٹینس کھیلتا رہا ہے۔''

''ہاں، میرے علم میں ہے مگر اس قسم کا تعلق یا رابطہ وائرس کی منتقلی کے لیے ناکافی ہے۔''

''تمہاری بات ٹھیک ہے۔ تاہم آخری بار جب دونوں نے ٹینس کھیلی تھی، اس کے اگلے روز زیبرسکی کے مرض کا آغاز ہو گیا تھا۔ زیبرسکی انڈیکس کیس ہے۔ بالکل ڈاکٹر رشٹر کی طرح....''

اسی وقت نورس نمودار ہوا۔ مریسا حیران رہ گئی۔ وہ پانچ بجے چلا گیا تھا۔ یقیناً سونے گیا پھر اتنی جلدی کیونکر واپس آگیا۔ تھکاوٹ اس کے چہرے پر بھی تھی۔ تاہم شیو بنا ہوا تھا اور ہمیشہ کی طرح لباس میں نفاست تھی۔ مریسا نے اندازہ لگایا کہ وہ سویا نہیں تھا۔

پیشتر اس کے کہ وہ لینی سے بات چیت شروع کرتا، مریسا نے تیزی سے سان ڈیاگو کانفرنس والی بات دونوں کے گوش گزار کر دی۔

نورس نے اچٹتی نظر مریسا پر ڈالی۔ معمولی سا توقف کیا۔ پھر بولا۔ ''اگرہم مذکورہ کانفرنس کی تاریخ کو پیشِ نظر رکھیں تو یہ نکتہ غیر اہم ہو جاتا ہے۔''

''لیکن یہی ایک مماثلت ہے۔'' مریسا کا لہجہ مستحکم تھا۔ ''میرا خیال ہے کہ مجھے اسی راستے سے آگے بڑھنا چاہیے۔ تاوقتیکہ کوئی دوسرا اہم اشارہ نہیں ملتا۔''

''مرضی ہے تمہاری۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ اس نکتے میں جان ہے تو میں نہیں روکوں گا۔'' نورس نے مریسا کو دیکھے بغیر جواب دیا پھر لینی کو مخاطب کیا۔

''ہمیں زیبرسکی کے دماغ، جگر، تلی اور دل کے نمونے درکار ہوں گے۔''

''اور گردہ؟''

''ہاں۔ گردہ بھی۔'' نورس نے اتفاق کیا۔

☆☆☆

مریسا حیران پریشان تھی۔ سوچ رہی تھی کہ پھر کبھی نورس کے ساتھ معمول کے تعلقات بحال ہوں گے یا نہیں۔ دل کے نہاں خانوں میں ناقابلِ فہم چبھن اور خلش تھی۔ کبھی وہ ڈپریس ہو جاتی۔ کبھی اس کی سوچ میں اشتعال کی لہر در آتی۔ کبھی سازِ دل کے تار عجیب انداز میں نغمہ سرا ہوتے.... کہیں گہرائی میں کوئی آرزو تھی کہ صلح ہو جائے۔ دماغ ٹوکتا کہ صلح ہو بھی گئی تو کیا ہوگا؟ اس سوال پر مریسا سٹپٹا جاتی۔ دل و دماغ کے سوال جواب سے تنگ آکر وہ مصروفیت کے بہانے تلاش کرنے لگتی۔

ہدایت کے مطابق اس نے آٹوپسی روم کا رخ کیا۔ جلد ہی وہ اس کمرے تک پہنچ گئی جہاں زیبرسکی کا مردہ جسم ایک بڑے سے پلاسٹک بیگ میں ٹیبل پر پڑا تھا۔ مریسا آنکھوں پر پلاسٹک گاگلز چڑھانا نہیں بھولی تھی۔ وہاں موجود دیگر افراد کے پاس بھی گاگلز موجود تھے۔

کمرے میں فارمولن (farmolin) کی مخصوص بو پھیلی ہوئی تھی۔ کارروائی کا آغاز ہوا۔ بیگ کاٹ کر باڈی نکالی گئی۔ مریسا نے خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ لاش کے سر کے بال صاف کر دیے گئے تھے۔ سر پر چوٹ کا نشان دیکھ

کر وہ چونک اٹھی ... پھر اس کی نگاہ دائیں کہنی پر پڑی۔ کہنی پر کٹ کا نشان تھا۔ وہ ایک قدم آگے چلی گئی۔ اس کی نظر دائیں ران پر پڑی۔ جہاں دائرہ نما خراش جیسا زخم تھا۔ ایسی ہی خراش اس نے رشٹر کے جسم پر دیکھی تھی۔

''کیا وہ تینوں خراشوں کا تعلق موت سے قبل ہے؟'' اس کا اشارہ سر، ران اور کہنی کی طرف تھا۔ جواب مثبت ملا۔

''موت سے کتنے روز قبل؟ کوئی آئیڈیا؟'' اس نے قدم مزید آگے بڑھایا۔

''لگ بھگ ایک ہفتہ۔'' قصائی نما آلات سے لیس ڈاکٹر نے جواب دیا۔

مریسا کو یاد تھا کہ زیبرسکی کے چارٹ میں تینوں خراشوں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں ہلچل مچی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ زیبرسکی ٹینس کے کھیل کے دوران گرا ہو جو بات مریسا کو کھٹک رہی تھی، وہ چارٹ تھا۔ چارٹ میں تینوں علامتوں کی نشاندہی کیوں نہیں کی گئی؟

مریسا کی تربیت کے مطابق تینوں علامتوں کا ذکر ریکارڈ پر ہونا چاہیے تھا۔ اس نے تینوں کو کھوجنے کا فیصلہ کر لیا۔

☆☆☆

زیبرسکی کی سیکریٹری جوڈتھ اپنے آفس میں تھی۔ وہ سخت ہراساں دکھائی دے رہی تھی۔ مریسا نے اس کی آنکھوں سے اندازہ لگایا کہ وہ روتی رہی ہے۔ پہلی مرتبہ مریسا نے اس سے فون پر بات کی تھی۔ لہٰذا اس نے نئے سرے سے تعارف کرایا۔

مریسا نے بمشکل اسے سنبھالا۔ وہ سخت خوف زدہ تھی اور درازوں سے اپنا سامان نکال رہی تھی۔

''مجھے یہاں سے جانا پڑے گا۔'' وہ بولی۔ ''میں تنہا نہیں ہوں۔ کئی لوگ جاچکے ہیں۔ بہت سے جانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔''

''میں زیبرسکی کے سر کی چوٹ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی ہوں؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''کچھ نہیں.... کچھ نہیں۔'' جوڈتھ نے ہاتھ لہرایا۔ ''وہ شاپنگ سے واپسی پر رہزنوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر کو زخمی کر کے لوٹ لیا۔'' جوڈتھ اپنا سامان سمیٹتی رہی۔

مریسا اس کا جواب سُن کر سناٹے میں آگئی۔ ڈاکٹر رشٹر بھی وائرس کا شکار ہونے سے قبل رہزنی کی زد میں آیا تھا۔ یہ کیا اسرار ہے؟ مریسا کو مزید کوئی سوال نہیں سوجھا۔ وہ شکریہ کہہ کر وہاں سے نکل گئی۔ وہ خیالوں میں لفٹ میں سوار ہوئی۔ منزل آخری فلور کا آئیسولیٹڈ وارڈ تھا۔

وہاں سرگرمی و سراسیمگی دونوں کے آثار نمایاں تھے۔ لینی مختلف چارٹوں میں سر کھپا رہا تھا۔

''آؤ آؤ.... ایبولا کی سرخ آندھی زوروں پر ہے۔'' لینی نے مریسا کو دیکھ کر تبصرہ کیا۔ ''پانچ مریض اور آگئے ہیں۔''

''ٹیڈ نے کوئی اطلاع دی ہے؟'' مریسا نے استفسار کیا۔

''ہاں، اس کی کال آئی تھی۔ یہ ایبولا ہی ہے۔''

مریسا کو پہلے ہی یقین تھا۔ اس کے باوجود اس کا پورا وجود لرز اٹھا۔

''اسپتال کو اب بند ہی سمجھو۔ سب بھاگنے کے چکر میں ہیں۔ مسوری کا وزیرِ صحت پہنچنے والا ہے۔ قرنطینہ کے ذریعے اسپتال کو مکمل آئیسولیٹ کرنا پڑے گا۔'' لینی نے مزید خبریں دیں۔ ''میڈیا میں بات پھیل گئی ہے۔ ایبولا کا نام نہیں آیا۔ تاہم میڈیا اپنے انداز میں اودھم پیٹ رہا ہے۔ ایک اخبار نے سرخی لگائی ہے: ''طاعون کی واپسی۔'' نورس نے پریس سے دور رہنے کے لیے کہا ہے۔ جو سوال اٹھے گا۔ وہ خود جواب دے گا۔''

☆☆☆

مریسا واپس اٹلانٹا پہنچ چکی تھی۔ پانچ ہفتے بعد اسے ٹھیک طرح سونے اور کھانے کا موقع ملا۔ وہ معمول کی زندگی واپس لانے اور آرام کرنے میں لگی رہی۔ پہلی ملاقات رالف سے ہوئی۔ لاس اینجلس کی طرح اس مرتبہ بھی وہ مریسا کی کارگزاریاں جاننے کے لیے بے قرار تھا۔ حالانکہ مریسا فون پر اسے کافی کچھ بتاتی رہی تھی۔

تاہم رالف کی دلچسپی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتا تھا۔ اس مرتبہ 37 اموات ہوئی تھیں۔

ایک شام مریسا نے اسے نورس کی رائے سے آگاہ کیا.... نورس کے خیال میں وائرس کی پناہ گاہ کا تعلق طب کے شعبے سے وابستہ افراد سے ہوسکتا ہے۔

رالف نے سوال کیا۔ ''تمہارا ذاتی خیال کیا ہے؟''

''میں بھی اسی طرح سوچ رہی ہوں۔'' مریسا ہنس پڑی۔ ''تم ہوشیار ہوجاؤ۔ دونوں وباؤں کے انڈیکس کیس ماہرِ امراض چشم تھے۔

رالف بھی ہنس پڑا۔ "ڈرا رہی ہو مجھے؟"

"خبردار کررہی ہوں۔ ڈری ہوئی تو میں ہوں۔ تم تو مزے سے یہاں بیٹھے ہو۔"

"اچھا یہ بتاؤ کہ دونوں کیس سان ڈیاگو کی کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا؟"

"میں کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام رہی۔" مریسا نے اعتراف کیا۔ "دونوں کیسز میں کچھ تضاد بھی ہے مثلاً ڈاکٹر رشٹر افریقہ گیا تھا اور زیبرسکی نے بھی ایسا سفر کیا۔ رشٹر کو بندر نے کاٹا تھا لیکن زیبرسکی کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔" مریسا نے پرسوچ انداز میں کہا۔

"ٹھیک کہتی ہو۔" رالف نے تسلیم کیا۔ "تاہم تم بار بار افریقہ بلکہ زائر کی طرف کیوں دیکھتی ہو؟"

"شاید اس لیے کہ زائر کی 1976ء کی وبا سے ایبولا نے آغاز کیا تھا۔ شاید اس لیے کہ اس وقت کی سی۔ ڈی۔ سی کی ٹیم وہاں گئی اور وائرس کی پناہ گاہ ڈھونڈنے میں ناکام رہی یا پھر شاید اس لیے کہ مذکورہ وبا کا انڈیکس کیس ایک امریکی طالب علم تھا اور ایبولا نے وہاں ہولناک تباہی مچائی تھی۔ سیکڑوں کی تعداد میں لوگ ہلاک ہوئے تھے۔" مریسا نے جواب دیا۔

رالف خاموش رہا۔

"ہاں ایک چیز مجھے بڑی پراسرار لگی۔" مریسا نے کہنا شروع کیا۔ "میں نے کسی کو نہیں بتایا۔ کیونکہ میرا مذاق اڑایا جاتا۔ منطقی اعتبار سے مجھے خود ہضم نہیں ہو رہی لیکن پھر بھی میرے ذہن میں چبھن ہے۔"

"ایسی کیا بات ہے؟" رالف نے بغور مریسا کو دیکھا۔

"رشٹر اور زیبرسکی دونوں کو رہزنوں نے زخمی کر کے لوٹا تھا۔ میرا مطلب ہے کہ اس کے بعد ہی مرض کا آغاز ہوا۔"

"تم بہت دور تک سوچتی ہو۔" رالف مسکرایا۔ "یہ کیونکر ممکن ہے؟"

"ہاں، بات تو احمقانہ لگتی ہے۔" مریسا نے گہری سانس لی اور خاموش ہوگئی۔

☆☆☆

چند روز میں مریسا نارمل روٹین میں آگئی۔ یہ اور بات تھی کہ جب بھی فون کی گھنٹی بجتی، اس کے تصور میں ان دیکھا وائرس داخل ہو جاتا۔ اسے شک ہوتا کہ شاید پھر کہیں آفت ٹوٹ پڑی ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ اس بار بالکل تیار حالت میں تھی۔ ساتھ ہی دعا کرتی کہ ایسا نہ ہو۔

اس کا زیادہ وقت وائرس کی تحقیق میں ہی گزر رہا تھا۔ وہ لیب کی عملی مہارت میں بھی اضافہ کررہی تھی۔ اس سلسلے میں اسے ٹیڈ کا تعاون حاصل تھا۔

مریسا نے اچھا خاصا تحقیقی مواد جمع کرلیا تھا۔ یہ بات تھی کہ "انڈیکس کیس" کے تمام ابتدائی مریض میں مرض منتقل کیوں نہیں ہوا تھا؟ مریسا کو لگ رہا تھا جیسے ایبولا انسانی ذہن کی طرح کام کررہا ہے۔ اپنی مرضی سے کہیں بھی بھڑک اٹھتا ہے اور شکار بھی اپنی مرضی سے چنتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ مریسا اس بات پر زیادہ پریشان تھی کہ آخر مرض منتقل کیسے ہوتا ہے؟ اس نے کئی چیزیں نوٹ کی تھیں۔ جن کو اتفاق کہہ کر ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ مثلاً دونوں مرتبہ انڈیکس کیس ڈاکٹر ہی کیوں تھے۔ دونوں نے سان ڈیاگو کانفرنس میں شرکت کی۔ دونوں رہزنی کا شکار ہوئے.... وغیرہ وغیرہ۔

ایبولا انسانی ذہن کی طرح کیونکر کام کرسکتا ہے؟ دفعتاً اس کے ذہن میں جھماکا ہوا.... یقیناً ایبولا ایسا نہیں کرسکتا کہ اپنی مرضی سے شکار کا انتخاب کرے.... البتہ خود انسان ایسا کرسکتا ہے۔ کیا کوئی ایبولا کو بطور ہتھیار کسی خاص مقصد کے لیے استعمال کررہا ہے؟ مریسا کا ذہن اس انوکھے سوال پر اٹک گیا۔ وہ سوچ سوچ کر تھک گئی۔

☆☆☆

مریسا، ٹیڈ کے آفس میں کافی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ بات چیت بھی جاری تھی۔

"ٹیڈ! یاد ہے جب ہم دونوں لیب میں گئے تھے، تم نے بتایا تھا کہ وہاں ایبولا سمیت ہر دریافت شدہ خطرناک وائرس محفوظ ہے اور ایبولا کی ہر ایک وبا کا نمونہ بھی حصار کے اندر ہے۔"

"ہاں، ایسا ہی ہے۔ آخری نمونہ سینٹ لوئیس کی حالیہ وبا سے متعلق ہے۔" ٹیڈ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹیڈ، کیا سی۔ ڈی۔ سی کے علاوہ بھی کوئی جگہ ہوسکتی ہے؟ ایسی جگہ جہاں ایسے خطرناک وائرس محفوظ ہوں؟"

ٹیڈ نے سوچنے کے لیے وقفہ لیا۔ "میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تمہارا مطلب ہے، یہاں امریکا میں؟"

"ہاں۔"

"یقیناً صرف آرمی کے پاس ہوسکتے ہیں۔ فورٹ ڈیٹرک میں حیاتیاتی جنگ کے لیے ایک جگہ ہے۔ اسے سینٹر فار بائیولوجیکل وارفیئر کا نام دیا گیا ہے۔" ٹیڈ نے بتایا۔

"سینٹر کا نگراں ایک ایسا شخص ہے جو کبھی یہاں سی۔ڈی۔سی میں ہوا کرتا تھا۔ وائرل ہیمرجک فیور میں اسے خاص دلچسپی تھی۔"

"کیا آرمی کے پاس MCL جیسی کوئی لیب ہے؟"

ٹیڈ نے سیٹی بجائی۔ "ڈیئر، آرمی کے پاس کیا نہیں ہے۔"

"اور وہ آدمی؟"

"وہ کئی برس قبل یہاں سے چلا گیا تھا۔" ٹیڈ نے دلچسپی سے مریسا کو دیکھا۔ "کیوں اب کیا ارادے ہیں؟"

"ارادے تو نیک ہیں۔ ابھی میں کئی ایک مفروضوں پر کام کر رہی ہوں۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔"

"تمہاری محنت اور جستجو بتا رہی ہے کہ تم ایک مکمل "جاسوس ڈاکٹر" بننے جا رہی ہو۔ یہ کسی کارنامے سے کم نہیں ہوگا، اگر تم غارت گر ایبولا کے اسرار کا پردہ چاک کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔" ٹیڈ کی آواز میں ستائش اور حوصلہ افزائی تھی۔

مریسا مسکرا کے رہ گئی۔ اس کے دماغ میں ایک خیال سرسرانے لگا۔ پُرسوچ انداز میں اس نے کافی کپ اٹھایا۔ ٹیڈ بھی کافی کی طرف متوجہ ہوگیا۔

☆☆☆

"ایک منٹ، میم۔" پہرے دار سپاہی نے مریسا کو اشارہ کیا۔ وہ فورٹ ڈیٹرک کے مرکزی گیٹ پر رک گئی۔

وہ کئی روز تک خود سے آرمی کے متعلق سوال جواب کرتی رہی۔ آرمی نہیں تو وہاں کا کوئی آدمی ملوث ہو۔ اس نے خود کو کسی طرح قائل کر لیا کہ اسے وہاں جانا چاہیے۔ دونوں انڈیکس کیسز پر رہزنوں کے حملے مریسا کے ذہن سے نکلنے میں ناکام رہے تھے۔

وہ ڈیڑھ گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد میری لینڈ پہنچ گئی۔ وہاں سے کار ہائر کر کے وہ فورٹ ڈیٹرک وارد ہوئی۔ وہ ایبولا پر ریسرچ کر رہی تھی اور اس سلسلے میں کسی سے بھی بات کرنے کے لیے تیار تھی۔ اس کی کوشش رنگ لائی اور کرنل وولبرٹ نے پُرجوش انداز میں ملاقات کی حامی بھر لی۔

سپاہی چند منٹ میں واپس آگیا۔ ایک پاس مریسا کے حوالے کیا گیا۔ جسے اس نے ہار کے طرح گلے میں لٹکا لیا۔ سپاہی نے اسے بلڈنگ نمبر 18 کا حوالہ دیا اور پیشہ ورانہ انداز میں سیلیوٹ جھاڑ کے مریسا کو حیران کر دیا۔ گیٹ کھلا اور مریسا نے کار آگے بڑھا دی۔

بلڈنگ نمبر 18 کنکریٹ کی عمارت تھی۔ وہاں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔ وہ عمارت سے زیادہ ایک بنکر کا نمونہ پیش کر رہی تھی۔

کرنل وولبرٹ خوش دلی سے ملا۔ وہ آرمی آفیسر سے زیادہ یونیورسٹی کا پروفیسر لگ رہا تھا۔ اس نے بلاتمہید اور بغیر کسی تکلف کے تبصرہ کیا۔ "میں نے اس سے پہلے اتنی مختصر، اتنی خوب صورت EIS آفیسر نہیں دیکھی۔"

مریسا نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا اور مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی۔ چند رسمی کلمات کا تبادلہ ہوا۔ وولبرٹ نے اسے ٹور کی پیشکش کی جو مریسا نے فی الفور قبول کر لی۔

عمارت میں جا بجا پھسلنے والے اسٹیل ڈورز تھے جن کا رابطہ ریموٹ کنٹرول سے تھا۔ ہر دروازے پر ٹی وی کیمرا نصب تھا۔ وولبرٹ مختلف کمرے، ہال اور راہداریوں سے گزرتا رہا۔ وہ کمنٹری بھی کرتا جا رہا تھا۔ بالآخر وہ لیب تک آگئے۔ وہ جگہ جدید اسپتال کی لیب کی طرح تھی۔ فرق صرف کھڑکیوں کا تھا۔

مختصر ٹور کے بعد وہ ایک کیفے نما جگہ پر بیٹھ گئے۔ اس دوران MCL کا ذکر کہیں نہیں آیا۔

پیپسی اور ڈونٹ منگوا کر وہ ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔

وولبرٹ نے خود ہی بتانا شروع کیا۔ اس نے بطور EIS آفیسر سی۔ڈی۔سی سے آغاز کیا تھا۔ اس کی دلچسپی مائیکرو بیالوجی میں بڑھنے لگی پھر وہ وائرولوجی کی طرف متوجہ ہوگیا۔ بعدازاں سرکاری خرچے پر اس نے پی ایچ ڈی کی۔ فورٹ ڈیٹرک اور سی۔ڈی۔سی کے تعلقات کی ایک تاریخ ہے۔ اس نے بتایا۔ آرمی نے اسے بہتر آفر دی جو اس نے قبول کر لی۔ وہ سی۔ڈی۔سی چھوڑ کر یہاں آگیا۔ یہاں لیب اور ایکوپمنٹ نہایت شاندار تھے۔ سب سے اہم چیز فنڈز تھے۔ فنڈز کا یہاں کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔

"بنیادی ٹاسک کیا تھا؟" مریسا نے سوال کیا۔

"یہاں کام کا تین چوتھائی حصہ حیاتیاتی جنگ سے متعلق ہے۔ جیسا نام سے ظاہر ہے۔ بائیولوجیکل حملے کی صورت میں امریکا کو بچانا ہے۔ میری سرگرمیوں کا محور خطرناک وائرس ہیں۔ مثلاً ایبولا۔ حملے کی صورت میں ایسے وائرس کو ناکارہ کیسے کیا جائے۔"

مریسا نے سر کو جنبش دی۔

"ایک اور اہم بات۔" کرنل بولا۔ "یہاں مجھے مکمل آزادی ہے۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ میں اپنی صوابدید پر کام کرتا ہوں۔"

''اس وقت مرکزِ توجہ کس جانب ہے؟'' مریسا نے معصومیت سے سوال کیا۔ ایک وقفہ آیا۔ وولبرٹ کی ہلکی نیلی آنکھیں چمکنے لگیں۔

''میں نہیں سمجھتا کہ بتانے میں کوئی ہرج ہے۔ آرمی کے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں حاصل کردہ نتائج آرٹیکلز کی شکل میں شائع کرا دیتا ہوں۔ گزشتہ تین برس سے میری توجہ کا مرکز انفلوئنزا وائرس ہے۔''

مریسا کو اس جواب کی توقع نہیں تھی۔ ''اور ایبولا؟''

''نہیں۔''

''یہاں سینٹر میں کوئی اور ایبولا پر کام کر رہا ہے؟''

وولبرٹ خفیف سا ہچکچایا پھر گویا ہوا۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ یہاں نہ روس میں .... کیونکہ کوئی ویکسین یا توڑ دریافت نہیں ہوا ہے اور یہ بھڑکی ہوئی خوفناک آگ کے مانند پھیلتا ہے۔ دوست یا دشمن دونوں کے لیے جان لیوا۔ اس لیے بائیولوجیکل وار کی صورت میں اسے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ایٹم بم ہونے کے باوجود استعمال نہیں ہوتا۔''

''لیکن یہ استعمال ہو رہا ہے اور ہمارے ہی ملک میں ہو رہا ہے۔'' مریسا نے بلاجھجک کہا۔

وولبرٹ نے ایک گہری سانس لی۔ ''لاس اینجلس اور سینٹ لوئیس کی وبائی صورتِ حال کے بارے میں، میں نے پڑھا تھا۔

''ایبولا استعمال ہو رہا ہے یا نہیں، کیا اسرار ہے؟ فیصلہ مستقبل کرے گا۔ میں تمہاری کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں افریقہ میں تھا تو گیدڑ کی طرح خوف زدہ تھا۔''

مریسا کو یہ آدمی قابلِ اعتبار لگا۔ وہ پہلا شخص ملا تھا جس نے بلاتامل خوف کا اظہار کیا تھا۔

''میں بھی خوف سے نبرد آزما ہوں۔'' مریسا نے اظہار کیا۔

''اس کی معقول وجہ ہے۔'' وولبرٹ نے کہا۔

''کیا آرمی کو تشویش نہیں ہے؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''میں نہیں سمجھتا کہ ایسا مرحلہ آ گیا ہے۔ ویسے بھی آرمی کا طریقۂ کار مختلف ہے۔ میں اپنے طور پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اگرچہ مجھے یہاں ریسرچ کی آزادی ہے۔'' وولبرٹ نے جواب دیا۔

گفتگو ایبولا سے متعلق ٹیکنیکل مراحل میں داخل ہو گئی۔ دونوں نے کھل کر اظہارِ خیال کیا۔ اس پر اتفاق تھا کہ وائرس نے افریقہ سے آغاز کیا تھا۔ تاہم یہ کس طرح مریضوں میں منتقل ہوتا؟ امریکا میں دونوں مرتبہ جو کچھ ہوا۔ اس کے بعد یہ خیال مشکوک ہو گیا تھا کہ ایبولا بھی ایڈز کی طرح پھیلتا ہے۔ وولبرٹ کے خیال میں یہ جانوروں کا مرض تھا۔ جو انسانوں میں منتقل ہوا لیکن وہ کون سا جانور ہے، اس کا تعین باقی تھا۔ بالفاظِ دیگر ایبولا کی حقیقی پناہ گاہ کیا ہے، کچھ نہیں معلوم۔

چلتے چلتے مریسا نے آخری سوال کر ڈالا۔ ''کیا یہاں ایبولا کا نمونہ محفوظ ہے؟''

''نہیں۔'' وولبرٹ نے انکار کیا۔ ''لیکن مجھے علم ہے کہ ایبولا کہاں سے حاصل کیا جاسکتا ہے؟''

''وہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔'' مریسا ذومعنی انداز میں مسکرائی اور شکریہ ادا کر کے کھڑی ہو گئی۔

ٹیڈ نے اسے بتایا تھا، وہ ٹیڈ کے ساتھ وہاں جا بھی چکی تھی بلکہ خونی عفریت کو دیکھ بھی چکی تھی۔

☆☆☆

مریسا کو پتا نہیں چلا کہ فون کب سے بج رہا تھا۔ اس کی آنکھ فون کی گھنٹی پر ہی کھلی۔ کروٹ بدل کر اس نے ریسیور اٹھایا۔ وہ گہری نیند سو چکی تھی۔ دوسری جانب سے سی۔ ڈی۔ سی آپریٹر نے خاصی معذرت کرتے ہوئے اپنی مجبوری ظاہر کی۔ مریسا نے گھڑی میں دیکھا۔ صبح کے چار بج رہے تھے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

کال، فونیکس، ایری زونا سے آئی تھی۔ آپریٹر کال منتقل کرنے کے لیے مریسا سے اجازت مانگ رہا تھا، مریسا نے او کے کہہ کر فون رکھ دیا۔ دھڑکنوں میں اضطراب تھا۔ کیا پھر ایبولا کی آگ بھڑکی ہے؟ وہ پوری طرح بیدار ہو چکی تھی اور بے چینی محسوس کر رہی تھی۔

فون کی گھنٹی پھر بجی۔

''ڈاکٹر مریسا بلوم، ہیئر۔'' اس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری جانب کوئی ڈاکٹر گائے ویور بول رہا تھا۔ ایری زونا ریاست کا اپی ڈیمیالوجسٹ۔

مریسا کے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں۔ ریسیور والی ہتھیلی پر پسینا آ گیا۔

ڈاکٹر ویور غلط وقت پر فون کرنے کی معذرت طلب کر رہا تھا۔ اس کی آواز بظاہر پُرسکون لگ رہی تھی۔ تاہم جو کچھ وہ بتا رہا تھا، اسے سن کر مریسا کی پیشانی پر بھی نمی آ گئی۔

ایم ایم میڈیکل گروپ، منافع بخش اسپتالوں کی ایک چین

تھی۔ اس گروپ کا فونیکس، ایری زونا والا اسپتال ایبولا کی زد میں آچکا تھا۔

''سب سے پہلے مریض یا مریضوں کو محدود کر دیں۔'' مریسا نے آواز کو نارمل رکھنے کی بھرپور سعی کی۔ ''مریض کو الگ کرنے کے بعد دوسرا کام ....''

مریسا کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ ڈاکٹر ویور نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''یہاں ایک آدھ مریض نہیں ہے۔ یہاں چوراسی کیسز ہیں۔''

''کیا کہا؟'' مریسا تقریباً چلا اٹھی۔ اسے ساعت کا دھوکا لگا۔

''چوراسی مریض! بیالیس صرف ڈاکٹرز ہیں۔ لیب کے علاوہ ایڈمن بلاک کے بھی چھ مریض ہیں۔ حتیٰ کہ فوڈ سروس کے بھی دو آدمی ہیں۔''

''ایک ہی دن میں؟ ایک ساتھ؟'' مریسا اٹھ کے کھڑی ہوگئی۔

''ہاں، تمام کے تمام گزشتہ شام اوپر تلے آئے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ ایبولا ہے۔''

مریسا کی سانس رک گئی۔

☆☆☆

اس موقع پر اولین ترجیح صرف ایک تھی۔ وہ تھی ڈیلٹا کی ڈائریکٹ فلائٹ۔ مریسا نے پھرتی سے لباس تبدیل کیا۔ سب سے پہلے سی۔ ڈی۔ سی کے ڈیوٹی آفیسر کو حالات سے مطلع کیا اور بتایا کہ وہ روانہ ہو رہی ہے۔ ڈیوٹی آفیسر سے درخواست کی کہ جیسے ہی ڈاکٹر نورس آفس پہنچے، اسے فوراً آگاہ کر دیا جائے۔

جلدی جلدی اس نے دو چار فون اور کیے .... سامان اس کا تیار حالت میں تھا۔ اسے یقین تھا کہ نورس اپنی ٹیم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ شام تک پہنچ جائے گا۔

☆☆☆

فونیکس، ایری زونا میں میڈیکل اسپتال کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر جسٹن گارڈنر تھا۔ وہ خاصا حواس باختہ نظر آرہا تھا۔

اسٹاف نے اسپتال چھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ افراتفری کا سماں تھا۔ اسٹیٹ ہیلتھ کمشنر نے قرنطینہ کا حصار قائم کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ میڈیا پہلے ہی یلغار کر چکا تھا۔ مریسا کا حلق خشک ہو گیا۔

ایبولا، شاندار اور مخصوص اسپتالوں میں کیوں فتنے اٹھا رہا تھا۔ یہ کیا راز ہے؟

وہاں میڈیا کے علاوہ پولیس بھی موجود تھی۔ مریسا، پولیس کی مدد سے رپورٹرز سے کترا کر اندر چلی گئی۔ اندر صورتِ حال ابتر تھی۔ اس کی ملاقات ڈائریکٹر لائڈ ڈیوس سے ہوئی۔ سی۔ ڈی۔ سی کو اطلاع دینے کے بعد سے سولہ مریض اور داخل ہو چکے تھے۔

اگر فونیکس میں وبائی شدت بے قابو ہو جاتی، یہ خیال ہی خون خشک کرنے کے لیے کافی تھا۔

مریسا نے سابقہ تجربے کی روشنی میں اور اپنی تمام تحقیقات اور خدشات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کام کا آغاز کر دیا تھا۔ اپنی حفاظت کا اس نے بہت زیادہ خیال رکھا تھا۔

نورس سے اس کی بات ہوئی تو اس نے پہلا سوال ایبولا کے بارے میں کیا۔ مریسا نے اثبات میں جواب دیا۔ ''اس مرتبہ فرق یہ ہے کہ مریضوں کی تعداد بہت کم مدت میں سو سے اوپر چلی گئی ہے۔''

دوسری جانب چند لمحے سکون رہا پھر نورس کی آواز آئی۔ ''بہت احتیاط کرنا..... ان کو بتاؤ کہ آئی سولیشن کے بہترین انتظامات کریں۔ ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے۔ نمونے اکٹھے کر کے ٹیڈ کو روانہ کر دو۔''

☆☆☆

مریسا کو دگنی محنت کرنی تھی۔ یکدم اتنے مریضوں کی موجودگی اشارہ کر رہی تھی کہ یہ فوڈ بورن یا واٹر بورن مرض ہے۔ مشکل یہ تھی کہ ایبولا، واٹر یا فوڈ بورن وائرس نہیں تھا.... انڈیکس کیس تک پہنچنا بھی محال تھا۔ تاہم مریسا نے آرام تج دیا اور کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ دوپہر تک چودہ مریض مزید ظاہر ہو چکے تھے۔

مریسا نے ڈاکٹرز کی ایک ٹیم تشکیل دی۔ بلیک بورڈ پر اس نے تمام سوالات لکھ دیے۔ وہ تنہا سب کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ مذکورہ ٹیم کی ذمے داری ان سوالات کے جواب حاصل کر کے مریسا تک پہنچانے تھے۔

گزشتہ وباؤں کے مقابلے میں فونیکس میں ایبولا کی خون آشامی جوبن پر تھی۔ مریسا تمام مریضوں کے انٹرویو نہیں کر سکتی تھی۔ نہ ہی تمام کے نمونے ٹیڈ کو روانہ کر سکتی تھی۔ تاہم وہ حتی الوسیع دلجمعی سے کام کر رہی تھی۔

نورس اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچ چکا تھا، کسی کو سر کھجانے کی فرصت نہیں تھی۔

نورس کو کچھ وقت ملا تو وہ مریسا کے آئیڈیاز سننے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ مریسا نے ابتدائی 84 کیسز کو فوکس کیا تھا۔ ''84 مریضوں کو گروپ کے طور پر دیکھیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ حیرت انگیز طور پر تمام کے اندر مرض کی

علامات صرف چھ گھنٹے کے اندر ظاہر ہونا شروع ہوگئی تھیں۔'' مریسا نے آغاز کیا۔ نورس ساتھ ساتھ کاغذات اور نوٹس دیکھ رہا تھا۔

''علامات کی شدت اور تیزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب بیک وقت بُری طرح ایبولا سے متاثر ہوئے تھے۔ عجیب بات ہے مزید یہ کہ سب ہی اسپتال میں کام کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے ڈیپارٹمنٹ مختلف ہیں۔''

''سینٹرل ائرکنڈیشنگ سسٹم پر شک کیا جاسکتا ہے لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ایسا پانی اور غذا کے باعث ہوا۔ جو ڈیٹا میں نے یکجا کیا ہے، اس کے مطابق 84 متاثرہ مریض حسبِ سہولت کیفے ٹیریا استعمال کرتے ہیں۔''

مریسا نے نورس کو دیکھا جو چھت کی جانب دیکھ رہا تھا۔ ''لاس اینجلس اور سینٹ لوئس کے مریضوں میں سے کبھی کسی کا رابطہ 84 مریضوں میں سے کسی سے ہوا تھا؟'' اس نے سوال کیا۔

''نہیں۔''

''تمہیں اور محنت کرنا ہوگی، کوئی کنکشن ملنا چاہیے۔''

''کیفے ٹیریا؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''تمہاری سوچ اور انداز پر منحصر ہے۔ تاہم ایبولا کبھی فوڈ کے ذریعے متعارف نہیں ہوا۔'' نورس نے اٹھتے اٹھتے مریسا کو دیکھا۔ ''لیکن تم اپنی چھٹی حس، خیال یا سوچ کے مطابق کام کرنے میں آزاد ہو۔ تم فوڈ تھیوری کو آزما سکتی ہو، قطع نظر میرے خیال کے۔'' وہ باہر نکل گیا۔

مریسا کو نورس کے رویے میں لچک کا گمان گزرا تھا۔ اس نے کیفے ٹیریا کے وزٹ کا فیصلہ کرلیا۔

☆☆☆

کیفے ٹیریا میں ڈبل ڈور کے دو سیٹ تھے۔ مریسا کچن میں جانے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ گومگو کی کیفیت خودبخود ختم ہوگئی۔ ایک درمیانی عمر کی عورت نمودار ہوئی اور اطلاع دی کہ کیفے ٹیریا کا وقت ختم ہوگیا۔

مریسا نے اپنا تعارف کروا کر چند سوالات کی استدعا کی۔

''ضرور۔'' عورت نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ اس کا نام جانا برانسن تھا۔ وہ کیفے میں منیجر تھی۔ وہ مریسا کو آفس میں لے آئی۔ مختصر رسمی گفتگو کے بعد مریسا نے تین دن قبل کے لنچ مینیو کے بارے میں سوال کیا۔

جانا برانسن نے ایک فائل نکال کر مریسا کے حوالے کی۔ مریسا نے جائزہ لیا۔ مینیو، کیفے کی مطابقت کے مطابق معمول کے مطابق تھا۔ تین ڈشز، سوپ کی [illegible] اور ڈیزرٹس۔

''کیا یہی سب کچھ تھا؟''

''ہاں... لیکن ہم سینڈوچز، سلاد اور مشروبات بھی فراہم کرتے ہیں۔''

مریسا نے مینیو کی فوٹو کاپی کی خواہش [illegible] جانا برانسن نے بلاہچکچاہٹ پوری کردی۔ مریسا نے [illegible] گھنٹا مسز برانسن کے ساتھ کیفے ٹیریا کے مکمل ٹور میں گزارا۔

مریسا کا ارادہ تھا کہ تین روز قبل ابتدائی مریضوں سے معلوم کرے کہ انہوں نے مینیو میں سے کون سی اشیا پسند کی تھیں؟ وہ یہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ اسی مینیو کی خوراک کھانے والے بعض افراد بیمار کیوں نہیں ہوئے؟

☆☆☆

مریسا، آرام دہ کرسی میں نیم دراز آنکھیں مسل رہی تھی۔ فونیکس میں اس کا دوسرا دن تھا۔ گیارہ بج رہے تھے، رات اس نے محض چار گھنٹے کی نیند لی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے مڑ کر حیرت سے نورس کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں مقامی اخبار تھا۔ اخبار کی سرخی کہہ رہی تھی سی۔ ڈی۔ سی کے خیال میں ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ امریکا میں ہی ہے۔

اس کا موڈ آف تھا۔ ''میں نے کہا تھا کہ پریس سے دور رہنا۔'' نورس کے شکوے میں خفگی تھی۔

''میں نے کسی میڈیا مین سے بات نہیں کی۔'' مریسا نے اخبار لے کر آرٹیکل پڑھنا شروع کیا۔ وہ اپنا نام دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ مضمون میں فوڈ یا واٹر بورن کے مریض کے خدشے کا بھی ذکر تھا۔ یہ امر مزید پُراسرار تھا کہ مریسا کا نام بالواسطہ لکھا گیا تھا۔

''میرا نام ڈاکٹر بل فری مین کے حوالے سے آیا ہے۔ بل فری مین، اسپتال کے ڈائریکٹرز میں سے ہے۔ میں نے اس کے ساتھ موجود مسئلے کے متعلق بات کی تھی۔ اس نے میرا نام کیوں اور کس مقصد کے لیے استعمال کیا، میں نہیں جانتی نہ میں سمجھتی ہوں کہ میں نے اس کے ساتھ فوڈ بورن یا واٹر بورن مرض کے بارے میں کوئی بات کی تھی اور میں کر بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ میں تمہاری اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ ایبولا، فوڈ بورن یا واٹر بورن نہیں۔ میں صرف اپنے طور پر ہر تھیوری اور امکان پر کام کررہی ہوں۔'' مریسا وضاحت کرکے خاموش ہوگئی اور اخبار واپس کردیا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ اگر لاس اینجلس میں وہ نورس کی

جراتِ اظہار کو مناسب طور سے ہینڈل کرتی تو اسے وقتاً فوقتاً اس کی خفگی اور سرد مہری کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اس نے اخبار واپس کرتے ہوئے ایک شیٹ نورس کے حوالے کی۔ ”ذرا اسے دیکھو کیا ہم اسے بالکل نظرانداز کر سکتے ہیں؟ 84 مریضوں میں 82 نے کیفے ٹیریا میں کسٹرڈ ضرور کھایا تھا۔ باقی دو کو یاد نہیں کہ انہوں نے کھایا تھا یا نہیں۔۔۔۔ اسی روز 21 افراد کے گروپ نے بھی بعدازاں کسٹرڈ کھایا تھا اور وہ سب تندرست ہیں؟“

”تم نے خاصی ورزش کرڈالی ہے لیکن ایبولا فوڈ بورن نہیں ہے، یہ کھانے کے ذریعے جسم میں منتقل نہیں ہوتا۔“

”جانتی ہوں لیکن اب تک کوئی اور امکان سامنے نہیں آیا ہے۔“

”سنو۔“ نورس نے گہری سانس لی۔ ”اتفاق سے ڈاکٹر لینی کو ایک مریض کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس نے سان ڈیاگو کی امراضِ چشم والی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ رشٹر اور زیبرسکی کی طرح یہ حقیقت سی۔ ڈی۔ سی کی آفیشل پوزیشن کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے یعنی رشٹر، وائرس افریقہ سے لایا اور سان ڈیاگو میں ڈاکٹرز میں وائرس کی منتقلی کا باعث بن گیا۔۔۔۔“

”لیکن رشٹر بیمار پڑنے سے چھ ہفتے قبل افریقہ گیا تھا ہم ان کی بے ہوشی پیریڈ کی کیا وضاحت کر سکتے ہیں؟ ایبولا چھ ہفتے تک جسم میں خاموش پڑا نہیں رہ سکتا۔“ مریسا نے بغیر کسی لحاظ کے سائنٹیفک نکتہ اٹھایا۔

”ہاں میں اس اعتراض کو تسلیم کرتا ہوں۔“ نورس نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔ ”مجھے تمہاری فوڈ بورن تھیوری پر خاص اعتراض نہیں ہے لیکن سی۔ ڈی۔ سی کے لیے مجھے پریس کا سامنا کرنا ہے۔ مذکورہ پوزیشن لینا ہماری مجبوری ہے۔ بصورتِ دیگر وسیع پیمانے پر ہسٹریائی صورتِ حال بن جائے گی۔ تم جو کچھ کررہی ہو، خاموشی سے کرو۔“

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا اور نورس رخصت ہوگیا۔

مریسا سوچ رہی تھی کہ کینٹین اسٹاف کے خون کے نمونے ٹیڈ کو روانہ کردے۔ نیز کسٹرڈ کی باقیات مل جائیں تو وہ بھی روانہ کردے۔ اسے علم تھا کہ وائرس درجۂ حرارت کے معاملے میں بے حد حساس ہے چنانچہ اگر کسی طرح اس کو کسٹرڈ میں منتقل کیا گیا ہے تو پہلے کسٹرڈ کے سرد ہونے کا انتظار کرنا ناگزیر تھا۔ وہ کوئی بھی کلیو کو دریافت کرنے کے لیے ہر آئیڈیے پر کام کرنے کے لیے تیار تھی۔

☆☆☆

فونیکس کی کہانی بھی لاس اینجلس اور سینٹ لوئیس کی طرح ختم ہوئی۔ فونیکس میں اموات زیادہ ہوئی تھیں۔ ایک اور اسپتال بند ہوگیا۔

مریسا کو اٹلانٹا واپس آئے ایک مہینہ ہوگیا تھا۔ وہ اس مرتبہ ناخوش تھی۔ حوصلہ شکن صورتِ حال تھی۔ اوپر سے نورس نے ایک بار پھر مریسا کی تحریری درخواست مسترد کر دی تھی۔ مریسا MCL میں ایبولا پر کام کرنا چاہتی تھی۔ اس نے آبدیدہ نگاہوں سے نورس کی جوابی تحریر پر ڈالی۔

مریسا اس مرتبہ پُریقین تھی کیونکہ اس نے لیب کی مہارت میں حیران کن اضافہ کیا تھا۔ وہ وائرس اور ٹشو کلچرز کو مہارت سے ہینڈل کرنے لگی تھی۔ اسے امید تھی کہ اس بار MCL میں کام کرنے کا پروانہ اسے مل جائے گا۔ نورس کے منفی جواب نے اسے بددل کردیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ فونیکس کی بدترین وبا کا تعلق کینٹین کی سوئیٹ ڈش کسٹرڈ سے تھا۔ وائرس کسی طرح ایک سے دوسرے مریض میں منتقل ہوتا ہے۔ یہ سمجھنے کے لیے وہ پُرامید تھی۔ اگر وہ یہ معما حل کرلیتی تو ایبولا کی خفیہ قیام گاہ تک پہنچنے کا راستہ بھی ہموار ہوجاتا۔ لیکن نورس کے جواب نے اسے بند گلی میں کھڑا کردیا تھا۔ وائرس کی تاریخ کے مطابق افریقہ میں زائر اور زارا (سوڈان) میں ایبولا کی اصل قیام گاہ خفیہ رہی تھی۔ امریکا میں بھی اب تک ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا تھا۔ مریسا نے پنسل ایک طرف اچھال دی۔ اس کی مہینوں کی محنت، تجزیے، مفروضے، تھیوریز، ڈایاگرامز، نوٹس وغیرہ سب لاحاصل رہے تھے۔

امریکا کی صورتِ حال پُراسرار تھی۔ مریسا کو یقین ہو چلا تھا کہ ایبولا کے پیچھے نادیدہ انسانی ہاتھ ہے۔ ایک ہی قسم کے جدید اور منافع بخش اسپتالوں کو نشانہ بنایا گیا تھا اور تینوں بند ہوچکے تھے۔ سی۔ ڈی۔ سی نے تیسری مرتبہ بھی سابقہ پوزیشن کا اعادہ کیا تھا۔ آفیشل پوزیشن یہ تھی کہ ڈاکٹر رشٹر کی وجہ سے ایبولا افریقہ سے امریکا پہنچا۔ پھر آنکھوں کی سرجری سے متعلق سان ڈیاگو کانفرنس میں ساتھی ڈاکٹرز کو منتقل ہوا۔ سی۔ ڈی۔ سی کی ساکھ داؤ پر لگی تھی۔ اگرچہ نورس کے پاس واضح دلائل تھے۔ تاہم اگر مگر کے ساتھ چند امور تشنہ رہ گئے تھے۔ وہ بھی مجبور تھا۔ مذکورہ آفیشل پوزیشن لینے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ فونیکس میں ہونے والی تباہ کاری پر میڈیا نے خوب شور مچایا تھا۔

فورٹ ڈیٹرک میں کرنل وولبرٹ سے مریسا نے ملاقات کی تھی۔ اس وقت فونیکس والا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ سی۔ ڈی۔ سی کی آفیشل پوزیشن کے بارے میں مریسا نے سوال کیا تھا۔ وولبرٹ سی۔ ڈی۔ سی کی پوزیشن سے مطمئن تھا۔

فونیکس کے بعد مریسا کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ''دی اینڈ'' نہیں ہے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ تھا کہ کسی بھی وقت مزید تباہی پھیلنے والی ہے اور چوتھی مرتبہ یہ گزشتہ تین وباؤں سے بڑھ کر ہوگی..... یہ سوچ ہی اسے خوف زدہ کرنے کے لیے کافی تھی۔ تاہم اسے بہرحال مشن کو منطقی انجام تک پہنچانے کی کوشش کرنا تھی۔ نہ صرف یہ ایک چیلنج بن گیا تھا بلکہ ہم وطن بے گناہ لوگ مارے جارہے تھے۔

مایوسی کو جھٹک کر اس نے ٹیڈ سے ملنے کا فیصلہ کیا۔

☆☆☆

ٹیڈ کو یہ سن کر حیرت ہوئی کہ مریسا کی درخواست پھر مسترد ہوگئی تھی۔ اس نے بذاتِ خود مریسا کی محنت اور مہارت کا مشاہدہ کیا تھا۔ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔

فونیکس، ایریزونا سے کسٹرڈ کا نمونہ بھی مریسا نے روانہ کیا تھا۔ اس کے بارے میں اس نے ٹیڈ سے سوال کیا۔

''نو ایبولا'' ٹیڈ نے جواب دیا۔ ''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ مرض اشیائے خورونوش سے غیر متعلق ہے۔''

''ٹیڈ، میں جانتی ہوں۔''

''لیکن تم یہ نہیں جانتیں کہ نورس سخت ناراض ہے۔ میڈیا نے سی۔ ڈی۔ سی کی آفیشل پوزیشن سے ہٹ کر اسٹوری لگائی ہے۔ جس کا لبِ لباب یہ ہے کہ ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ یہیں امریکا میں ہے۔''

''اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''میں اب بھی یہی سمجھتی ہوں کہ فونیکس میں کسٹرڈ کی وجہ سے ہولناک تباہی آئی۔ اگرچہ میرا نظریہ وہاں نورس نے بھی مسترد کر دیا تھا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ایبولا پھر سر اٹھائے گا۔''

ٹیڈ نے شانے اچکائے۔

''فوڈ سروس کے عملے کے چند خون کے نمونے میں نے بھیجے تھے؟''

''ان میں بھی کوئی خاص بات نہیں ملی۔'' ٹیڈ نے کہا۔ ''جہاں تک ایبولا کے پھر نمودار ہونے کی بات ہے، تو تمہاری اس بات میں وزن ہے۔ لیکن میں سی۔ ڈی۔ سی کی آفیشل پوزیشن کے خلاف نہیں جاسکتا۔ میرا کام اور ذمے داری کا تقاضا ہے کہ میں نورس کی پوزیشن کو سہارا دوں۔''

''کیا امریکا میں ایبولا کی تینوں وباؤں کے نمونے یکساں نہیں ہیں؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''ہاں، تینوں میں ایبولا کی ساخت ایک جیسی ہے بالفاظِ دیگر ہمیں ایبولا کی تین نہیں، ایک ہی وبا کا سامنا ہے۔ یہ عجیب بات ہے؟ ایبولا دوسری یا تیسری بار ظاہر ہوتا ہے تو اس کی ہیئت میں کچھ نہ کچھ تغیر پایا جاتا ہے۔ افریقہ اور سوڈان میں بھی ایسا ہی تھا۔ دونوں مقامات سے جو نمونے ملے تھے، ان میں ایبولا کی ہیئت یکساں نہیں تھی۔''

''لیکن ان کیوبیشن (انکیوبیشن پیریڈ: وہ مخصوص دورانیہ جس وقت وائرس کی علامتیں جسم میں ظاہر نہیں ہوتیں) کی مدت کا کیا کرو گے؟'' مریسا نے احتجاج کیا۔ ''فونیکس میں ہونے والی بربادی اور سان ڈیاگو کانفرنس کے مابین تین ماہ کا فرق ہے جبکہ امریکا میں تینوں مرتبہ انکیوبیشن کی مدت دو سے چار دن تھی؟''

''اوکے۔'' ٹیڈ نے اعتراف کیا۔ ''لیکن سی۔ ڈی۔ سی کو پوزیشن لینے میں یہ بڑی رکاوٹ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایبولا کو کسٹرڈ میں کیونکر متعارف کرایا گیا تھا؟''

علاج

سردار بلونت سنگھ اپنی بیمار بیوی کی پٹائی کر رہا تھا۔ مظلوم عورت کی چیخ و پکار سن کر ایک پڑوسی وہاں پہنچا اور چیخا۔ ''اوئے سردارا! اپنی عورت پر اتنا ظلم کیوں کر رہا ہے؟''

''اسے دوا دینی ہے۔'' بلونت سنگھ نے بیوی کو لات رسید کرتے ہوئے جواب دیا۔ ''حکیم نے کہا تھا کہ دوا خوب کوٹ کے دینی ہے۔ اسے کوٹ لوں تو دوا دوں گا۔''

☆☆☆

☆ شوہر نے کہا کہ میری امی آرہی ہیں، کچھ بنالو! بیوی نے جھٹ برا سا منہ بنالیا۔

☆ بیوی نے کہا کہ میری امی آرہی ہیں، بازار سے کچھ لے آؤ۔ شوہر گیا اور ساس کی واپسی کے لیے رکشا لے آیا۔

رجنی کور کا پشاور سے تعاون

''اسی لیے میں نے کسٹرڈ کے نمونے روانہ کیے تھے۔''

''مریسا! تم سمجھتی ہو کہ ایبولا 60 ڈگری سینٹی گریڈ پر غیر فعال ہوجاتا ہے۔ اگر بچ بھی جائے تو کوکنگ کے دوران اسے ناکارہ ہوجانا چاہیے تھا۔ یہ تھیوری ہضم نہیں ہوتی۔''

''جو خاتون کسٹرڈ سرو کر رہی تھی، اسے مرض لگ چکا تھا۔ ممکن ہے اس کی وجہ سے کسٹرڈ ''متاثر'' ہوگیا ہو۔'' مریسا نے امکان ظاہر کیا۔

''فائن، لیکن وہ خود ایک ایسے وائرس سے کیسے متاثر ہوئی جو صرف تاریک برِاعظم میں پایا جاتا ہے۔'' ٹیڈ نے اعتراض کیا۔

''مجھے نہیں معلوم۔'' مریسا نے کہا۔ ''لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ اس خاتون نے سان ڈیاگو کانفرنس میں شرکت نہیں کی تھی۔ نہ اس کا کوئی تعلق بنتا ہے۔''

ٹیڈ نے سینڈوچ اٹھالیا۔ دونوں کچھ دیر تک خاموشی سے ٹیبل کے لوازمات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ بالآخر مریسا نے سکوت کا پردہ چاک کیا۔

''امریکا میں صرف ایک ہی جگہ میرے علم میں ہے۔'' اس نے چند سیکنڈ کا وقفہ لیا۔ ''جہاں سے کسٹرڈ سرو کرنے والی متاثر ہوسکتی ہے یا اسے ایبولا منتقل کیا جاسکتا ہے یعنی خاتون کو افریقہ جانے کی ضرورت نہیں تھی۔''

ٹیڈ چونک پڑا۔ ''ایسی کون سی جگہ ہے؟''

''یہاں! سی۔ڈی۔سی میں۔'' مریسا نے دھماکا کیا۔

ٹیڈ کا منہ کھلا رہ گیا۔ منہ کی طرف جانے والا سینڈوچ اس نے واپس رکھ دیا۔

''گڈ گاڈ۔ کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم کیا رائے دے رہی ہو؟'' ٹیڈ کی آنکھیں بھی پھیل گئی تھیں۔

''میں کوئی رائے نہیں دے رہی ہوں۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''میں صرف ایک حقیقت کی نشاندہی کر رہی ہوں۔ یہ ایک فیکٹ ہے کہ امریکا میں سی۔ڈی۔سی ہی وہ واحد مقام ہے... جہاں MCL میں ایبولا محفوظ ہے۔ بالفاظِ دیگر ''ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ۔''

ٹیڈ کا سر غیر یقینی انداز میں دائیں بائیں ہل رہا تھا۔

''ٹیڈ۔'' مریسا کی آواز مستحکم تھی۔ ''تمہیں میری مدد کرنی ہوگی۔''

''کیسی مدد؟'' ٹیڈ ابھی تک شاک میں تھا۔

''مجھے ان لوگوں کی لسٹ چاہیے جنہوں نے گزشتہ برس کے دوران میں MCL کا دورہ کیا۔ یہ فہرست بہ آسانی آفس سے مل سکتی ہے۔''

''نہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔'' ٹیڈ نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔

''اوہ کم آن، ٹیڈ۔'' مجھے صرف پرنٹ آؤٹ چاہیے۔ تم بہ آسانی کوئی بھی وجہ بتا کر اسے حاصل کرسکتے ہو۔''

''پرنٹ آؤٹ مسئلہ نہیں ہے۔ میں ماضی میں بھی یہ کام کرچکا ہوں۔ دشواری یہ ہے کہ تم جس راستے پر قدم بڑھا رہی ہو میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہتا۔ تمہاری تھیوری انوکھی اور تصوراتی ہے۔'' ٹیڈ نے گہری سانس لی۔ ''میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ تمہارے اور ایڈمنسٹریشن کے درمیان آؤں۔''

''تمہارا نام کیسے آئے گا؟ کسی کو پتا نہیں چلے گا جب تک میں یا تم خود نہ بتاؤ۔''

''ہاں، ٹھیک ہے لیکن......'' وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہوگیا۔ ''فہرست تم کسی اور کو نہیں دکھاؤ گی؟''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔'' مریسا کھل اٹھی۔

''اگر کام ہوگیا، تو میں شام کو تمہارے اپارٹمنٹ سے تمہیں پک کرلوں گی، کیسا؟'' مریسا دلکش انداز میں مسکرائی۔

''اوکے۔''

☆☆☆

مریسا رات نو بجے کے لگ بھگ ٹیڈ کے اپارٹمنٹ پر پہنچی۔ وہ پہلی بار اس کی قیام گاہ پر آئی تھی۔ ٹیڈ نے اسے خوش آمدید کہا۔ مریسا فہرست دیکھنے کے لیے بے چین تھی۔ لہٰذا فوری طور پر اس نے دوستانہ تکلفات کو ملتوی کردیا۔

دونوں نشست گاہ میں آگئے۔ فہرست مریسا کی توقع کے برخلاف طویل تھی۔ پرنٹ آؤٹ میں ٹیڈ کا نام سب سے زیادہ تھا اور بار بار سامنے آرہا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ مریسا نے ایک نام پر پنسل الٹی کرکے رکھی۔ ''گسٹن ڈوباس۔''

''گسٹن کا نام ابتدا میں کہیں کہیں ہے پھر غائب ہوجاتا ہے؟'' مریسا کی آنکھوں میں سوال تھا۔

''وہ ڈبلیو، ایچ، او کا آدمی تھا اور مختصر مدت کے لیے یہاں آیا تھا۔''

''ہیری لانگ فورڈ؟'' مریسا کی پنسل دوسرے نام پر رکی۔

''ہارورڈ کا طالب علم تھا۔ وہ کسی پروجیکٹ پر کام کررہا تھا۔'' ٹیڈ نے جواب دیا۔

مریسا نے کرنل وولبرٹ کا نام بھی فہرست میں دیکھا۔ پھر اس کی پنسل ''ہیبر لنگ'' کے نام پر رک گئی۔ ہیبر لنگ نے MCL کے کافی وزٹ کیے تھے۔ تقریباً چھ سات ماہ پہلے اس کا نام اچانک غائب ہوگیا۔ مریسا نے سوالیہ نظروں سے ٹیڈ کو دیکھا۔

''ہیبر لنگ یہاں کام کرتا رہا تھا پھر بہتر آفر پر کہیں اور چلا گیا۔''

''کہاں؟''

''کچھ کہہ نہیں سکتا۔ غالباً ایڈز کا کوئی پروجیکٹ تھا یا پھر فورٹ ڈیٹرک۔ وہ ایک مشکل آدمی تھا۔ یہ افواہ بھی اڑی تھی کہ وہ نورس کی جگہ لینا چاہتا تھا۔ ایسا نہیں ہوا۔ بہتر ہوا .... ورنہ میری اس کے ساتھ نبھ نہیں سکتی تھی۔ اس کے جانے پر مجھے خوشی ہوئی تھی۔''

مریسا نے جنوری کا مہینہ دیکھا۔ اس کی پنسل گلوریا فرنچ کے نام پر ٹک گئی۔ گلوریا نے پندرہ دن کے دوران میں کئی بار MCL کا دورہ کیا تھا۔

''گلوریا کون ہے؟''

''وہ ویکٹر بورن وائرل امراض پر کام کررہی تھی۔ یہاں زیادہ عرصہ نہیں رکی۔''

مریسا نے پرنٹ آؤٹ لپیٹ دیا۔

''مطمئن ہو؟'' ٹیڈ مسکرایا۔

''ہاں اور تمہاری مشکور بھی۔ تاہم ایک تشنگی ہے۔''

''اوہ، نو۔'' ٹیڈ کراہ اٹھا۔

''ایزی، ایزی مین .... کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔'' مریسا نے تسلی دی۔ ''تم نے بتایا کہ لاس اینجلس، سینٹ لوئیس اور فونیکس کے نمونوں کی چھان بین میں ایک بات سامنے آئی۔ وہ یہ کہ تینوں میں ایبولا کی ہیئت یکساں تھی .... میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم اس نتیجے پر کیسے پہنچے؟''

''لیکن تمام ڈیٹا MCL میں ہے۔'' ٹیڈ کی آواز لٹک گئی۔

''تو کیا ہوا۔'' مریسا مسکرائی۔ ''تم میرے بہترین دوستوں میں سے ہو۔ مجھے اس پر فخر ہے۔ میں نہیں چاہوں گی کہ تم کسی مشکل کا شکار ہو۔ ہمارے درمیان جو ہے، وہ تیسرے تک نہیں پہنچے گا۔''

ٹیڈ سمجھ رہا تھا کہ مریسا کیا کہنا چاہ رہی ہے۔ ''لیکن تمہیں ابھی کلیئرنس نہیں ملی ہے۔''

''مجھے ضرورت بھی نہیں ہے۔'' مریسا نے تیوری چڑھائی۔ ''میں تمہارے ساتھ جاسکتی ہوں۔ پہلے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا، اس مرتبہ بھی نہیں ہوگا۔'' اس کا لہجہ پُراعتماد تھا۔ وہ ٹیڈ کو قائل کرنے میں کامیاب ہوہی گئی۔

''اچھا تو کب چلنا ہے؟'' ٹیڈ نے استفسار کیا۔

''ابھی، اسی وقت۔'' مریسا نے بلاتامل کہا۔

ٹیڈ نے گھڑی دیکھی اور حامی بھرلی۔

''بعدازاں ہم ڈرنک پر جائیں گے۔ ڈرنک میری طرف سے۔'' مریسا نے پیشکش کی۔

ٹیڈ لباس تبدیل کرنے چلا گیا۔ مریسا نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ دفعتاً اس کی نگاہ دروازے کے قریب شیلف پر پڑی۔ جہاں MCL تک رسائی کے لیے استعمال ہونے والا مخصوص کارڈ اور چابیاں رکھی تھیں۔

☆☆☆

دونوں بخیر و عافیت تمام مراحل طے کر کے MCL کے وزنی فولادی دروازے تک پہنچ گئے۔ ٹیڈ نے کارڈ مخصوص جھری میں داخل کیا۔ پیشتر اس کے کہ وہ نمبر پنچ کرتا۔ مریسا بول اٹھی۔ 39-23-43۔

ٹیڈ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ''واہ، کیا یادداشت ہے۔''

دونوں MCL میں سابقہ تدابیر اختیار کرتے ہوئے جانے پہچانے راستوں پر آگے بڑھتے رہے۔ ٹیڈ اپنی تحقیقات کے بارے میں بتاتا جارہا تھا۔

مرکزی لیب تک پہنچ کر اس نے ایبولا کے لیے مخصوص کردہ ایک ٹرے نکالی، ٹرے میں جو وائل موجود تھیں، ان میں ایبولا منجمد حالت میں موجود تھا۔

مریسا، ٹیڈ کی باتیں سن رہی تھی۔ ساتھ ہی ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔ ''کیوں ایسا لگتا ہے کہ ہم کسی اجنبی سرزمین پر آگئے ہیں؟''

''یہاں کا خاص ماحول اور خاص جدید آلات جو عام اسپتالوں میں نظر نہیں آتے....'' ٹیڈ نے جواب دیا۔

''تمام ایکوپمنٹ تو انوکھے نہیں ہیں، کیا کوئی ایسی چیز ہے جو ملک بھر میں کسی اور لیب میں استعمال نہ ہوئی ہو؟''

''عام لیب، ائر لاک سسٹم اور نیگیٹو پریشر سسٹم کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں۔''

''میرا مطلب سائنٹیفک آلات سے تھا۔''

ٹیڈ نے اطراف میں دیکھا۔ ''وہ ایک انفرادی اور عنقا چیز ہے؟'' اس نے ایک جانب اشارہ کیا۔ ''اسے ٹائپ 3 ہیپا فلٹر سسٹم کہتے ہیں۔''

''تھیا ہیپا سسٹم صرف MCL میں یا ایسی کسی اور لیب میں استعمال ہوتے ہیں؟'' مریسا نے مہیب ایگزاسٹ فین نما ایکویپمنٹ کو دیکھا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جہاں اس کی ضرورت ہو، یہ کسٹم بلٹ (Custom built) ہے۔''

''کون فراہم کرتا ہے اسے؟''

''لیب انجینئرنگ، ساؤتھ بینڈ، انڈیانا۔ وہ دیکھو ''لیب انجینئرنگ'' کا لیبل لگا ہوا ہے۔''

مریسا نے لیبل پڑھا۔ ایک انوکھی سوچ اس کے ذہن میں در آئی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی لیب نے ''لیب انجینئرنگ'' سے کسٹم بلٹ ہیپا سسٹم بنوایا ہو؟ وہ اس بے تکے خیال پر حیران تھی۔

مریسا سوچ رہی تھی کہ جب وہ کسٹرڈ اور کینٹین کو نظرانداز نہیں کر سکی۔ تو پھر اس خیال پر کیوں نہ کام کر کے دیکھے۔ وہ ایک ''طبی سراغ رساں'' تھی۔ اسے عام ڈاکٹرز کی سوچ سے ہٹ کر امکانات پر غور کرنا ضروری تھا۔ بصورتِ دیگر موجودہ پُراسرار اور خوفناک اسرار کی تہ تک پہنچنا محال نہیں تھا۔

''تم سن رہی ہو۔'' ٹیڈ نے سوال کیا۔

''کیوں نہیں، تم نے متاثر کن ریسرچ کی ہے۔'' مریسا بولی۔ ''چلو اب چلتے ہیں۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے۔''

ٹیڈ سے ملاقات کے اختتام پر مریسا نے سب سے پہلے کام یہ کیا لیب انجینئرنگ کو ایک خط روانہ کر دیا۔

☆☆☆

مریسا نے صبح ہی صبح ٹفی کے ہمراہ جاگنگ کی۔ واپس آ کر شاور لیا۔ پھر ٹوڈے شو دیکھا۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سی۔ ڈی۔ سی اپنے آفس کی جانب رواں تھی۔

آفس آنے کے بعد پہلا پیغام اس کا منتظر تھا جو کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر نورس نے یاد کیا ہے فوراً....

مریسا نے ناک بھوں چڑھائی۔ تاہم نورس کے دفتر کی جانب چل دی۔ نورس کی سیکریٹری ابھی نہیں پہنچی تھی۔ لہٰذا مریسا نے براہِ راست دستک دی۔

چند منٹ بعد وہ نورس کے سامنے اس کی ڈیسک کے بالمقابل بیٹھی تھی۔

دونوں جانب خاموشی تھی۔ نورس بغور مریسا کا جائزہ لے رہا تھا۔

''ڈاکٹر مریسا بلوم۔'' بالآخر وہ بولا۔ ''اس کی آواز مدھم تھی اور لہجہ قابو میں۔ ''تم رات MCL میں گئی تھیں۔'' یہ سوال نہیں، اسٹیٹمنٹ تھا۔

مریسا چونکی ضرور۔ تاہم خاموش رہی۔

''میں سمجھا تھا کہ تم کلیئرنس ملے بغیر وہاں نہیں جاؤ گی۔ تم نے براہِ راست میرے احکامات کی خلاف ورزی کی۔ فونیکس سے کسٹرڈ کا نمونہ تم نے بلا اجازت ٹیڈ کے ذریعے تجزیہ کرایا۔ یہ محض چند امور ہیں۔'' اس کا لہجہ اب بھی قابو میں تھا۔

''آئی ایم ڈوئنگ مائی بیسٹ۔'' مریسا نے مختصر جواب دیا۔ اس کا اندرونی اضطراب، غصے کی شکل اختیار کرنے لگا تھا۔

''تم جسے بیسٹ کہہ رہی ہو وہ خاصا بُرا ہے۔'' معاً نورس تڑخ اٹھا۔ ''سی۔ ڈی۔ سی کی عوام کے لیے ذمّے داری کو سمجھنے میں تم ناکام رہی ہو۔ بالخصوص اس تناظر میں کہ عوام پہلے ہی سی۔ ڈی۔ سی کی وجہ سے ہسٹریائی کیفیت میں ہے۔''

''تم نے عندیہ دیا تھا کہ میں اپنی تھیوریز پر خاموشی سے کام کر سکتی ہوں۔'' مریسا نے دلیل دی۔

''لیکن تمہیں مجھے مطلع کرنا چاہیے تھا۔'' نورس نے خفگی کا اظہار کیا۔

''اوکے، میرا خیال ہے کہ تمہاری سوچ غلط ہے۔'' مریسا نے نورس کی گھورتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

''عوام کے لیے میں اپنی ذمّے داری کو انتہائی حد تک سنجیدہ لے رہی ہوں۔ میرا یقین ہے کہ ایبولا کے خطرے کو کم کر کے دکھانا کوئی اچھی خدمت نہیں ہے۔ ایبولا کا خطرہ نابود ہو چکا ہے۔ یہ سمجھنے کے لیے ہمارے پاس کوئی ٹھوس سائنٹیفک وجہ موجود نہیں ہے۔ عوام کے سر سے خطرہ ٹلا نہیں ہے۔ خطرے کی جڑیں تلاش کرنے کے لیے میں اپنی بہترین کوششوں میں مصروف ہوں۔''

نورس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔ ''ڈاکٹر مریسا تم یہاں انچارج نہیں ہو۔''

''میں بخوبی آگاہ ہوں۔'' مریسا بولی۔ ''اگر میں انچارج ہوتی تو میڈیا کو سی۔ ڈی۔ سی کی موجودہ پوزیشن کبھی نہ دیتی۔ کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ ڈاکٹر رشٹر، افریقہ سے ایبولا لانے کا سبب نہیں تھا۔ وہ مرض میں گرفتار ہونے سے

چھ ہفتے قبل وہاں گیا تھا۔ جبکہ اتنی مدت ایبولا کا انکیوبیشن پیریڈ نہیں ہے۔ سائنسی اعتبار سے ڈاکٹر رشتر وائرس افریقہ سے نہیں لایا۔ پھر کون لایا؟ کوئی نہیں۔ کیونکہ ایبولا یہیں امریکا میں موجود تھا۔ اس کی خفیہ پناہ گاہ یہاں امریکا میں ہے.... سی۔ڈی۔سی میں۔'' مریسا خاموش ہوگئی۔

نورس نے کرسی چھوڑ دی۔ ''تمہارا بے تکا قیاس ناقابلِ برداشت ہے۔''

''یہ قیاس نہیں، سائنسی حقیقت ہے۔'' مریسا بھی کھڑی ہوگئی۔ ''حتیٰ کہ فورٹ ڈیٹرک میں بھی ایبولا نہیں ہے۔ وائرس صرف سی۔ڈی۔سی کے پاس ہے اور یہ ہولناک قاتل وائرس یہاں اتنا محفوظ نہیں۔ جتنا سمجھا جاتا ہے۔ یہ میں ثابت کر چکی ہوں۔ اگر یہ حصار یا MCL اتنی ہی قابلِ اعتبار ہوتی تو میں وہاں نہ پہنچ پاتی....''

قبل اس کے کہ نورس کا ردِعمل سامنے آتا، مریسا اس کے دفتر سے نکل چکی تھی۔ اس کے عقب میں نورس نے بھی گیٹ آؤٹ ہی کہا تھا۔

☆☆☆

مریسا چند گھنٹے بعد کیفے ٹیریا جا رہی تھی۔ اس وقت بھی غصے کے اثرات پوری طرح زائل نہیں ہوئے تھے۔ وہ خود حیران تھی کہ اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی۔ اس سے قبل وہ کسی بھی اتھارٹی کے سامنے اس طرح کھڑی نہیں ہوئی تھی۔ کجا نورس کے دوبدو۔ جس کے ساتھ مریسا کا رشتہ تلخی کا باعث بن کے رہ گیا تھا۔ آج تو بزمِ کائنات درہم برہم ہو گئی تھی۔ غم و غصے میں بھی ناقابلِ فہم کیف تھا۔ لغزشِ پا نورس سے سرزد ہوئی تھی لیکن تشنگیٔ شوق گاہے گاہے کیوں دل کی گہرائی میں ہمکتی تھی؟ رسم و راہ تو آغاز سے قبل ہی بے ربطیٔ حالات کی نذر ہو چکے تھے۔ آج تو قصہ ہی تمام ہوا۔ اب تو اندیشۂ فردا اہم کاب تھا۔

مریسا کو بخوبی ادراک تھا کہ بطور EIS اس کا کیریئر ہی خطرے کی نذر ہو چکا ہے۔ اِدھر اُدھر بھٹکتے قدم کیفے ٹیریا میں جم نہ سکے۔ وہ سی۔ڈی۔سی سے ہی نکل گئی اور بے مقصد اِدھر اُدھر گاڑی دوڑاتی رہی۔ معاً اسے رالف سے مشورے کا خیال آیا۔ مضطرب دل و جان کو قرار سا آ گیا۔

☆☆☆

دونوں یونیورسٹی اسپتال کے کیفے ٹیریا میں کارنر ٹیبل پر تھے۔ رالف نے اپنے مخصوص انداز میں کھڑے ہو کر مریسا کے لیے کرسی کھینچی۔ مریسا نے بمشکل آنسو ضبط کیے اور زبردستی مسکراہٹ سجائی۔ وقت نکالنے پر رالف کا شکریہ ادا کیا۔

''کیا بدتمیزی ہے۔ تمہارے لیے میرے پاس ہر وقت، وقت ہی وقت ہے۔ کیا مسئلہ ہے؟ بہت پریشان تھیں فون پر؟''

''پہلے کچھ کھا لیتے ہیں۔'' مریسا نے کہا۔

''جو مرضی جناب کی۔''

کھانے کے وقفے نے مریسا کو سنبھلنے میں مدد دی۔ وہ جذباتی مدوجزر سے باہر آ گئی۔ اس نے اختصار سے پہلے پس منظر کا ذکر کیا۔ لیکن لاس اینجلس میں نورس کے ساتھ جو جذباتی حادثہ پیش آیا تھا، اس کا ذکر گول کر گئی۔ نورس کے ساتھ تازہ ترین مڈبھیڑ کا احوال گوش گزار کر کے وہ خاموش ہو گئی۔

دورانِ سماعت رالف وقتاً فوقتاً تسلی تشفی کرتا رہا۔ رالف نے نرمی سے مریسا کو سمجھانے کی کوشش کی کہ سی۔ڈی۔سی ایک سرکاری ایجنسی ہے۔ سی۔ڈی۔سی کا دائرۂ کار، ذمے داریاں، فرائض اور مجبوریاں وغیرہ.... پھر اچانک وہ بولا۔

''مجھے ایک سوال کرنا ہے؟''

''کیوں نہیں۔''

''کیا تم مجھے بہترین دوست سمجھتی ہو؟ جو دل سے تمہاری بھلائی چاہتا ہے؟''

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا۔ تاہم وہ حیران بھی ہوئی رالف کیا کہنے جا رہا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں بے تکلفی سے بات کرتا ہوں۔'' رالف نے کہا۔ ''دیکھو مریسا، سی۔ڈی۔سی میں کچھ لوگ تم سے خوش نہیں ہیں۔ اس کی وجہ تمہاری سرگرمیاں ہیں۔ جو سی۔ڈی۔سی کی لائن سے متصادم ہیں۔ یہ بیوروکریٹک نظام ہے۔ جہاں ذاتی خیال کو خود تک محدود رکھنا پڑتا ہے۔ جب تک مناسب وقت نہ آ جائے.... میں نے کچھ وقت ملٹری میں گزارا ہے۔ زبان بند رکھنا سیکھنا پڑتا ہے۔ دیکھو تم ایک ٹیم کا حصہ ہو۔ تمہیں ٹیم پلیئر کی طرح کام کرنا ہے۔''

مریسا نے اس دوران میں مدافعانہ انداز میں چند اعتراضات کیے۔ تاہم اسے احساس ہوا کہ رالف بہت حد تک ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ دفعتاً مریسا کو خیال آیا کہ وہ ٹیڈ کو تو بھول ہی گئی۔ اسے لگا کہ وہ کئی گھنٹے سے خود غرضی کی مرتکب ہوتی رہی ہے۔ مریسا نے رالف کو بتایا کہ وہ ٹیڈ کا حال احوال معلوم کرنے جا رہی ہے۔

رالف نے شرط رکھ دی کہ وہ کل کا ڈنر رالف کے ساتھ کرے گی۔ مریسا نے حامی بھرتے ہوئے رخصتی کا عندیہ دیا۔

ٹیڈ کی تلاش میں نکلتے ہوئے مریسا کا غصہ اور فرسٹریشن معدوم ہو چکی تھی۔ اس کی جگہ خوف اور احساسِ جرم نے لے لی تھی۔ خوف اپنی جاب کا۔ احساس جرم اپنے رویے کا....

ٹیڈ اسے وائرولوجی لیب میں ملا۔ ایڈز کا مرض ابھی تک ترجیحات میں سب سے اوپر تھا۔ مریسا کو دیکھ کر وہ گڑبڑا گیا۔ وہ نگاہیں چرا رہا تھا۔

''ایسا کیا برا ہو گیا کہ تم منہ چھپانے لگے؟'' مریسا نے جملہ کسا۔ تاہم اندر سے وہ ہمدردی محسوس کر رہی تھی۔

''بُرا نہیں، بہت بُرا۔'' ٹیڈ نے کہا۔

''میں معذرت خواہ ہوں۔ بات کُھلی کیسے؟''

''نورس نے مجھ سے پوچھا تھا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ کسی نے اطلاع فراہم کی ہے۔ جھوٹ بولنا بے معنی تھا۔ میں نے بتا دیا۔ اس میں دو فائدے تھے۔'' ٹیڈ نے کہا۔ ''اول، سچ بولنے کی اپنی اہمیت ہے۔ دوم یہ کہ میں کسی راہ چلتے کو اٹھا کر MCL میں نہیں لے گیا تھا۔''

''تم نے ٹھیک کیا۔'' مریسا نے ایک ہاتھ ٹیڈ کے شانے پر رکھ دیا۔ ''مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے بلکہ میں دل سے معذرت خواہ ہوں۔ میری وجہ سے تمہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ سچ بولنے کا تمہارا فیصلہ درست تھا۔ ورنہ مزید پیچیدگیاں جنم لیتیں۔ اگر تم شام میں میرے گھر پر کافی پیو تو میری تکلیف کم ہو جائے گی۔'' وہ بیٹھ گئی۔ ٹیڈ کے چہرے کا سکون اور اعتماد لوٹ آیا۔

''مریسا! اچھا ہوا کہ معاملات کُھل گئے۔''

''میں اتفاق کرتی ہوں تو پھر تم آؤ گے؟''

''ضرور۔''

☆☆☆

چھ بجے مریسا نے سپر مارکیٹ سے ضرورت کی اشیا خریدیں۔ گھر کی جانب جاتے ہوئے وہ راستے میں ایک بیکری پر رکی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگلے روز کیا کرنا ہے؟ پہلا کام وہ یہ کرے گی کہ نورس سے اپنے گستاخانہ رویے کے لیے معذرت کر لے۔

مریسا جذباتی کیفیت سے پوری طرح باہر آ چکی تھی۔ وہ گھر پہنچی تو سورج تقریباً غروب ہو چکا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں اشیا خورونوش کے بڑے خاکی لفافے تھے۔ وزن کے ساتھ فاصلہ کم طے کرنا پڑے۔ لہٰذا وہ کچن ڈور کے ذریعے گھر میں داخل ہونا چاہتی تھی۔ ڈور لاک کھول کر اس نے پہلے کچن کی بتیاں روشن کیں۔ پھر دونوں بیگ نما لفافے کچن ٹیبل پر رکھ دیے۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر الارم سسٹم کو ڈیوائس کے ذریعے غیر فعال کر دیا۔ معاً اسے خیال آیا کہ ٹفی اس کے استقبال کے لیے نہیں آیا۔ نہ اس کے بھونکنے کی آواز آئی۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

گھر میں چھایا سناٹا مریسا کو غیر فطری سا لگا۔ مختصر ہال سے گزر کر وہ لیونگ روم میں آ گئی' اس نے کتے کو نام لے کر پکارا۔ جواب ندارد۔ اس نے بالائی بیڈ رومز کا رخ کیا۔ اوپر دو بیڈ رومز تھے۔ جیسے ہی اس نے پہلے بیڈ روم کا دروازہ کھولا' اس کی نگاہ ٹفی پر پڑی۔ وہ کھڑکی کے قریب فرش پر لیٹا تھا۔ کتے کا سر غیر فطری زاویے پر مڑا ہوا تھا۔

''ٹفی۔'' مریسا بوکھلا کر چلا اٹھی۔ وہ دوڑ کر ٹفی کے پاس پہنچی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ قبل اس کے وہ ٹفی کو چھو کر دیکھتی، خود اسے عقب سے دبوچ لیا گیا۔

مریسا کو بے رحم جھٹکے کے ساتھ کھینچا گیا تھا، وہ لڑکھڑا کر ایستادہ ہوئی۔ کمرا نگاہوں میں گھوم گیا۔ اس نے اَن دیکھے حملہ آور کا بازو پکڑا۔ اسے احساس ہوا کہ زیر پوشاک بازو نہیں شاید لکڑی یا دھات کی کوئی چیز ہے۔ حملہ آور کا ایک ہاتھ اس کی گردن پر تھا۔ مریسا نے گردن آزاد کرانے کے لیے پوری طاقت صرف کر دی لیکن ناکام رہی۔ جیکٹ کے نیچے اسے اپنا گریبان پھٹنے کی آواز آئی.... مریسا نے تڑپ کر حملہ آور کو دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ جو بھی تھا، مریسا کی قوت اسے سنبھالنے کے لیے قطعی ناکافی تھی۔ مریسا نے اس کی مضبوط گرفت میں پھڑپھڑاتے ہوئے اوسان بحال رکھنے کی کوشش کی اور جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر الارم سسٹم کے ڈیوائس کو ٹٹولا۔ وقت بہت کم تھا۔ اس کی مزاحمت جواب دے رہی تھی۔ ڈیوائس ہاتھ میں آتے ہی وہ نرم پڑ گئی۔ وہ پینک (Panic) بٹن دبا چکی تھی۔ الارم کی انتہائی کرخت بلند چیخ دور تک گونج رہی تھی۔

مریسا کے سر پر زوردار ضرب لگائی گئی۔ نتیجتاً وہ فرش پر جا گری۔ گھر کے اندر الارم کی کریہہ چیخ کان کے پردوں کو مرتعش کیے دے رہی تھی۔

مریسا قدموں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہی تھی جب اس کی سماعت سے ٹیڈ کی آواز ٹکرائی۔ وہ چکراتے ذہن کے ساتھ گھومی .... ٹیڈ ایک لمبے تڑنگے آدمی کے ساتھ الجھا ہوا تھا۔

مریسا سنبھل کر لپکی اور داخلی دروازہ چوپٹ کھول کر شور مچانا شروع کر دیا۔ وہ لان کراس کر کے باڑ کے دوسری جانب جڈسن فیملی کے گھر سے قریب ہو گئی۔ مسٹر جڈسن کو دروازہ کھولتے دیکھ کر مریسا نے چیخ کر پولیس بلانے کے لیے کہا اور ردِّعمل دیکھے بغیر واپس اپنے گھر کی جانب بھاگی.... گھر خالی پڑا تھا۔

''ٹیڈ!'' وہ چلائی۔ اسی اثنا میں جڈسن وہاں پہنچ چکا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کی بیوی پولیس کو فون کر رہی ہے۔ مریسا نے اپنے دوست کی گمشدگی کا اظہار کیا۔

جڈسن نے گھر کے باہر ایک سمت اشارہ کیا۔ مریسا نے ٹیڈ کو پہچان لیا۔ وہ بے اختیار بھاگ کر اس کے گلے میں جھول گئی۔

''کون تھا؟'' مریسا ہانپ رہی تھی۔

''پتا نہیں۔ میں گر گیا تھا'' ٹیڈ نے ایک ہاتھ سے اپنا سر سہلایا۔ ''جب تک میں دوبارہ اٹھتا، وہ نکل گیا۔ ایک کار پہلے ہی اس کی منتظر تھی۔''

مریسا، ٹیڈ کو کچن میں لے آئی۔ تولیا گیلا کر کے اس نے ٹیڈ کا مضروب سر صاف کیا۔

''اس کا ایک ہاتھ مصنوعی تھا شاید۔'' ٹیڈ نے بتایا۔

''تمہیں اس کے پیچھے نہیں جانا چاہیے تھا۔ اگر وہ مسلح ہوتا تو......'' مریسا نے تشویش ظاہر کی۔

''میرا ارادہ نہیں تھا۔ بس سب کچھ اچانک اور تیزی سے ہو گیا۔ اس کے پاس ایک بریف کیس تھا، لباس بھی اس کا معقول تھا۔''

''بریف کیس؟ کس قسم کا برگلر تھا؟ بریف کیس کے ساتھ؟'' مریسا نے تعجب سے کہا۔

''کیا تم نے اس کی شکل دیکھی؟'' جڈسن نے سوال کیا۔

''نہیں۔''

دور سے پولیس سائرن کی آواز آنا شروع ہوئی۔ اچانک مریسا کو ٹفی کا خیال آیا...اور وہ بے اختیار رو پڑی۔ تینوں بالائی بیڈ روم میں آئے۔ ٹیڈ نے دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا کہ ٹفی مر چکا ہے۔ مریسا مچلی، تاہم ٹیڈ نے اسے کتے کے قریب نہیں جانے دیا۔ جڈسن نے بڑھ کر ٹفی کو دیکھا۔ اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔ مریسا زار و قطار روئے جا رہی تھی۔ ٹیڈ اسے تسلی دیتا ہوا واپس نیچے لے آیا۔

پولیس پہنچ چکی تھی۔ یونیفارم میں دو آدمی تھے۔ دونوں نے مستعدی سے کارروائی کی۔ بیانات لیے۔ جلد ہی انہوں نے وہ جگہ تلاش کر لی جہاں سے نقب زن گھر میں داخل ہوا تھا۔ وہ لیونگ روم کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر آیا تھا۔ اس نے احتیاط کی تھی کہ کھڑکی کے پینل کو اوپر نہ اٹھانا پڑے۔ شیشہ توڑ کر جگہ بنائی گئی تھی۔ وہ اسی میں سے گزر کر اندر آیا تھا۔ مریسا سمجھ گئی کہ الارم سسٹم نے کیوں اس وقت کام نہیں کیا تھا۔ مریسا اور ٹیڈ پولیس کو نقب زن کا محض حلیہ ہی بتا سکے اور اس کے مصنوعی بازو کا ذکر کیا۔

وہ گھر سے کیا لے کر گیا؟ مریسا نے اس سوال کا جواب دیا کہ وہ دیکھ کر ہی بتا سکے گی۔ پولیس نے اسپتال جانے کے بارے میں پوچھا تو مریسا نے انکار کر دیا۔ پولیس مین نے رخصت ہوتے ہوئے نمبر چھوڑ دیا کہ بوقتِ ضرورت وہ کال کر سکتی ہے۔ جڈسن نے بھی جاتے ہوئے کہا کہ مریسا اسے کسی بھی کام کے لیے کسی وقت بھی بلا سکتی ہے۔ مریسا نے دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆☆

مریسا نے کھانا ٹیڈ کی قیام گاہ پر کھایا اور رات بھی وہیں گزاری۔ ٹیڈ لیونگ روم میں سو گیا تھا۔ اگلے روز وہ اور جڈسن، مریسا کا موڈ بحال کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مریسا، ٹفی کی جدائی پر دل گرفتہ تھی۔

ٹیڈ نے اسے چند روز کے لیے چھٹی کی پیشکش بھی کی۔ اس نے عندیہ دیا کہ وہ خود چند روز کے لیے اسے جزائر کیریبین لے جائے گا۔ اس اثنا میں سی۔ڈی۔سی کے معاملات بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے۔

تاہم مریسا نے اصرار کیا کہ وہ کام کرنا چاہتی ہے۔ ٹیڈ نے مشورہ دیا کہ اس صورت میں اسے چاہیے کہ وہ ایبولا کی جانب سے دھیان ہٹا لے۔ ٹیڈ نے اس رائے کا بھی اظہار کیا کہ مریسا، نورس سے معمول کے تعلقات بحال کرنے کی جانب پیش رفت کرے۔ اس نکتے پر مریسا نے واضح رضامندی ظاہر کی تھی۔

ٹیڈ اسے گھر ڈراپ کر کے آفس چلا گیا۔ مریسا تاخیر سے دفتر پہنچی۔ وہ بہت حد تک سنبھل گئی تھی۔ وہ نورس سے ملنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ وہ اپنے آفس پہنچی تو ایک میمورنڈم وہاں پہلے ہی اس کا منتظر تھا۔ مریسا کو پہلا خیال نورس کا آیا۔ لفافہ چاک کرنے پر اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ رقعہ ڈاکٹر کاربونارا کی طرف سے تھا۔ کاربونارا EIS پروگرام کا ایڈمنسٹریٹر تھا۔ درحقیقت مریسا کا اصل باس وہی تھا۔

مریسا کی دھڑکنیں اضطراب کا شکار ہو گئیں۔

اندیشوں نے یلغار کی۔ ڈاکٹر کاربونارا کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ بہرکیف مریسا کو حاضری لگانا تھی۔ وہ خود سے سوال جواب کرتی وہاں پہنچ گئی۔

ڈاکٹر کاربونارا سفید بالوں والا نرم خو شخص تھا۔ وہ فون پر مصروف گفتگو تھا۔ اسی دوران اس نے مریسا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چند منٹ بعد فون رکھ کر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔ کاربونارا کی مثبت مسکراہٹ نے مریسا کو قدرے پُرسکون کر دیا۔

مریسا اس وقت حیران رہ گئی۔ جب کاربونارا نے نقب زنی کی واردات سے آغاز کیا۔ مریسا کو توقع نہیں تھی کہ ٹیڈ، رالف اور جڈسن کے علاوہ بھی کوئی اور حادثے کے بارے میں جانتا ہے۔ کاربونارا، ہمدردی اور دکھ کا اظہار کر رہا تھا۔

''میری خواہش ہے کہ تم چھٹی لے لو، گھومو پھرو۔ اس طرح تمہاری طبیعت بحال ہو جائے گی۔ اس افسوس ناک حادثے کے اثرات بھی زائل ہو جائیں گے۔'' وہ بولا۔

''میں آپ کے احساس کی قدر کرتی ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''تاہم سچ یہ ہے کہ میں مصروف رہوں گی تو میرے لیے بہتر رہے گا۔ مصروفیت کے بغیر ذہن بھٹکتا رہے گا۔''

کاربونارا نے پائپ نکالا اور تمبا کو کی ڈبیا کھولنے لگا۔ چند ساعت وہ پائپ کی تیاری میں مشغول رہا۔

''ٹھیک ہے اگر تم مصروفیت کو بہتر سمجھتی ہو تو میں حارج نہیں ہوں گا۔'' اس نے پائپ سلگایا۔ ''بدقسمتی سے ایبولا کے معاملات الجھ گئے ہیں۔ تمہارا ٹرانسفر وائرولوجی سے بیکٹیریالوجی میں کیا جارہا ہے۔ تمہارا موجودہ آفس برقرار رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ پچھلے کام کی طرح یہ بھی نہ صرف تمہارے لیے چیلنج ہوگا بلکہ تم پسند بھی کروگی۔'' اس نے منہ سے پائپ ہٹا کر دھوئیں کا بادل اگلا۔

مریسا کو جھٹکا لگا۔ اس نے یہی محسوس کیا کہ اسے فارغ کر دیا گیا ہے۔

''تم کچھ غلط مت سمجھو۔ حقیقت یہ ہے کہ سی۔ڈی۔سی کے ہیڈ ڈاکٹر موریسن نے بذاتِ خود مجھے ہدایت کی ہے۔'' کاربونارا نے کہا۔

''میں نہیں مانتی۔ موریسن نہیں نورس نے کہا ہوگا۔'' مریسا خود کو نہ تھام سکی۔ اس کے چہرے پر سرخی کی لہر نمودار ہوئی۔

''نہیں۔ قطعی ایسا نہیں ہے۔'' کاربونارا نے زور دے کر کہا۔ ''ہاں اتنا ضرور ہے کہ نورس نے اس کی مخالفت نہیں کی۔''

مریسا ہنسنے لگی۔

''میں جانتا ہوں کہ تم دونوں کے درمیان کوئی شخصی تصادم موجود ہے، تاہم میں دونوں کے کام سے بھی مطمئن ہوں۔''

''کیا آپ کو علم ہے کہ شخصی تصادم کی نوعیت کیا ہے؟''

''ٹھیک ٹھیک بات تم دونوں کو ہی پتا ہوگی۔ مجھے موقع دو کہ میں کچھ وضاحت کر دوں۔ اس طرح آپس میں بدگمانیوں کا امکان مفقود ہو جائے گا۔ تمہارے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ موریسن کے پاس کانگریس مین کی کال آئی تھی۔ اس کا نام کلیون مارکھم ہے۔ وہ ہاؤس کی ایپروپریشن سب کمیٹی کا سینئر ممبر ہے۔ کمیٹی کا راست تعلق ہیلتھ اینڈ ہیومن سروس ڈپارٹمنٹ سے ہے۔ نورس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ مارکھم تھا جس نے موریسن کو مجبور کیا کہ تمہیں ایبولا ٹیم سے علیحدہ کر دیا جائے۔'' کاربونارا خاموش ہو گیا۔

مریسا دنگ رہ گئی۔ ناقابلِ یقین..... استعجاب در استعجاب۔ کہاں مریسا اور کہاں یو ایس کانگریس؟ کانگریس مین، سی۔ڈی۔سی کے ہیڈ کو فون کرتا ہے.....

''مارکھم نے میرا نام لے کر کہا تھا؟'' وہ بمشکل بول پائی۔

''ہاں، میرا یقین کرو۔ میں خود موریسن سے متعدد سوالات کر چکا ہوں۔''

''لیکن، آخر کیوں؟''

''اس کی وضاحت پردۂ اخفا میں ہے۔ یہ درخواست سے زیادہ ایک حکم تھا۔''

مریسا کا سر متواتر نفی میں جنبش کر رہا تھا۔

''تم سمجھ سکتی ہو۔ ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ سیاسی معاملات، سیاست داں جانیں۔''

''سی۔ڈی۔سی کا سیاست سے کیا تعلق؟ بہرحال اس انکشاف نے میرا ارادہ بدل دیا ہے۔ مجھے چھٹیوں پر جانا چاہیے۔'' مریسا نے پُرسوچ انداز میں کہا۔

''شاندار، تم ایک اچھا فیصلہ کر رہی ہو۔'' کاربونارا نے کہا۔ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے ایبولا کے معاملے میں متاثر کن کام کیا۔ تم ٹیم کی ایک قابلِ قدر رکن تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم نئے ڈپارٹمنٹ کے لیے بھی ایک بہترین اضافہ ہوگی۔''

''کوشش کروں گی۔'' مریسا ناقابلِ فہم انداز میں مسکرائی اور کھڑی ہو گئی۔

☆☆☆

گھر کی طرف جاتے ہوئے اس کے ذہن میں خیالات وسوالات کے بھنور بن رہے تھے۔ اس کے گمان میں نہیں تھا کہ بات اتنی دور نکل جائے گی۔ کیا وہ اتنی اہم ہے؟ یا اتنی بُری ہے کہ کانگریس مین کو مداخلت کرنی پڑی یا اس کو مداخلت کے لیے کہا گیا۔ کس نے کہا؟ اور کیوں؟ یہ کیا گھن چکر ہے؟

مریسا چھٹیوں کے بہانے کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔ اس کا یقین مزید پختہ ہو گیا تھا کہ ایبولا کے پیچھے کوئی نادیدہ انسانی ہاتھ ہے۔ نقب زنی کی واردات بھی اس کے نزدیک کوئی عمومی قسم کا حادثہ نہیں تھا۔

اگر نورس کے مارکھم سے تعلقات ہیں اور نورس نے اسے کہا تو معاملہ سیدھا تھا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو گہری سازش ہے اور سازشی عناصر کے لیے صرف مریسا مسائل کھڑے کر رہی تھی۔ نورس اور کانگریس مین کا جوڑ فٹ نہیں بیٹھ رہا تھا۔ مریسا جتنا سوچتی، الجھتی جاتی۔ اسے تو کسی سازش کا پتا ہی نہیں تھا۔ وہ تو اپنی ڈیوٹی کر رہی تھی۔ اس کی اب تک کی تحقیق وجستجو اسے شک کی طرف لے گئی تھی۔ اسے محض شک تھا کہ ایبولا کی پشت پر معاملہ کچھ اور ہے۔ کل گھر میں اس پر حملہ.... وہ خوش قسمت رہی جو بچ گئی لیکن چوبیس گھنٹے کے اندر مارکھم کے ذریعے حملہ؟ وہ اسے بھی ایک حملہ ہی سمجھ رہی تھی.... مریسا کی اوقات ہی کیا تھی جو کانگریس مین کو اس کا نام لے کر دخل اندازی کرنی پڑی۔ اس کا شک قیاس وگمان سے آگے بڑھ کر یقین کی سرحدوں کو چھو رہا تھا۔ وہ تو وائرس سے خوف زدہ تھی بلکہ عوام سمیت سبھی خوف زدہ تھے لیکن انسان برائی پر اُتر آئے تو وائرس سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔

کیا وہ ان خطرات سے نکل کر بیکٹیریا ڈپارٹمنٹ میں سکون سے بیٹھ جائے؟ نہیں، وہ اب پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ گھر والے حادثے اور کانگریس مین کی مداخلت نے اسے مشتعل کر دیا تھا۔ اس کا عزم پختہ ہو گیا تھا۔ تاہم اسے سر کو ٹھنڈا رکھتے ہوئے احتیاط سے پیش قدمی کرنی تھی۔ وہ اکیلی تھی۔ کمزور تھی۔ اس کا ہتھیار اس کا ذہن تھا۔ اگر یہ کوئی گہری سازش تھی تو یہ امر واضح تھا کہ آگے بڑھنے کی صورت میں اس کی جان کو خطرہ ہے۔ یعنی مریسا کو بدترین حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا تھا۔

اگر اس کا اندازہ غلط تھا تو بھی اسے ایبولا کا سراغ لگانا ہی تھا۔ گھر پہنچ کر اس نے خود کو بستر کے حوالے کر دیا۔ کروٹیں بدلتی رہی۔ خیالات سے الجھتی رہی.... بالآخر اس نے فون اٹھا کر ڈیلٹا کا نمبر ملایا۔ اگلی فلائٹ پر ریزرویشن کرائی۔ مریسا واشنگٹن ڈی سی جانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

☆☆☆

ائرپورٹ سے مریسا نے جارج ٹاؤن کے ہوٹل میں چیک اِن کیا۔ فوراً بعد وہ کینن کانگریشنل آفس بلڈنگ پہنچی۔ اطلاعی بوتھ سے معلومات لے کر اس نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے۔ کچھ دیر بعد وہ بلڈنگ کے اندر تھی۔

وردی میں ملبوس گارڈ نے اسے میٹل ڈیٹیکٹر سے گزارا۔ اس کا پرس چیک کیا۔ مقصد معلوم کیا۔ مریسا نے مارکھم کا نام لیا.... کانگریس مین کا آفس پانچویں منزل پر تھا۔

وہ بہ آسانی مارکھم کے آفس تک پہنچ گئی۔ دروازہ پوری طرح بند نہیں تھا۔ بغیر اطلاع، بغیر دستک یا بیل کے اس نے اندر قدم رکھ دیا۔ مریسا کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اس طرح کا سرپرائز شاید اس کے حق میں چلا جائے۔ شومیِ قسمت مارکم شہر میں ہی نہیں تھا۔ سرپرائز کے چکر میں وہ غلطی کر بیٹھی تھی۔ مارکھم کی موجودگی کی تصدیق ضروری تھی۔ وہ اس کے بغیر ہی اٹلانٹا سے اڑان بھر کے واشنگٹن وارد ہو گئی۔ بہرحال اب تو کوئی اندھا تیر چلانا ہی تھا۔ مریسا نے مارکھم کے ایڈمن اسسٹنٹ سے ہی بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسسٹنٹ نے ہی بتایا تھا کہ مارکھم ہیوسٹن میں ہے۔ تین دن سے قبل اس کی واپسی ممکن نہیں۔ اسسٹنٹ کا نام ابرام تھا۔ ابرام کی عمر پچیس سال کے لگ بھگ رہی ہو گی۔

''میرے لائق کوئی خدمت؟'' ابرام نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔ مریسا کو اس کی مسکراہٹ مشکوک لگی۔

''کیا ہم پرائیویٹ ٹاک کر سکتے ہیں؟''

''کیوں نہیں۔'' ابرام نے سیکریٹری کی جانب دیکھا اور مریسا کو اندرونی دفتر میں لے آیا۔ جو دراصل مارکھم کا چیمبر تھا۔ مریسا نے سرسری نظر کمرے پر ڈالی۔ مہاگنی کی بڑی سی ڈیسک پر ایک جانب چھوٹا امریکی پرچم موجود تھا۔ ڈیسک کے عقب میں دیوار پر فریم شدہ مختلف تصویریں آویزاں تھیں۔

''میں ڈاکٹر مریسا بلوم ہوں۔'' مریسا نے بیٹھتے ہی سادگی سے کہا۔ ''کیا تم نے پہچانا؟''

''نہیں، کیا ہم پہلے ملے ہیں؟'' ابرام نے دوستانہ

انداز میں سوال کیا۔

''شاید نہیں ملے۔''

''کیا تم ہیوسٹن سے آئی ہو؟''

''نہیں، اٹلانٹا سے۔'' مریسا نے بغور اسے دیکھا۔ ''میرا مطلب ہے سی۔ڈی۔سی سے۔'' مریسا نے پھر اس کے چہرے پر کوئی ردِعمل کھوجنے کی سعی کی۔

''سی۔ڈی۔سی۔'' ابرام نے حروف دہرائے۔

''کیا تم آفیشل وزٹ پر ہو؟''

''نہیں۔'' مریسا نے تسلیم کیا۔ ''مارکھم کا سی۔ڈی۔سی سے خاص تعلق ہے۔ میں چھٹی پر آئی تھی۔ سو چاہا کر نئی معلومات حاصل کروں۔''

''خاص تعلق والی بات عجیب سی ہے۔ کانگریس مین کا ہیلتھ کیئر سے متعلق تقریباً تمام شعبوں سے ہی تعلق ہے۔'' وہ بولا۔ ''ہیلتھ کیئر میں مارکھم نے کسی بھی دوسرے کانگریس مین سے زیادہ کام کیا ہے .... اس شعبے میں مارکھم نے متعدد قوانین منظور کروائے ہیں۔''

ابرام نے بتایا کہ کون سے اور کتنے بل مارکھم نے اسپانسر کیے یا کانگریس میں پیش کیے۔

''بہت خوب۔'' مریسا نے تعریف کی۔ ''مطلب یہ کہ مسٹر مارکھم یقیناً امریکی شعبہ ادویات میں بھی گہری دلچسپی رکھتے ہوں گے؟''

''ہاں، یہ ایک نمایاں بات ہے۔''

''سی۔ڈی۔سی کے کون سے شعبے میں انہیں خاص دلچسپی ہوسکتی ہے؟''

''میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔''

مریسا کو کوئی اور سوال نہیں سوجھا۔

''میں مسٹر مارکھم سے ملنے کی کوشش کروں گی۔ اگر وہ جلد آگئے۔'' مریسا نے بات گھمائی اور ابرام کا شکریہ ادا کر کے اٹھ گئی۔

کیب حاصل کرنے کے بجائے وہ پیدل ہی چل پڑی۔ وہ خیالات میں غلطاں، بے مقصد رواں تھی۔ وہ کچھ کرنا چاہتی تھی لیکن اس کی پوزیشن پہلے جیسی نہیں تھی۔ مارکھم کے لیے تین دن رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ابرام سے بات چیت کر کے اس نے غلطی تو نہیں کی۔ اس ملاقات سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔ اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ اگلا قدم؟ نئی سمت؟ واشنگٹن کا دورہ ضائع نہیں ہونا چاہیے .... دفعتاً اس کے ذہن میں ایک خیال برق بن کے چمکا۔

مریسا نے قریبی کیب کو اشارہ دیا۔ اندر بیٹھتے ہی وہ گویا ہوئی۔ ''فیڈرل الیکشن کمیشن۔ معلوم ہے کہاں ہے؟''

ڈرائیور ایک نوجوان سیاہ فام تھا۔ اس نے پلٹ کر کہا۔ ''لیڈی، اس شہر میں اگر کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے نہیں معلوم تو وہاں میں آپ کو مفت میں لے جاؤں گا۔''

''ویری گڈ۔'' وہ مسکرائی۔ کیب ڈرائیور کے غیر متوقع فقرے نے اس کا موڈ خاصا بہتر کردیا تھا۔

پندرہ منٹ بعد کیب ایک عمارت کے سامنے رکی ہوئی تھی۔

''شکریہ۔'' مریسا کرایہ ادا کر کے عمارت کی جانب بڑھ گئی۔ وردی پوش گارڈ نے خاص توجہ نہیں دی۔ البتہ مریسا کو ایک رجسٹر پر دستخط کرنے پڑے۔ اندر جانے کے بعد اسے اندازہ نہیں تھا کہ کس ڈپارٹمنٹ کا نام لے۔ تاہم وہ پہلی منزل پر پہنچی۔ جہاں چار عدد خواتین مختلف میزوں پر مصروفِ کار تھیں۔ ایک نے نگاہ اٹھائی اور مدد کی پیشکش کی۔

''کانگریس اراکین کی انتخابی مہم کے لیے فنڈ کے ذرائع پبلک ریکارڈ میں شامل ہیں۔ کیا میں ٹھیک سمجھ رہی ہوں؟'' مریسا دوستانہ انداز میں مسکرائی۔

''یقیناً ایسا ہی ہے۔'' خاتون اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''آپ کو کس میں دلچسپی ہے؟ اخراجات میں یا فنڈ کے ذرائع میں؟''

''ذرائع۔ چندہ وغیرہ۔''

''کانگریس مین کا نام بتائیے۔''

''مارکھم۔ کلیون مارکھم۔'' مریسا پیش کی گئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ خاتون نے ایک طرف گول میز پر ترتیب سے رکھے فولڈرز میں سے ایک فولڈر منتخب کیا۔ پھر وہ ایک بڑے سے مائیکروفلم کیسٹ ریک کے سامنے رکی۔ دو منٹ میں اس نے مطلوبہ فلم حاصل کی اور مائیکروفلم ریڈر کے ساتھ لگادی۔

''الیکشن کا سال بتائیے؟'' اس نے سوال کیا۔

''سابقہ الیکشن۔'' مریسا نے اندازاً پچھلے الیکشن کا حوالہ دیا۔ اسے پورا یقین نہیں تھا کہ اس طرح وہ نورس اور مارکھم کے مابین کوئی کڑی ملا لے گی یا پھر مارکھم اور سی۔ڈی۔سی کے مابین کچھ مل جائے گا۔ نورس کا نام ملنے کی اسے امید نہیں تھی۔ کیونکہ نورس کوئی متمول شخص نہیں تھا۔

خاتون نے اسے مائیکروفلم ریڈر کو آپریٹ کرنے کا سادہ سا طریقہ بتایا۔ کاپی حاصل کرنے کے لیے مریسا کو معمولی ادائیگی کرنی ہوگی۔ مریسا نے شکریہ ادا کیا اور اٹھ کر اسکرین کی طرف متوجہ ہوگئی۔

وہ توجہ کے ساتھ اسکرین پر نمودار ہونے والے نام اور پتے پڑھ رہی تھی۔ فلم ریڈر چلنے کی ہلکی سی آواز وہاں گونج رہی تھی۔

مریسا کو جلد ہی اندازہ وہ گیا کہ مارکھم کو مالی استحکام دینے والوں کا تعلق صرف ریاست ٹیکساس سے نہیں تھا بلکہ دائرۂ کار وفاقی سطح تک چلا گیا تھا۔ دوسری بات مریسا نے نوٹ کی، چندہ دینے والوں کی کثیر تعداد ڈاکٹرز کی تھی۔ یہ امر اس لیے انوکھا نہیں تھا کہ مارکھم کا بیشتر کام طبی شعبے سے متعلق تھا۔

حسبِ توقع نورس کا نام اسے نظر نہیں آیا۔ مریسا نے ادائیگی کر کے پوری لسٹ کی نقل حاصل کر لی۔ شکریہ ادا کیا اور واپسی کی راہ پکڑی۔ کیب ہائر کر کے ہوٹل کا پتا بتایا پھر عقبی نشست پر نیم دراز ہوگئی۔

وہ سکون سے لسٹ کا مطالعہ کر رہی تھی۔ انفرادی ناموں کے بعد کارپوریٹ سیکٹرز کے نام تھے۔ ان میں تیل کی کمپنیاں بھی شامل تھیں۔ مریسا نے انفرادی نام چھوڑ کر کارپوریٹ سیکٹر کو دیکھا۔ اس کی نگاہ جس نام پر اٹکی، وہ تھا۔ ”فزیشنز کانگریس پولیٹیکل ایکشن کمیٹی۔“

مریسا کو تعجب ہوا۔ PAC نے دیگر کمپنیوں کے علاوہ تیل کی کمپنیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

یہ PAC کیا بلا ہے؟ مریسا کے ذہن میں سوال ابھرا۔ اس نے نئے سرے سے لسٹ کا جائزہ لیا۔ انفرادی ناموں کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ دفعتاً کاغذ اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے رہ گئے۔ وہ غیر یقینی کیفیت میں ایک نام کو گھور رہی تھی۔ مریسا کی نگاہ اس نام پر جم گئی ڈاکٹر رالف ہمپسٹن۔

رالف، مارکھم پر اثر انداز ہو سکتا ہے لیکن مریسا کے نزدیک اس کا امکان صفر تھا۔ وہ مریسا کا اچھا دوست اور ہمدرد تھا۔ جہاں تک رقم کا سوال تھا۔ رالف اس کی بخوبی استطاعت رکھتا تھا۔ اس کا رہن سہن اور لگژری اسٹائل مریسا دیکھ چکی تھی۔

رالف سی۔ڈی۔سی کے علاوہ اپنا نجی اسپتال بھی چلاتا تھا۔ اگرچہ مریسا کو پھر بھی اس کے ٹھاٹ باٹ کبھی کبھی غیر معمولی محسوس ہوتے۔ مریسا کو وہ دعوت بھی یاد تھی۔ جب وہ پہلی مرتبہ رالف کے شاندار گھر میں گئی تھی اور میزبان کے فرائض انجام دیے تھے۔ وہاں علاقے کے چنیدہ افراد مدعو تھے۔ سب کا تعلق طبی شعبے سے تھا۔ وہ تمام متمول طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض اوقات مریسا کو رالف کی گفتگو میں قدامت پرستی کا عنصر پریشان کرتا۔ کیونکہ یہ انداز اس کے رہن سہن اور اسٹائل سے متصادم تھا۔

وہ ابتدائی شاک سے سنبھل گئی۔ اس کے ذہن نے رالف کو مشکوک افراد میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بہرکیف کارپوریٹ سیکٹر میں PAC نامی ادارہ مریسا کے ذہن میں چبھ رہا تھا۔ کیب ہوٹل پہنچ کر رکی تو مریسا خیالات کے حصار سے باہر نکل آئی۔

☆☆☆

ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ مریسا کی نگاہ ہوٹل کی لابی سے گزرتے وقت نیوز اسٹینڈ پر پڑی۔ وہ جیسے منجمد رہ گئی۔ اس کی نظر واشنگٹن پوسٹ کی شہ سرخی سے بندھی ہوئی تھی۔

”ایبولا کی واپسی۔“

مریسا نے ذیلی سرخی پڑھی اور پرس کھول کر اسٹینڈ کی طرف لپکی۔ اخبار خرید کر اس نے سیڑھیوں کا رخ کیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے تفصیل پڑھنا شروع کی۔ ایبگٹن میں افراتفری پھیل چکی تھی۔ وہ پڑھتی رہی۔ سی۔ڈی۔سی سے رابطہ کیا گیا تھا۔ اخبار میں نورس کے بیان کا حوالہ موجود تھا جس کے مطابق گھبرانے کی بات نہیں تھی۔ نیز گزشتہ تین تجربوں کے بعد سی۔ڈی۔سی وائرس کو قابو کرنے میں طاق ہو چکی تھی۔

کیا وائرس کو قابو کرنا ہی مسئلے کا حل ہے؟ مریسا نے خود سے سوال کیا۔ ایبولا کی خون آشامی کو فنا کرنے والا کوئی نہیں؟ کیا ایبولا کو اسپتال تک محصور کر دینے کے بعد سی۔ڈی۔سی کی ذمے داری ختم ہو جاتی ہے؟ اور یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟ اس طرح سی۔ڈی۔سی کب تک اپنی ساکھ بچا سکے گی؟

مریسا نے اندرونی صفحات دیکھے۔ ایک تصویر میں برسن اسپتال کے باہر پولیس کی رکاوٹ نظر آ رہی تھی۔ اسے فونیکس کی بربادی یاد آ گئی۔ مریسا نے اخبار ایک طرف رکھ دیا۔ وہ باضابطہ چھٹی پر تھی۔ تاہم وہ بہت پہلے ایبولا کے ساتھ وابستہ ہو چکی تھی۔ اس کے پاس دوسری کوئی چوائس نہیں تھی۔ یہاں سے وہ سی۔ڈی۔سی کی ٹیم سے پہلے جائے واردات پر پہنچ سکتی تھی۔ مریسا نے ضروری اشیا جمع کرنا شروع کر دیں۔

☆☆☆

برسن اسپتال کے باہر اس کی مڈبھیڑ حسبِ توقع پولیس سے ہو گئی۔ مریسا نے سی۔ڈی۔سی کے کارڈ کی

جھلک دکھائی اور بہ آسانی اسپتال میں داخل ہوگئی۔ پچھلے تین اسپتالوں کی طرح برسن اسپتال بھی جدید خطوط پر استوار تھا۔

لابی میں خاصے لوگ جمع تھے۔ تاہم فونیکس کی طرح افراتفری نہیں تھی۔ انفارمیشن بوتھ سے مریسا نے اطلاع حاصل کی۔ آئیسولیٹڈ یونٹ چھٹی منزل پر تھا۔ وہ چھٹی منزل پر اُتری تو ایک نرس نے حفاظتی لباس فراہم کردیا۔ نرس نے پوچھنے کی زحمت ہی نہیں کی کہ وہ یہاں کیا کررہی ہے۔ مریسا نے سکون محسوس کیا۔ حفاظتی اشیا اور ماسک کے ساتھ اس کی پہچان مشکل تھی۔

''معاف کرنا۔ سی۔ڈی۔سی کا کوئی ڈاکٹر موجود ہے؟'' مریسا نے اسی نرس سے سوال کیا۔

''وہ لوگ ایک گھنٹا قبل یہاں سے گئے ہیں۔ شاید ایڈمن میں مل جائیں۔'' جواب ملا۔ مریسا کو حیرت ہوئی کہ ٹیم پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔

''کوئی بات نہیں۔ تینوں مریضوں کی کیا کیفیت ہے؟''

''تین نہیں۔ اب سات مریض ہیں۔'' نرس نے کہا پھر جھجکتے ہوئے مریسا کی شناخت معلوم کی۔

''میرا تعلق سی۔ڈی۔سی سے ہے۔'' مریسا نے نام ظاہر کرنے سے احتراز کیا اور خوداعتمادی کے ساتھ نرسز اسٹیشن کی جانب چل پڑی۔ نرس بھی اس کے ہمراہ تھی۔

''مریضوں کے چارٹ یہاں ہیں یا کمروں میں؟''

''ہمارے پاس ہیں۔'' ایک عمر رسیدہ نرس نے جواب دیا۔

''کیسا حال ہے، مریضوں کا؟''

''بہت بُرا۔ ہم چوبیس گھنٹے ڈیوٹیاں بدل کر بھرپور کوشش کررہے ہیں۔ ڈاکٹرز بھی انتھک کام کررہے ہیں مگر صورتِ حال بگڑتی ہی جارہی ہے۔ ہماری ہر کوشش ناکام ہے۔'' نرس کے تاثرات مایوسی کے آئینہ دار تھے۔

مریسا ان کی فرسٹریشن کو بخوبی سمجھ سکتی تھی۔

''تم میں سے کسی کو علم ہے؟ پہلا مریض کون تھا؟''

''ڈاکٹر ایلیکسی۔'' معمر نرس نے ہی جواب دیا اور ایک چارٹ نکال کر مریسا کو دیا۔

مریسا نے بہ سرعت چارٹ کا جائزہ لیا۔ مطلب کی ایک ہی چیز اسے نظر آئی۔ پہلا مریض نہ صرف ڈاکٹر تھا بلکہ ماہرِ امراضِ چشم تھا۔ پھر وہی ماہرِ چشم؟

مریسا وہاں کتنی دیر ٹھہرنے کی ہمت کرسکے گی؟ خود اسے اندازہ نہیں تھا۔ کسی بھی وقت سی۔ڈی۔سی کے کسی رکن سے مڈبھیڑ ہوسکتی تھی۔ اس نے آنکھوں پر حفاظتی گاگلز چڑھائے۔ چہرہ تقریباً چھپ گیا تھا۔ بعدازاں وہ نرس کی رہنمائی میں ڈاکٹر ایلیکسی کے کمرے میں داخل ہوگئی۔

''کیا ڈاکٹر ایلیکسی ہوش میں ہیں؟'' مریسا نے وہاں موجود اسپیشل ڈیوٹی نرس سے سوال کیا۔

''وہ ایک منٹ ہوش میں ہوتے ہیں۔ اگلے منٹ نیم بے ہوش۔'' نرس کی آواز میں بے بسی نمایاں تھی۔

مریسا نے مریض کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹر ایلیکسی کی تمام ظاہری علامات چیخ رہی تھیں کہ وہ موت کے منہ میں ہے۔

''ڈاکٹر ایلیکسی۔'' مریسا نے قریب ہوکر پکارا۔

مریض نے سلوموشن میں سر کا زاویہ تبدیل کیا۔

''آپ میری آواز سُن رہے ہیں؟''

ایلیکسی نے اثبات میں سر کو خفیف سی جنبش دی۔

''کیا آپ نے حال ہی میں افریقہ کا سفر کیا تھا؟''

مریض ڈاکٹر نے سر کی جنبش سے نفی میں جواب دیا۔

''آنکھوں کی سرجری سے متعلق چند مہینے پہلے ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کا انعقاد سان ڈیاگو کے ایک ہوٹل میں ہوا تھا۔ کیا آپ نے وہاں شرکت کی تھی؟''

''ہاں۔'' جواب ملا۔ تاہم آواز بہت کمزور و نحیف تھی۔ کیا نورس کا خیال ٹھیک تھا؟ مریسا نے پریشانی سے سوچا۔

''ڈاکٹر ایلیکسی۔'' مریسا نے احتیاطاً تیسرا سوال کیا۔ ''کیا لاس اینجلس، سینٹ لوئیس یا فونیکس میں آپ کا کوئی دوست یا شناسا ہے؟ اگر کوئی ہے تو کیا آپ حال ہی میں اس سے ملے تھے؟''

جواب ندارد۔ ڈاکٹر ایلیکسی پر غشی کا حملہ ہوا تھا۔ وہ واپس بے ہوشی کی حالت میں چلا گیا۔ مریسا اس کے زردی مائل چہرے کو تک رہی تھی۔ اس کی بائیں آنکھ کے نیچے زخم نما خراش تھی۔ وہ خراش مریسا نے اولین سوال سے قبل ہی نوٹ کرلی تھی۔

مریسا رک کر دوبارہ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار نہیں کرسکتی تھی۔ ایک سوال ضروری تھا۔ وہ سوال مریسا نے نرس سے پوچھ لیا۔ نرس مریض کا بلڈ پریشر چیک کرنے والی تھی۔ وہ جواب دینے کے لیے رُکی۔

''مسز ایلیکسی نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر پر لٹیروں نے حملہ کیا تھا۔'' نرس نے کہا۔ ''یہ زخم اسی حملے کی نشانی ہے۔'' مریسا جواب سُن کر بُری طرح چونک اٹھی۔

قبل اس کے مریسا کچھ اور کہتی، کمرے میں لگا اسپیکر بیدار ہو گیا۔ ''نرس میری، کیا سی۔ڈی۔سی کا کوئی ڈاکٹر وہاں موجود ہے؟'' اسپیکر سے آواز آئی۔

نرس میری نے اسپیکر کو پھر مریسا کو دیکھا اور قدرے بلند آواز میں جواب دیا۔ ''ہاں، ایک ڈاکٹر یہاں ہے۔''

انٹر کام کنکشن پر مریسا نے دوسری جانب کسی عورت کو بولتے سنا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''شی از دیئر۔'' پھر کسی مرد کی آواز آئی۔ ''کچھ مت بولو۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔''

رفتار نبض کے ساتھ مریسا کے بدن میں لہو کی گردش تیز ہو گئی۔ اس نے نورس کی آواز پہچان لی تھی۔ مریسا نے اطراف میں نظر دوڑائی۔ جیسے راہ فرار ڈھونڈ رہی ہو۔ وہ ایک بدنما سچویشن سے دوچار تھی۔ مریسا جانتی تھی کہ اس کے پاس منٹ سے بھی کم وقت ہے۔ اتنی دیر میں تو وہ باہر نکل کر حفاظتی اشیا بھی نہیں اتار سکتی تھی۔ نہ وہ نرس سے باہر نکلنے کا دوسرا راستہ دریافت کر سکتی تھی جو کہ بظاہر اسے دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا۔

باہر راہداری میں قدموں کی آہٹ اُبھری۔

''اوکھلی میں سر دیا ہے تو بھگتو۔'' اس نے خود سے کہا۔ ''کیا کرنا چاہیے؟''

ذہن نے فیصلہ صادر کیا۔ ''سامنا کرو۔''

اسی وقت نورس کمرے میں داخل ہوا۔ مریسا اعتماد کے ساتھ پلٹی۔ دونوں ایک بار پھر روبرو تھے۔

مریسا کو احساس تھا کہ اب تک متعدد اصول توڑ چکی ہے۔ نورس کی جانب سے کڑوا ردعمل متوقع تھا۔ نورس نے آتے ہی اس کا بازو پکڑ لیا۔ وہ خاصا برافروختہ دکھائی دے رہا تھا۔

''تم کیا سمجھتی ہو خود کو؟'' وہ چیخ پڑا۔ ''یہاں کیا کر رہی ہو؟''

''کسی اور کا نہیں تو مریض کا احترام کرو۔'' وہ بازو چھڑا کر باہر نکل گئی۔ مریسا نے آنکھوں سے گاگلز ہٹا دیے۔ نورس اس کے پیچھے تھا۔ مریسا نے ہڈ، گاؤن اور گلوز بھی اتار دیے۔ اشیا کو نرسز اسٹیشن پر چھوڑ دیا۔ نورس بھی یہی کر رہا تھا۔

مریسا، اسٹیشن سے ذرا آگے چلی گئی۔

''اتھارٹیز کو چیلنج کر کے تم اپنا کیریئر بنا رہی ہو؟'' وہ غصے سے بولا۔ ''تم نے کھیل سمجھا ہوا ہے؟''

''میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔'' وہ دھیمی چال سے سیڑھیوں کی طرف چل دی۔

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟'' نورس کی آواز بلند ہو گئی۔ وہ آگے بڑھا۔ مریسا کو بازو سے پکڑ کر گھمایا۔ ''کیا چاہتی ہو تم؟''

دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔

دل کے دور افتادہ گوشے میں کوئی ٹیس اٹھی۔ مریسا چند لمحے خاموش رہی۔

''میرا مطلب تھا، بعد میں بات کریں گے۔ تم اس وقت بہت غصے میں ہو۔''

''کیا مطلب میں پاگل ہو گیا ہوں؟ غور سے سنو۔ صبح میں سب سے پہلے موریسن کو فون کروں گا۔ اس کو کہوں گا کہ چھٹی کے بجائے تمہیں جبری رخصت پر بھیج کر غیر حاضری لگا دی جائے۔ اگر وہ نہ مانا تو میرا مطالبہ ہوگا کہ فریقین کا مؤقف سننے کے لیے کمیٹی بٹھائی جائے۔'' نورس نے سنجیدہ دھمکی دے ڈالی۔

مریسا نے بمشکل خود کو قابو کرتے ہوئے کہا۔ ''میرے لیے یہ بہت اچھا ہوگا۔ اوپر تلے ہونے والی بربادی اور اموات کی حقیقت کیا ہے؟ کیوں تم اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتے؟ یہ سلسلہ کہاں جا کر ختم ہوگا؟ اس کے لیے کمیٹی کے سامنے ہیئرنگ ہونی چاہیے۔ اس کے بعد حقیقت سامنے آنے کا امکان روشن ہو جائے گا۔''

''نکل جاؤ یہاں سے یا میں تمہیں اٹھا کر پھینکوں۔'' نورس آپے سے باہر ہو گیا۔

''زحمت نہ کرو، میں جا رہی ہوں۔''

☆☆☆

مریسا، اسپتال سے نکل گئی تھی۔ اس کا بدن لرز رہا تھا۔ اس قسم کے تصادم سے اسے نفرت تھی۔ بالخصوص نورس کے ساتھ۔ وہ دو انتہاؤں کے درمیان ٹوٹ رہی تھی۔ ایک انتہا مریسا کا غصہ تھا۔ جسے وہ جائز سمجھتی تھی۔ دوسری انتہا احساسِ جرم کے ساتھ بے عزتی اور بے بسی کی کیفیت ۔۔۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ ایبولا کے پُراسرار حملوں کی حقیقت کے قریب ہے۔ تاہم اسے کوئی ٹھوس ثبوت ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

نورس کے ساتھ حالیہ مڈبھیڑ نے اسے جذباتی طور پر منتشر کر دیا تھا۔ اسے احساس تھا کہ وہ برن اسپتال جا کر اصول شکنی کی مرتکب ہوئی ہے اور زمینی حقائق نورس کے اشتعال کی وضاحت کرتے ہیں۔ نورس کو جائز حق حاصل تھا کہ مریسا کو باہر کر دے۔ مریسا صرف نورس کو بتانا چاہتی تھی کہ انڈیکس کیسز کیوں رہزنی کا شکار ہوتے ہیں۔ جس کے

بعد وہ ایبولا کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ وہ تبادلۂ خیال کرنا چاہتی تھی۔ اپنے شبہات اور تجزیے پیش کرنا چاہتی تھی۔ کیوں ملتے جلتے اسپتال میں ہی ایبولا سر اٹھاتا تھا؟ کیوں ہر انڈیکس کیس اسپتال کا ہی ڈاکٹر ہوتا تھا؟ کیوں کانگریس مین نے مریسا کا نام لے کر مداخلت کی؟ وہ PAC کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتی تھی لیکن اب اس کشیدہ مڈبھیڑ کے بعد... مریسا ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی۔

مریسا نے اٹلانٹا واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔

پہلے پے فون کے ذریعے اس نے رالف سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے فوراً جواب آیا۔ یوں لگا جیسے وہ مریسا کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ رالف نے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ ساتھ ہی استفسار کیا کہ وہ کہاں غائب ہے۔ رالف کو اطلاع کیوں نہیں دی۔

''واشنگٹن گئی تھی۔ اب پنسلوینیا میں ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''واپس اٹلانٹا آرہی ہوں۔''

''کیا تم پنسلوینیا، ایبولا کی وجہ سے گئی تھیں؟''

''ہاں۔'' وہ بولی۔ ''تم سے آخری بار بات کرنے سے اب تک بہت کچھ ہو چکا ہے۔ لمبی کہانی ہے۔ یہاں نورس کے ساتھ جھڑپ ہوگئی۔ میرا خیال ہے کہ میری جاب ختم ہونے والی ہے۔ شاید اب مجھے کوئی اور جاب تلاش کرنی پڑے۔''

''کوئی مسئلہ نہیں ہے۔'' رالف نے تسلی دی۔ یونیورسٹی اسپتال میں اپنی جاب پکی سمجھو۔ فلائٹ نمبر بتاؤ۔ میں تمہیں ائرپورٹ سے لے لوں گا۔ میں تمہارے کارنامے سننے کے لیے بے چین ہوں۔''

''شکریہ لیکن میں نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔''

''جو کچھ بھی ہے۔ میں تمہاری طویل اسٹوری سننے کے لیے تیار ہوں۔''

''میں گھر آنے سے پہلے سی۔ڈی۔سی جاؤں گی۔ نورس کی واپسی سے قبل مجھے کچھ کرنا ہے۔'' مریسا نے کہا۔

''تمہارا ارادہ مجھے کچھ معقول نہیں لگتا۔ آخر تم کس چکر میں ہو؟''

''کچھ خاص نہیں۔ میں ایک بار پھر MCL میں جانا چاہتی ہوں۔''

''لیکن تمہارے پاس اجازت نامہ نہیں ہے۔'' رالف نے اعتراض کیا۔

''کچھ نہ کچھ کرلوں گی۔''

''میرا مشورہ ہے کہ تم سی۔ڈی۔سی سے دور رہو۔ تمہاری مشکلات کا آغاز ہی MCL میں جانے کی وجہ سے ہوا تھا۔''

''ہاں، کسی حد تک یہ بات ٹھیک ہے۔ تاہم میں بہت آگے بڑھ چکی ہوں۔ پُراسرار ایبولا افیئر نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔ یہ میرے اعصاب پر سوار ہے۔''

''اوکے، جو تمہیں ٹھیک لگے۔ وہاں جانے سے پہلے مجھ سے ملتیں تو اچھا ہوتا۔''

''میں کوشش کروں گی۔ تمہارا ایک بار پھر شکریہ۔''

چند ساعت سکوت رہا۔ اس دوران مریسا نے ہمت کر کے سوال کر ہی ڈالا۔

''رالف؟''

''ہاں، کہو۔''

''کیا تم کانگریس مین مارکھم کو جانتے ہو؟''

دوسری جانب معاً چند سیکنڈ کے لیے خاموشی رہی۔

''میں جانتا ہوں۔''

''رالف، تم اس کے سیاسی معاملات میں مالی امداد کرتے رہے ہو؟''

''کتنا عجیب اور غیر متعلقہ سوال کر رہی ہو؟''

''پلیز بتاؤ۔ تم نے کبھی ایسا کیا ہے؟''

''ہاں۔ میں یہ کام کرتا رہا ہوں۔ طبی معاملات میں اس کی گہری دلچسپی کے باعث میں مارکھم کو پسند کرتا ہوں۔''

''تھینک یُو، رالف۔ میں پہنچتی ہوں۔'' مریسا نے بے خیالی میں فون بند کر دیا۔

☆☆☆

مریسا نے ائرپورٹ سے کہیں اور جانے کے بجائے، ٹیڈ کی رہائش گاہ کا رخ کیا۔

ٹیڈ نے حیرت آمیز مسرت کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

''تم یہاں؟''

''اس گھر کے مالک کو دیکھنا تھا۔ اندر بلاؤ گے یا یہیں کھڑی رہوں؟''

''سوری۔'' ٹیڈ نے خجالت سے مسکرا کر قدم پیچھے ہٹایا۔ ''میں نے کتنی بار تمہیں فون کیا۔ تم کہاں چلی گئی تھیں؟''

''باہر۔'' مریسا نے مبہم جواب دیا۔

''میں نے سنا تھا کہ تمہارا ٹرانسفر کر دیا گیا ہے... پھر افواہ اڑی کہ تم چھٹی پر ہو۔ آخر معاملہ کیا ہے؟''

''کاش مجھے پتا ہوتا کہ معاملہ کیا ہے۔'' مریسا

صوفے پر ڈھیر ہوگئی۔ ٹیڈ کی پالتو بلی اچھل کر مریسا کی گود میں آگئی۔

"پنسلوینیا میں ایبولا نے حملہ کیا ہے؟" مریسا نے رسان سے پوچھا۔

"ہاں، ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"تمہارے پاس کوئی آئیڈیا ہے کہ میرا ٹرانسفر کیوں کیا گیا؟"

"شاید نورس نے درخواست کی ہو۔" ٹیڈ نے خیال ظاہر کیا۔

"غلط، کانگریس مین مارکھم نے ڈاکٹر موریسن کو براہِ راست فون کیا تھا جو کمیٹی سی۔ڈی۔سی کے بجٹ کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے۔ مارکھم اس کا اہم رکن ہے۔ لہٰذا موریسن نے اس کی ہدایت یا حکم پر عمل کرنا ہی تھا.... لیکن کتنی عجیب اور غیر معمولی بات ہے۔ میں محض ایک EIS آفیسر ہوں۔"

ٹیڈ متعجب دکھائی دیا۔ وہ کچھ نروس بھی ہوگیا تھا۔

"یہ سب میرے لیے پریشان کن ہے۔ تم میری اچھی دوست ہو۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتیں تمہارے اردگرد بڑھتی جارہی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھے کوئی نقصان ہو۔ نہ میں ملوث ہونا چاہتا ہوں۔" ٹیڈ نے احتیاط سے الفاظ کا انتخاب کیا۔

"میں تمہیں ملوث نہیں کرنا چاہتی۔ بس تھوڑا سا تعاون درکار ہے اسی لیے میں غلط وقت پر یہاں آئی ہوں۔"

ٹیڈ مزید نروس ہوگیا۔ "پلیز مجھے مزید کوئی اصول، کوئی ضابطہ توڑنے کے لیے نہ کہنا۔"

"MCL میں صرف چند منٹ گزاروں گی۔"

"نہیں، اب یہ بہت رسکی معاملہ بن گیا ہے۔"

"نورس اٹلانٹا میں نہیں ہے۔ اس وقت کوئی اور بھی موجود نہیں ہوگا۔" مریسا نے ٹیڈ کو آمادہ کرنے کی کوشش جاری رکھی۔

ٹیڈ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ مریسا کو ادراک ہوا کہ اس بار ٹیڈ ساتھ نہیں دے گا۔ مریسا نے اصرار ترک کردیا۔

"اوکے ٹیڈ۔ میں تمہاری پوزیشن سمجھ سکتی ہوں۔"

"واقعی؟" ٹیڈ نے حیرت کا اظہار کیا۔ اتنی جلدی وہ اپنا ارادہ ترک کردے گی۔ بہرحال ٹیڈ نے سکون کا سانس لیا۔

"ہاں، واقعی۔" وہ خوش دلی سے مسکرائی۔ "چھوڑو اس موضوع کو۔ اگر کچھ پلا دو تو کوئی اصول شکنی نہیں ہوگی۔"

"کیوں نہیں۔" ٹیڈ کھڑا ہوگیا۔ "کیا پسند کرو گی؟ بیئر، وہائٹ وائن یا کچھ اور؟"

"بیئر ٹھیک ہے۔"

ٹیڈ کچن میں غائب ہوگیا۔ ریفریجریٹر کھلنے کی آواز آئی۔ مریسا فوراً اٹھی اور پنجوں کے بل چلتی ہوئی دروازے کے قریب شیلف تک پہنچی۔ وہاں دو عدد پاس رکھے تھے۔ مریسا نے پھرتی سے ایک اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب میں منتقل کیا۔ ٹیڈ کی واپسی سے قبل وہ صوفے پر براجمان ہوچکی تھی۔

ٹیڈ بیئر کے ساتھ آلو کے چپس بھی لایا تھا۔

مریسا نے ٹیڈ کی تسکین کے لیے اس کی تازہ ریسرچ کے بارے میں گفتگو چھیڑ دی۔ تاہم خود اس کے خیالات کہیں اور بھٹک رہے تھے۔

مریسا نے وقفے وقفے سے جمائیاں لینی شروع کردیں۔

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔" ٹیڈ نے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے جا کر سونا چاہیے۔ تمہاری باتیں دلچسپ اور متاثر کن ہیں، کل سنوں گی۔" وہ کھڑی ہوگئی۔ ہاتھ ملا کر مریسا نے دروازے کا رخ کیا۔ دل میں اسے افسوس تھا کہ وہ ٹیڈ کو دھوکا دے رہی ہے۔ دوسری جانب ٹیڈ کو ملال تھا کہ وہ مریسا کی فرمائش پوری نہ کرسکا۔ وہ گلاس ہاتھ میں لیے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ دروازہ بند کرنے سے پہلے مریسا نے پلٹ کر ہاتھ ہلایا پھر دروازہ بند ہوگیا۔

ٹیڈ وہیں کھڑا بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ مریسا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ بیئر ختم کرنے کے لیے اس نے گلاس اوپر کیا، نگاہ دروازے سے پھسل کر شیلف پر پڑی۔ نظر شیلف پر تھی۔ خیال کہیں اور۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ شیلف پر ایک کارڈ موجود نہیں ہے۔

ٹیڈ نے گلاس ٹیبل پر رکھا۔ پہلے جیبوں کی تلاشی لی پھر آگے بڑھ کر شیلف کو کھنگالا۔ ایکسٹرا پاس غائب تھا۔ ٹیڈ نے کمرے کی تلاشی لینا شروع کی پھر اچانک ٹھٹک گیا۔ "اوہ نو۔" وہ بڑبڑایا۔ اسے خیال آیا کہ مریسا کیوں اتنی آسانی سے MCL کے دورے سے دستبردار ہوگئی تھی۔

وہ دروازے کی طرف لپکا۔ بیرونی دروازہ کھول کر وہ باہر آگیا۔ دیر ہوگئی تھی۔ سڑک دور دور تک سنسان تھی۔ وہ واپس اندر بھاگا۔ گھڑی دیکھی اور فون اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔

مریسا کے بڑھتے قدموں کو روکنے کی کوشش کامیاب ہوتی ہے یا نہیں... حیرت انگیز واقعات پر مشتمل ناول کا دوسرا حصہ آئندہ ماہ پڑھیے

ایبولا

امجد رئیس

بیماریاں اور صحت بخش زندگی غرض ہر شے قبضۂ قدرت میں ہے... بیماری ہے تو اس کا توڑ بھی کہیں نہ کہیں موجود ضرور ہوتا ہے... اہمیت اس کی تلاش و کھوج کی جستجو کی ہے... ڈینگی، کرونا وائرس... کانگو وائرس اور نیگلیریا جیسے نت نئے خوفناک وائرس... جن کے نام بھی کبھی نہیں سُنے تھے... جواب سننے میں آرہے ہیں... جاسوسی کے اولین صفحات پر روبن کُک کے بیسٹ سیلرز ناولز میں سے بہترین کا انتخاب... نت نئے موڑ اختیار کرتی کہانی میں اچانک ہی خون ریزی شروع ہوجاتی ہے... انسان جیسے خوفناک وائرس کے ہاتھوں معصوم عوام اور باصلاحیت ڈاکٹر مسلسل موت کے شکنجے میں جانا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایکشن... سنسنی اور تحیّر کے اس طلسماتی ماحول سے تعلق رکھنے والی ایک پری وش ڈاکٹر کے درست اندازوں اور تحقیق و جستجو کا پُرتجسس احوال... اس کی سرغراسی... مشاہدات اور تجربات نے بالآخر اسے ان راہوں پر ڈال دیا... جہاں تلخ حقائق کے ساتھ قدم قدم پر موت کے ہرکارے اس کی تاک میں تھے...

[illegible]

مریسا سی ڈی سی جاتے ہوئے سوچ رہی تھی، کہیں نورس نے گارڈز کو اس کے ... ڈپارٹمنٹ کے بارے میں مطلع نہ کر دیا ہو۔

تاہم ایسا نہیں تھا۔ وہ کارڈ کی جھلک دکھا کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

بطور حفظِ ماتقدم اس نے پہلے اپنے آفس کا رخ کیا۔ اندر داخل ہو کر اس نے روشنی کی اور چند منٹ تک اپنی ڈیسک کے عقب میں کرسی پر بیٹھی رہی۔

ڈیسک پر تین لفافے پڑے تھے۔ دو دوا ساز کمپنیوں کی جانب سے تھے۔ تیسرے نے مریسا کی توجہ جذب کر لی۔ جس پر ''لیب انجینئرنگ اِن ساؤتھ بینڈ'' کی مہر لگی تھی۔

مریسا نے لفافہ چاک کر کے پرچہ برآمد کیا۔ یہ ایک سیلز لیٹر تھا۔ جس میں مریسا کی دلچسپی کے لیے شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ نیز مریسا کی انکوائری کے جوابات بھی دیے گئے تھے۔

اس میں بتایا گیا تھا کہ اس قسم کے ہڈز، کسٹمر کی فرمائشی ضرورت اور ہدایات کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ یعنی یہ ''کسٹم بلٹ'' ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی ضرورت اور مرضی کے مطابق بنوانے کے لیے ضروری ہے کہ کسٹمر کی اپنی آرکیٹکچرل فرم ہو۔ ایسی فرم کے لیے لازم ہے کہ وہ ہیلتھ کیئر

کے شعبے میں خصوصی تعمیراتی تجربہ رکھتی ہو۔ آخر میں مریسا کے اہم ترین سوال کا جواب دیا گیا تھا۔ جواب کچھ یوں تھا: ”لیب انجینئرنگ“ کو آخری آرڈر گزشتہ برس پروفیشنل لیب سے ملا تھا۔ یعنی PL ان گریسن جارجیا۔

مریسا نے دیوار پر لگے US کے نقشے پر نظر ڈالی۔ پھر ایک دراز سے جارجیا کا روڈ میپ نکالا۔ گریسن ایک چھوٹا ٹاؤن تھا۔ اٹلانٹا سے مشرق کی سمت جائیں تو چند گھنٹے میں وہاں پہنچا جاسکتا تھا۔ نقشہ اس نے واپس رکھ دیا۔ لیب انجینئرنگ کا خط جیب میں ڈالا اور کھڑی ہوگئی۔

آفس سے نکلتے وقت وہ سوچ رہی تھی کہ گریسن جیسی مضافاتی اور غیر معروف جگہ پر کون ہے؟ جو ٹائپ تھری ہیپا جیسی ہائی پروفیشنل اشیا استعمال کر رہا ہے؟ ہیپا فلٹریشن سسٹم اس نے ٹیڈ کے ہمراہ MCL میں... دیکھا تھا۔ باتوں کے دوران میں ہیپا سسٹم کے بارے میں معلومات لی تھیں اور خاموشی سے ایک خط ”لیب انجینئرنگ“ کو روانہ کر دیا تھا۔

وہ جانے پہچانے راستوں سے ہوتی ہوئی MCL کی جانب رواں دواں تھی۔ اسے خاص امید نہیں تھی... کہ ”لیب انجینئرنگ“ سے کوئی مثبت جواب آئے گا۔

وزنی فولادی دروازے میں مخصوص جگہ پر مریسا نے ٹیڈ کا کارڈ استعمال کیا۔ کوڈ نمبر اسے ازبر تھا۔ 39-23-43 پنچ کرتے ہی لاک کھلنے کی مدھم سی کلک سنائی دی۔

مضطرب دل کے ساتھ اس نے اندر قدم رکھا۔ رفتارِ قلب میں ازخود اضافہ ہوگیا تھا۔ ماحول میں جراثیم کش ادویات کی شناسا بو بسی ہوئی تھی۔ ٹیڈ کی نقل کرتے ہوئے اس نے سرکٹ بریکرز کو چھیڑا۔

مریسا ٹیڈ کی نقل کرتے ہوئے MCL میں آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ دو مرتبہ پہلے ٹیڈ کے ساتھ یہاں آچکی تھی اس لیے اسے MCL کو سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ البتہ وہ تنہا تھی۔ یہ جگہ اس کے نزدیک ”ایوانِ دہشت“ تھی۔ وہ قدرے خوف محسوس کر رہی تھی۔ ہراس کی دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ قطعی غیر قانونی طور پر وہاں داخل ہوئی تھی۔ وہ ہمت مجتمع کر کے MCL کے مخصوص مراحل سے گزر رہی تھی۔

تمام حفاظتی انتظامات مکمل کر کے اس نے آخری دروازہ کھولا اور مرکزی لیب میں داخل ہوگئی۔ MCL کے مخصوص لباس میں اور ہوز پائپ کے ساتھ وہ کوئی خلائی مخلوق لگ رہی تھی۔

مریسا نے تمام روشنیاں آن نہیں کی تھیں۔ وہ دھیرے دھیرے اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچ گئی۔ گزشتہ دورے میں اس نے کوڈز نمبرز اور ترتیب ذہن نشین کر لیے تھے۔

یہ ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ تھی۔ ہر ٹرے میں ایک ہزار نمونے تھے۔ افریقہ والی ٹرے علیحدہ تھیں۔ ہر ٹرے میں پچاس وائل تھیں۔

مریسا نے نہایت احتیاط سے ٹرے نمبر 97 اٹھا کر ایک طرف کاؤنٹر پر رکھ دی۔ گھبراہٹ اور خوف کے باعث وہ کسی قدر گڑبڑا گئی۔ تاہم اس نے اپنے مطلب کی وائل (ٹیوب) کی تلاش جاری رکھی۔

بالآخر ایک وائل اس کے ہاتھ آگئی۔ جس کا نمبر E39 تھا۔ وائل خالی تھی۔

اس نے فیس ماسک کے عقب سے بغور خالی وائل کو دیکھا۔ اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ جہاں مریسا کا خدشہ درست نکلا وہیں اس کا جسم دہشت سے لرز اٹھا۔ وہ ایک ایسا راز دریافت کر چکی تھی جس کے بعد اس کی زندگی واضح طور پر خطرے میں پڑ گئی تھی... شدید خطرے میں۔

یہ حد درجہ ہولناک انکشاف تھا کہ ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ سی ڈی سی میں تھی۔ کوئی خوفناک سازش تھی۔ کوئی شک نہیں رہا تھا کہ ایبولا جیسے خون آشام، ناقابلِ علاج وائرس کو انسانی ہاتھ استعمال کر رہے تھے۔

مریسا سکتے کے عالم میں ایبولا کی خالی وائل کو گھور رہی تھی۔ سازشی عناصر کون تھے؟ اور اگر ان کو مریسا کی کارگزاری کا علم ہو جاتا تو اس کی موت یقینی تھی۔ وہ جو بھی تھے، پہلے ہی سیکڑوں انسانوں کو ایبولا کے ذریعے ہلاک کر چکے تھے تو مریسا کی کیا اوقات تھی۔

دفعتاً مریسا کی آنکھ کے کونے کو کسی حرکت کا احساس ہوا۔ اس کا دل حلق میں دھڑکنے لگا۔ توجہ وائل پر سے ہٹ گئی۔ اندر آنے کے لیے فولادی دروازے کا پہیا گھوم رہا تھا۔ مریسا جیسے مفلوج ہو کر رہ گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی کہ کوئی اندر داخل ہونے والا ہے۔

لمحہ بھر کے لیے اسے مایوسی نے گھیرا پھر وہ متحرک ہو گئی۔ وائل واپس رکھ کر ٹرے اس نے جگہ پر رکھ دی۔

پہلا خیال اسے بھاگنے کا آیا لیکن وہاں بھاگنے کی جگہ کہاں تھی۔ پھر اسے چھپنے کا خیال آیا لیکن کہاں؟ اسے جانوروں کے سیکشن کا خیال آیا جہاں نیم تاریکی تھی۔ اتنے میں ائر ٹائٹ فولادی دروازہ کھل گیا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ دونوں نے مخصوص پلاسٹک سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ ایک لمبا تڑنگا تھا، دوسرا پستہ قد۔ پستہ قد لیب سے شناسا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی کو ائر ہوز پلگ رن

کرنے کا طریقہ بتایا۔

مریسا کا دل پسلیوں کے پنجرے کو ہتھوڑے کے مانند کوٹ رہا تھا۔ نہایت معمولی امکان تھا کہ وہ دونوں سی ڈی سی کے ڈاکٹرز ہوں اور کسی کام سے وہاں اچانک آن پہنچے ہوں... یہ معمولی خوش فہمی بھی فوراً دور ہوگئی۔ دونوں سیدھے مریسا کی جانب آرہے تھے۔ اس وقت مریسا نے نوٹ کیا کہ پستہ قد کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ دراز قامت کا ایک ہاتھ مصنوعی انداز میں کہنی سے مڑا ہوا تھا۔

آہ... مریسا کو گھر پر ہونے والا حملہ یاد آگیا۔ بے ساختہ اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ قاتلوں کے نرغے میں تھی۔

بدقت تمام اس نے خود کو سنبھالا اور اپنا ائر ہوز پائپ، پلاسٹک سوٹ سے الگ کر دیا اور بھاگتی ہوئی جانوروں کے سیکشن میں گھس گئی۔ لمبا آدمی قریب آچکا تھا۔ وہ اپنے شکار پر جھپٹا جس وقت وہ مریسا کو پکڑنے والا تھا، ائر پائپ کی لمبائی ختم ہوگئی۔ وہ جھٹکا کھا کر رکا۔ مریسا پھرتی سے جانوروں کے پنجروں کے درمیان روپوش ہوگئی۔ مختلف جانوروں نے غل بپا کر دیا۔

مریسا لیب کی محدود جگہ میں پھنس گئی تھی۔ توجہ بٹانے کے لیے اس نے بندروں کے پنجرے کھولنے شروع کر دیے۔ ائر پائپ کی موجودگی میں اب اس کی سانس بھاری ہونے لگی تھی۔ بندر خوخیاتے ہوئے باہر نکل پڑے۔

مریسا نے رخ بدل کر اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔ اس کی نگاہ نیم تاریکی سے آشنا ہوگئی۔ شاید قسمت تھی کہ اسے ایک ائر پائپ نظر آگیا۔ اس نے پائپ پلگ ان کر کے گہرے گہرے سانس لیے۔

یہ امر واضح تھا کہ دراز قامت لیب میں پہلی بار آیا تھا لیکن مریسا کے لیے اس میں کوئی واضح سبقت پنہاں نہیں تھی۔

وہ پنجروں کے درمیان اپنی دانست میں مناسب جگہ پر چھپ گئی۔ اسے بندروں کی جانب سے بھی دھڑکا لگا ہوا تھا۔

ایک انسانی سایہ مریسا کی پوشیدہ جگہ کی طرف آرہا تھا۔ اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ سایہ اسے دیکھ چکا ہے یا نہیں۔ مریسا ہمت کر کے دبکی رہی مگر اس کا اندازہ غلط نکلا، سایہ قریب آگیا تھا اور واضح انسانی شبیہ میں ڈھل گیا۔ نکل بھاگنے کی مہلت نہیں تھی۔ مریسا کی گردن کا رُواں رُواں کھڑا ہوگیا۔ سانس خود بخود رک گئی۔ پھر بھی اس نے ائر پائپ الگ کیا اور پنجروں کے درمیان دور جانے کے لیے حرکت کی۔

اسی وقت اس آدمی نے مریسا کا بایاں بازو جکڑ لیا۔ مریسا کی مزاحمت طاقتور گرفت کے مقابلے میں قطعی غیر اہم تھی۔ مریسا نے اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی لیکن واضح طور پر پہچاننے میں ناکام رہی۔

''اب وہ کیا کرے؟ کیا آخری وقت آگیا ہے؟ دفعتاً اس کی نگاہ قاتل کے شانے کے عقب میں سرخ رنگ کے لیور پر پڑی جس پر ایمرجنسی لکھا ہوا تھا۔

لیور استعمال کرنے کے کیا نتائج نکلیں گے، یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ مایوسی کے عالم میں مریسا نے آزاد ہاتھ سے سرخ لیور کھینچ ڈالا۔ بیک وقت دو چیزیں ظہور پذیر ہوئیں۔ ایک زوردار الارم کی آواز، دوسرے اس علاقے میں فینولک ڈس انفیکٹ کے شاور کی برسات شروع ہوگئی۔ دھند کے بادل چھانے لگے اور نگاہ کی رسائی تقریباً زیرو ہوگئی۔

قاتل نے اچانک افتاد سے بدحواس ہو کر مریسا کا بازو چھوڑ دیا۔ مریسا نے پنجروں کے نیچے گھس کر کرالنگ شروع کر دی۔ وہ اندازے سے مرکزی لیب کی طرف جارہی تھی۔ کچھ دور جا کر وہ باہر نکل کر قدموں پر کھڑی ہو گئی۔ ڈس انفکیٹ شاور کی برسات رکتی نظر نہیں آرہی تھی۔ غالباً ضروری تھا کہ کوئی اس لیور کو واپس جگہ پر کردے۔

مریسا کی سانس پھر بوجھل ہونا شروع ہوگئی۔ اسے تازہ ہوا کی ضرورت تھی۔ وہ ہانپتی ہوئی مرکزی لیب تک پہنچ گئی۔ اسے امید تھی کہ دوسرا آدمی، پہلے کی مدد کے لیے جانوروں کے سیکشن میں ہونا چاہیے۔

مریسا نے پہلے ائر پائپ منسلک کر کے سانس بحال کی۔ جانوروں کے سیکشن سے اسے پریشان کن آوازیں سنائی دیں۔ اگرچہ یہ مدھم تھیں۔ تاہم اس نے اندازہ لگایا کہ وہ لوگ ہوا کی کمی کا شکار ہوگئے ہیں، قبل اس کے کہ انہیں مخصوص ائر پائپ ملتا، مریسا نے تمام روشنیاں گل کر دیں۔ دوسرے سیکشن سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ غالباً کوئی پنجرے سے ٹکرا گیا تھا۔

وہ کسی نہ کسی طرح ڈس انفیکٹنگ روم تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی۔ اتفاق سے فینولک شاور، جانوروں کے سیکشن میں پہلے ہی مل چکا تھا۔ لہٰذا اس نے شاور لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اگلے کمرے میں حتی الامکان تیزی سے اس نے پلاسٹک ڈریس کے علاوہ تمام حفاظتی اشیا الگ کیں اور اپنا عام لباس زیب تن کرلیا۔ اس کے دماغ میں ابھی تک چنگاریاں سے بھری ہوئی تھیں۔ دھڑکنیں بے اعتدالی کا شکار تھیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ موت کے منہ سے واپس نکل آئی ہے۔ مریسا نے مہیب فلٹر سسٹم بھی آف کردیا۔ وہ جہاں سے گزرتی روشنیاں آف کر دیتی۔

ڈاکٹر ہوتے ہوئے اسے ان بے رحم قاتلوں سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ ان نے وائبلیشن سسٹم بھی بند کر دیا۔ وہ MCL سے نکل چکی تھی۔ بدن اب بھی لرز رہا تھا۔

سیکیورٹی گارڈ ڈیسک پر تھا۔ مریسا نے خود پر قابو پایا۔ وہ کسی کو اطلاع دے رہا تھا کہ بائیولوجیکل الارم کسی طرح آن ہوگیا ہے۔ مریسا سائن کر کے آگے بڑھ گئی۔

''ہے... یو۔'' گارڈ کی آواز آئی۔ پہلا خیال مریسا کو آیا کہ بھاگ لے۔ باہر نکلنے کے لیے اسے زیادہ فاصلہ طے نہیں کرنا تھا۔

''تم نے وقت نہیں لکھا۔'' گارڈ کی آواز آئی۔ مریسا دوڑ لگاتے لگاتے تھم گئی۔

''اوہ سوری۔'' وہ پلٹی اور رجسٹر پر وقت تحریر کر دیا۔

باہر نکلتے ہی وہ کار کی جانب دوڑی۔

اسے بہت سارے سوالات کے جواب مل گئے تھے۔ چند سوال تشنہ تھے کہ MCL سے ایبولا چرانے والوں کا تعلق سی ڈی سی سے تھا یا وہ کوئی اور تھے؟ سی ڈی سی کے مخصوص اسٹاف کے علاوہ کوئی اور MCL میں نہیں جاسکتا تھا۔ معاً اسے حماقت کا احساس ہوا۔ بدحواسی میں وہ رجسٹر پر MCL میں داخل ہونے والے دونوں قاتلوں کے دستخط اور نام دیکھنا بھول گئی تھی۔ ''کوئی'' نہیں چاہتا تھا کہ یہ راز فاش ہو اسی لیے وہ ایک بار پھر بال بال بچ گئی تھی۔ وہ کون تھا؟ یا تھے؟

ان دونوں کا کیا ہوگا، وہ کیا بیان دیں گے؟ تاہم بیان مریسا کے خلاف ہی جائے گا کہ وہ ویسے بھی غیر قانونی طور پر MCL میں داخل ہوئی تھی۔ مریسا کو یقین تھا کہ جلد ہی پولیس اسے تلاش کرنا شروع کر دے گی۔ اس نے رالف کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

مریسا کا سوٹ کیس ابھی تک کار میں ہی تھا۔ اس نے فی الفور قریبی موٹیل کا رخ کیا۔ کمرا حاصل کرتے ہی مریسا نے سب سے پہلے رالف کو فون ملایا۔ وہ غالباً سو رہا تھا۔ پانچویں گھنٹی پر اس کا جواب موصول ہوا۔ آواز بھی خمار آلود تھی۔

''رالف، میں ہوں... مریسا۔''

''ہاں، پہچان لیا۔ کہاں ہو؟ ابھی تک مجھ سے نہیں ملیں؟''

''میں مشکل میں ہوں، بہت مشکل میں۔ اس وقت تمام باتیں نہیں بتاسکتی۔'' مریسا نے کہا۔ ''مجھے ایک اچھے وکیل کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ تم کسی کو جانتے ہو؟''

''او میرے خدا۔'' رالف کی آواز سے نیند کا خمار غائب ہوگیا۔ ''بہتر ہے اب سب کچھ بتاؤ، میں [illegible]''

''نہیں، میں نہیں اس مصیبت میں [illegible] چاہتی۔'' وہ بولی۔ ''معاملات بہت بگڑ گئے [illegible] اتھارٹیز سے بھی رابطہ [illegible] کر سکتی [illegible] مفروری سی ہے۔'' وہ [illegible] انداز میں [illegible]

''تم یہاں [illegible] پاس [illegible] آجاؤ [illegible] یہاں تم خود کو محفوظ پاؤ گی۔''

''شکریہ۔ فی الوقت [illegible]''

''میں ہر قسم کی مدد کے لیے تیار ہوں، تم ہو کہاں پر؟'' رالف نے یقین دہانی کراتے ہوئے سوال کیا۔

''میں رابطے میں رہوں گی پھر شکریہ۔ تم ایک اچھے دوست ہو۔ وقت کم ہے، میں رابطہ کروں گی۔'' مریسا نے کچھ بتائے بغیر فون بند کر دیا۔

بڑی ہمت کر کے اس نے ٹیڈ کا نمبر ملایا۔ کارڈ کی بابت وہ ٹیڈ سے معذرت کرنا چاہتی تھی۔ کئی بار گھنٹی بجی، مریسا کے اعصاب جواب دے گئے۔ اس نے لائن کاٹ دی۔ ''سو نے دو اسے۔'' اس نے دل ہی دل میں کہا اور بستر پر بیٹھ کر اپنے کشیدہ اعصاب کو تھپکیاں دینے لگی۔

بات کہیں سے کہیں جا نکلی تھی۔ دوسری مرتبہ وہ بال بال بچی تھی۔ مریسا نے گہری سانس لی اور جیب سے گریسن کی ''لیب انجینئرنگ'' کا خط نکالا۔

☆☆☆

بری طرح نڈھال ہونے کے باوجود وہ سکون کی نیند سے محروم رہی۔ ڈراؤنے خواب اسے ہراساں کرتے رہے۔ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ اس نے آنکھ کھول دی۔ واش روم سے نکل کر اس نے اٹلانٹا جنرل اینڈ کانٹی ٹیوشن کی کاپی منگوائی۔

اس میں سی ڈی سی کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ مریسا نے ٹی وی پر صبح کی نشریات دیکھنی شروع کیں۔

خبروں کے دوران سی ڈی سی میں ایک ٹیکنیشن کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی۔ جسے ایموری یونیورسٹی اسپتال میں ابتدائی طبی امداد کے بعد فارغ کر دیا گیا تھا۔

اس کے فوراً بعد مریسا نے اسکرین پر نورس کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آواز پتھرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق مذکورہ حادثہ ایمرجنسی سیفٹی سسٹم میں خرابی کے باعث رونما ہوا تھا اور اب صورتِ حال پوری طرح قابو میں ہے۔ آخر میں نورس نے ڈاکٹر مریسا بلوم کا نام لے کر بتایا کہ حادثے سے ڈاکٹر مریسا کا تعلق ہے اور سی ڈی سی کو

ڈاکٹر مریسا کی تلاش ہے۔

کہیں بھی MCL کا ذکر نہیں تھا۔

نورس کا چہرہ غائب ہو گیا۔ میزبان کی شکل دوبارہ دکھائی دی۔ وہ عوام سے اپیل کر رہی تھی کہ کسی کے پاس ڈاکٹر مریسا کی کوئی اطلاع ہو تو وہ اٹلانٹا پولیس سے رابطہ کرے۔ دس سیکنڈ بعد اسکرین پر مریسا کی تصویر کی نمائش کر دی گئی۔

عالم پریشانی میں اس نے ٹی وی بند کر دیا۔ وہ حقیقتاً مفرور کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ کم از کم اٹلانٹا میں وہ ایک ''وانٹڈ پرسن'' تھی۔

مریسا نے تیزی سے اپنی اشیا اکٹھی کرنی شروع کر دیں۔ سستی دکھانے اور سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ رات کے ڈیوٹی کلرک کے پاس مریسا کا پورا نام لکھا ہوا تھا اچھا ہی ہوا کہ وہ گھوڑے بیچ کر سونے میں ناکام رہی تھی۔ فوری طور پر سی ڈی سی سے موٹیل پہنچنے کا فیصلہ بھی درست ہی رہا۔ اسے اب تیز قدمی کے ساتھ درست فیصلے کرنے تھے، قبل اس کے کہ دن چڑھتا اور بات پھیل جاتی۔

علی الصبح اس نے کمرا چھوڑ دیا۔ ڈیوٹی کلرک ابھی رات والا ہی تھا۔ مریسا کی کشتیاں جل چکی تھیں۔

''ہیواے نائس ڈے۔'' کلرک نے اتنا ہی کہا۔

مریسا نے راستے میں ہاورڈ جانسن پر ڈونٹس کے ساتھ کافی چڑھائی۔ تھوڑا انتظار کر کے وہ بینک پہنچ گئی۔ ڈرائیوان ونڈو پر اس نے چہرہ ایک سائڈ پر رکھا اور بیگ ٹٹولنے کے بہانے رخ نیچے کی جانب رکھا۔ کیشیئر نے کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ حسبِ عادت مشینی انداز میں کام کر رہا تھا۔ مریسا نے اپنی بچت کا بیشتر حصہ نکال لیا۔ یہ چار ہزار چھ سو پچاس ڈالرز تھے۔

شاہراہ انٹراسٹیٹ 78 پکڑ کر اس نے ریڈیو آن کر دیا۔ کار مناسب رفتار سے گریسن، جارجیا کی سمت دوڑ رہی تھی۔ یہ ایک لمبی ڈرائیو تھی۔

وہ گریسن ٹاؤن میں داخل ہوئی تو شہری علاقے سے کٹ چکی تھی۔ وہاں مرکزی سڑک کے علاوہ ذیلی سڑکیں تقریباً خالی تھیں۔ اس نے ایک فوڈ اسٹور اور ہارڈ ویئر اسٹور دیکھا۔ ایک بینک برانچ، ایک پرانا مووی تھیٹر، لگتا تھا کہ عرصے سے بند پڑا ہے۔ مریسا نے گاڑی کی رفتار کم کر دی۔ اس کی متلاشی آنکھیں یہاں وہاں چکرا رہی تھیں۔ پروفیشنل لیب (PL) کہاں ہو سکتی ہے؟ پولیس کے پاس وہ جا نہیں سکتی تھی۔

یوٹرن سے اس نے گاڑی گھمائی اور ایک سالخوردہ سائن بورڈ کے پاس رک گئی۔ بورڈ پر یو ایس پوسٹ آفس لکھا تھا۔ مریسا گاڑی سے اتر گئی۔

''پروفیشنل لیب؟ ہاں، وہ برج روڈ سے آگے ہے۔'' مریسا کی انکوائری پر جواب ملا۔ ''واپس جاؤ، فائر ہاؤس سے دائیں مڑ کر پارسن کریک سے بائیں مڑ جانا۔ آگے ''پروفیشنل لیب'' ہے۔ وہاں کچھ نہیں ہے۔ لیب کے علاوہ گائے بھیڑیں مل سکتی ہیں۔'' جواب دینے والے نے اضافی فقرہ چست کیا۔

''مطلب ویران جگہ ہے۔'' مریسا مسکرائی۔ ''کیا ہو رہا ہے وہاں پر؟''

''میری بلا سے۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں، بل وغیرہ وقت پر دے دیتے ہیں۔ اتنا کافی ہے میرے لیے۔''

''او کے، شکریہ۔''

مریسا واپس گاڑی میں آ گئی اور بتائے ہوئے راستے پر چل پڑی۔ پارسن کریک کے بعد سڑک کے اطراف سے فٹ پاتھ بھی غائب تھی۔ سڑک پائن کے جنگل میں داخل ہو رہی تھی۔ مریسا کار آگے بڑھاتی رہی۔ اچانک درختوں سے نکل کر سڑک پر پھیل کر پارکنگ ایریا میں تبدیل ہو گئی۔ مریسا نے وہاں ایک وین دیکھی جس پر پروفیشنل لیب انک لکھا ہوا تھا۔ دوسری گاڑی کریم کلر کی ایک مرسڈیز تھی۔ مریسا نے اپنی ہنڈا، وین کے برابر لگا دی۔ وہ ایک شاندار عمارت کے سامنے کھڑی تھی۔

عمارت کی چھتوں پر بکثرت آئینے لگے ہوئے تھے جن میں پائن کے درختوں کا عکس نظر آ رہا تھا۔ اطراف میں پائن کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

مریسا داخلی دروازے کی جانب گئی۔ اسے دروازے کی گھنٹی کہیں نظر نہ آئی۔ مریسا نے دروازہ کھینچ کر دیکھا پھر اسے دھکا دیا۔ دونوں کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ اس نے پیچھے ہٹ کر ایک بار پھر گھنٹی تلاش کی۔ ''یہ کیا ماجرا ہے؟'' وہ بڑبڑائی۔

اس نے کئی بار دستک دی۔ تاہم آواز اتنی بلند نہیں تھی کہ وسیع عمارت میں کسی کو متوجہ کرنے کا سبب بنتی۔ مریسا نے ادھر سے توجہ ہٹا کر دائیں بائیں دیکھا۔ پھر ایک کھڑکی کی طرف چل دی۔ بند کھڑکی پر دونوں ہتھیلیوں سے پیالہ بنا کر اندر جھانکنے کی ناکام کوشش کی۔ وہاں سے ہٹ کر اس نے مزید آگے جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن معاً ایک آواز نے اس کے قدم پکڑ لیے۔

''یہ پرائیویٹ پراپرٹی ہے۔'' آواز کرخت اور جارحانہ تھی۔ وہ ایک گٹھے ہوئے بدن کا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ لباس نیلے رنگ کا تھا۔ ''تمہیں پتا ہے کہ تم قانون شکنی کی مرتکب ہو رہی ہو۔'' نیلے لباس والے نے کہا۔

مریسا نے مجرمانہ انداز میں ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیے۔ اس کا ذہن تیزی سے کوئی مناسب جواب تلاش کرنے کی کوشش میں تھا۔ یہ صحیح تھا کہ اس نے نجی املاک پر بلا اجازت قدم رکھا تھا۔

''تم نے وہ اشارہ نہیں دیکھا؟'' اس نے ہاتھ سے پارکنگ میں ایک بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں تنبیہ کا نوٹس لگا تھا۔

''جا... جی۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ ''دراصل میں ڈاکٹر ہوں۔'' وہ ہچکچائی۔ ڈاکٹر ہونا کوئی معقول [illegible] نہیں تھا۔ ''یہاں وائرل لیب کی موجودگی نے مجھے [illegible]۔ وائرل امراض کی تشخیص میں مجھے دلچسپی ہے۔ شاید تم لوگوں کے پاس نئی معلومات ہوں۔''

''تم نے کیسے سوچا کہ یہ کوئی وائرل لیب ہے؟'' نیلے کپڑوں والے نے الٹا سوال کیا۔

''میں نے سنا تھا۔''

''تم نے غلط سنا تھا۔'' اس نے خشک لہجے میں کہا۔ یہاں بیکٹیریا یا بائیولوجی پر کام ہوتا۔ بہتر ہے کہ تم روانہ ہو جاؤ ورنہ مجھے پولیس کو کال کرنی پڑے گی۔'' اس نے مریسا کو دھمکی دی۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' مریسا نے کہا۔ ''میں واقعی معذرت خواہ ہوں۔ تم لوگوں کے کام میں خلل انداز ہونے کا قطعی کوئی خیال نہیں تھا۔ اگر ممکن ہے تو کیا میں لیب دیکھ سکتی ہوں؟''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔'' لگا سا جواب ملا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں پھر معذرت کرتی ہوں۔''

مریسا اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ وہ وہیں کھڑا دیکھتا رہا۔ جب تک کار درختوں میں غائب نہیں ہو گئی۔ اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔ مطمئن ہونے کے بعد وہ مڑا۔ وہ دروازے کے قریب پہنچا تو کسی آٹومیکنزم کے تحت دروازہ خود ہی کھل گیا۔

وہ آدمی کوریڈور سے گزرتا ہوا ایک لیب میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک سمت میں ڈیسک موجود تھی جبکہ مخالف [illegible] میں ائرٹائٹ اسٹیل ڈور تھا۔ ڈور [illegible] MCL کے اسٹیل ڈور سے مشابہ تھا۔ ڈور کے پیچھے [illegible] لیب تھی۔ جہاں ٹاپ 3 [illegible] کام کر رہا تھا۔

ڈیسک پر موجود [illegible] آدمی نے سر اٹھایا۔

''تم نے مجھے کیوں نہیں [illegible]؟ میں اسے سنبھال لیتا۔'' ڈیسک پر موجود آدمی نے [illegible] اور [illegible] شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ آنکھوں میں بھی پانی آ گیا۔

''پال، تھوڑی عقل استعمال کرو۔'' نیلے لباس والے نے سرد آواز میں کہا۔ ''تمہیں [illegible] معلوم [illegible] کی موجودگی کا کس کس کو پتا ہے؟'' [illegible] پر موجود فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور [illegible]۔

''ڈاکٹر [illegible] آفس'' دوسری جانب سے مترنم آواز آئی۔

''ڈاکٹر سے بات کراؤ''

''معذرت خواہ ہوں۔ ڈاکٹر، ایک مریض کے ساتھ ہیں۔''

''ہنی، مجھے پروا نہیں ہے اگر ڈاکٹر کسی کے ساتھ بھی موجود ہیں... پھر بھی میری ... بات کراؤ۔'' نیلے کپڑوں والا غرایا۔

''ایک منٹ، پلیز۔''

اس نے گردن موڑ کر ڈیسک کے عقب میں بیٹھے ہوئے آدمی کو مخاطب کیا۔ ''پال، کاؤنٹر سے میرے لیے کافی لاؤ۔''

پال نے آنکھوں سے رومال ہٹایا۔ ڈیسک پر ہاتھ جما کر اس نے خود کو کرسی سے اٹھایا۔ پال ایک کیم شحیم آدمی تھا۔ اس کا ایک ہاتھ کہنی کے جوڑ سے آگے مصنوعی تھا۔ نوجوانی میں ایک پولیس والے نے اس کے سینے میں گولی اتارنے کی کوشش کی تھی۔ پال کی قسمت تھی کہ بچ گیا۔ تاہم نصف ہاتھ سے اسے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔

''کون ہے؟'' لائن پر ڈاکٹر جیکسن کی آواز آئی۔ آواز میں ناگواری کا عنصر تھا۔

''ہیبر لنگ۔'' نیلے لباس والے نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر ہیبر لنگ۔''

''ہیبر لنگ، میں نے تمہیں یہاں آفس میں فون کرنے کے لیے منع کیا تھا۔'' ڈاکٹر جیکسن نے یاددہانی کرائی۔

''مریسا بلوم یہاں آئی تھی۔'' ہیبر لنگ نے جیکسن کی یاددہانی کو نظرانداز کر دیا۔ ''وہ کھڑکی سے اندر جھانک رہی تھی کہ میری نظر پڑ گئی۔''

''[illegible] ہے؟''

''[illegible] ہے۔''

''[illegible] لیب کے بارے میں کیسے پتا چلا؟''

''میں نہیں جانتا۔ نہ مجھے اس کی پروا ہے۔''

ہیبر لنگ نے خشک لہجے میں کہا۔ ''وہ یہاں آئی تھی اور اب میں تم سے ملنے ٹاؤن آرہا ہوں۔ لڑکی کا بندوبست کرنا پڑے گا۔''

''نہیں، یہاں مت آنا۔'' جیکسن کی آواز میں اضطراب در آیا۔ ''میں خود وہاں آتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے لیکن آج کی تاریخ میں آنا۔''

''پانچ بجے سے پہلے پہنچ جاؤں گا۔'' جیکسن نے فون پٹخ دیا۔

☆☆☆

مریسا کو بھوک ستانے لگی۔ اس نے گریسن ٹاؤن میں ہی لنچ کا فیصلہ کیا۔ لنچ کے دوران میں اس کا ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا رہا۔ وہ سی ڈی سی جا سکتی تھی نہ برنن اسپتال... اس نے لیب انجینئرنگ کا خط نکالا۔ لے دے کر اس کے پاس ایک پتا باقی بچا تھا جس کا ذکر لیب انجینئرنگ والوں نے مریسا کے خط کے جواب میں کیا تھا یعنی پروفیشنل لیب (PL) وہ لیب تک پہنچ بھی گئی تھی۔ آخر PL میں سپر اسپیشل ہیپا فلٹریشن سسٹم کیوں استعمال ہو رہا ہے؟

تھی ڈی سی کی MC لیب (MCL) میں تو ہیپا سسٹم، ٹائپ-3 کی وجہ ظاہر و باہر تھی لیکن یہاں مضافاتی علاقے میں موجود ''پروفیشنل لیب'' میں ''ہیپا سسٹم'' کا کیا کام ہے؟ اس سوال کے جواب میں بہت کچھ پوشیدہ تھا لیکن وہ جواب کیونکر حاصل کرے۔

پروفیشنل لیب کی عمارت مریسا کو کسی قلعے کی طرح لگی تھی۔ وہاں داخل ہونا ممکن نہیں تھا۔ مریسا کو یقین تھا کہ نیلے لباس والے نے ''بیکٹیریا یا بائیولوجی'' کے بارے میں جھوٹ بولا تھا لیکن وہ اب کیا کر سکتی ہے؟ اسے خیال آیا کہ رالف کو فون کرے۔ رالف نے یقیناً کسی وکیل کا بندوبست کیا ہوگا۔ وکیل کے لفظ کے ساتھ ہی مریسا کے ذہن میں ایک خیال سرسرایا۔ اس نے جلدی جلدی کھانا پینا ختم کیا اور ادائیگی کر کے باہر نکل گئی۔ پروفیشنل لیب کی پارکنگ میں جو وین اس نے دیکھی تھی۔ اس پر نام کے آگے ''اِنک'' (Inc) لکھا ہوا تھا۔ یعنی ان کارپوریٹڈ۔

کچھ دیر بعد وہ ایک بار پھر پوسٹ آفس میں داخل ہو رہی تھی۔ اس مرتبہ اس کی مڈبھیڑ کسی اور آدمی سے ہوئی۔ مریسا کے سوال کے جواب میں اس نے ٹاؤن میں ایک وکیل کی نشاندہی کر دی۔

دس منٹ بعد مریسا وکیل کے دفتر کے سامنے تھی۔ اس نے بیرونی دروازے کی پلیٹ پر وکیل کا نام پڑھا۔ رونالڈ

دانت

فلوریڈا میں ایک امریکی خاتون نے پاکستانی سیاح کے گلے میں خوب صورت مالا دیکھی تو پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

''یہ حسین مالا کس چیز سے بنی ہوئی ہے؟''

''مگرمچھ کے دانتوں سے تراشی گئی ہے۔''

''بہت پیاری ہے۔'' امریکی عورت بولی۔ ''تم لوگوں کے لیے مگرمچھ کے دانت اسی طرح قیمتی ہوتے ہیں جیسے ہمارے لیے موتی۔''

''نہیں......'' سنجیدگی سے کہا گیا۔ ''ہر کس و ناکس سیپی کھول کر موتی نکال سکتا ہے لیکن مگرمچھ کا جبڑا چیر کر اس کے دانت حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔''

امریکا سے آفتاب احمد کی سوغات

ڈیوس، اٹارنی۔

اندر سفید قمیص اور بوٹائی میں جو شخص تھا، اس کے چہرے پر عینک تھی۔ بال کنپٹیوں پر سے سفید ہو چلے تھے۔

''کیا مدد کر سکتا ہوں؟'' اس نے سوال کیا۔

''مسٹر ڈیوس؟'' مریسا نے سوالیہ نظر ڈالی۔

''یس۔'' اس نے کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

مریسا بیٹھ گئی۔ ایک طائرانہ نظر کمرے پر ڈالی پھر ڈیوس کو دیکھا۔ وہ منتظر اور ہمہ تن گوش تھا۔

''مجھے کارپوریٹ لاء سے متعلق چند سوالات کے جواب درکار ہیں۔ کیا میں ٹھیک جگہ پر آئی ہوں؟''

''ممکن ہے۔ آپ سوال بتایئے؟'' ڈیوس نے عینک درست کی۔

''اگر کوئی کارپوریشن، ان کارپوریٹڈ ہے۔'' مریسا نے کہنا شروع کیا۔ ''اور میں یا کوئی اور ایسی کارپوریشن کے مالکان کے نام جاننا چاہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اور کیا یہ ممکن ہے؟''

ڈیوس نے دونوں کہنیاں میز پر ٹکا دیں۔ ''ممکن ہے اور نہیں بھی۔'' وہ مسکرایا۔

مریسا خاموش رہی۔

''اگر کمپنی، پبلک کارپوریشن ہے تو تمام اسٹاک ہولڈرز کے بارے میں جاننا بہت دشوار ہے تاہم اگر کمپنی پارٹنرشپ کی بنیاد پر ہے تو پھر یہ آسان کام ہوگا۔'' ڈیوس نے وضاحت کی۔

''پارٹنرشپ کی بنیاد پر کیا آسانی ہوگی؟'' مریسا نے

سوال کیا۔

''بہت آسان۔'' وہ بولا۔ ''تمہیں اٹلانٹا کے اسٹیٹ ہاؤس میں سیکریٹری سے ملنا ہوگا۔ وہ کارپوریٹ ڈویژن کے بارے میں بتائے گی یا بتائے گا۔ ڈویژن میں تم کلرک کو کمپنی کا نام بتاؤ گی اور کام ہو جائے گا۔ وہاں تم یہ بھی معلوم کر سکتی ہو کہ کمپنی کون سی ریاست میں لسٹڈ ہے۔''

''تھینک یو۔'' مریسا کو امید کی کرن نظر آئی، ساتھ ہی وہ سوچ رہی تھی کہ اسے پھر اٹلانٹا جانا پڑے گا۔ تاہم تاریک سرنگ کے سرے پر اسے روشنی دکھائی دینے لگی۔

''مسٹر ڈیوس، آپ کی فیس؟''

ڈیوس نے بایاں ابرو اچکایا۔ ''صرف اتنا ہی ہے تو بیس ڈالر۔''

مریسا نے فیس ادا کی اور وہاں سے نکل گئی۔

اس کی سرخ ہنڈا کار ایک بار پھر اٹلانٹا کی سمت دوڑ رہی تھی۔ مریسا کو دھڑکا صرف پولیس کا تھا۔

چار بجے وہ واپس اٹلانٹا پہنچ چکی تھی۔ اٹلانٹا میں تادیر رکنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ تاہم بدقسمتی سے اسٹیٹ ہاؤس کے کارپوریٹ ڈویژن میں پہلے ہی قطار لگی ہوئی تھی۔ چاروناچار مریسا کو انتظار کرنا پڑا۔

وہ بمشکل اپنی بے صبری کو قابو کر کے اپنی باری کی منتظر تھی۔ پہچان لیے جانے کا خدشہ اسے پریشان کر رہا تھا۔

بالآخر اس کا نمبر آ ہی گیا۔

''میں کیا کر سکتا ہوں؟'' سفید بالوں والے کلرک نے سوال کیا۔

''مجھے ایک کارپوریشن کے بارے میں معلومات درکار ہیں۔ اس کا نام 'پروفیشنل لیب' ہے۔'' مریسا نے کلرک کو بتایا۔

''لوکیشن؟''

''گریسن، جارجیا۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''او کے۔'' کلرک نے کمپیوٹر کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں۔

''ٹھیک ہے۔ گزشتہ برس اِن کارپوریشن عمل میں آئی تھی۔''

''پارٹنر شپ ہے یا پبلک کارپوریشن؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''لمیٹڈ پارٹنر شپ، سب چیپٹر...'' کلرک نے کہا۔

''کیا مطلب ہے اس کا؟''

''ٹیکس سے متعلق ہے۔'' جواب ملا۔ ''اگر کمپنی کو نقصان ہوتا ہے تو پارٹنرز ذاتی حیثیت میں نقصان پورا کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد انفرادی طور پر [illegible] نقصان [illegible] ہیں۔''

''پارٹنرز کے نام مل سکتے ہیں؟'' مریسا نے بے چینی محسوس کی۔

''بالکل۔'' کلرک کی نظریں اسکرین پر تھیں۔ ''جوشوا جیکسن، رالف ہیلر...''

''ایک سیکنڈ۔ میں لکھنا چاہوں گی۔'' مریسا نے قلم سنبھالتے ہوئے قطع کلامی کی۔ اس نے پھرتی سے دونوں نام قلمبند کیے۔ ''او کے۔'' مریسا نے کلرک کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

''بیکر کے بعد سنکلیئر ٹائی مین، جیک کراس، گستاف سوانسن، ڈان موڈی، ٹرینٹ گڈرج اور PAC۔''

''PAC؟'' مریسا کے ذہن میں گھنٹی بجی۔

''فزیشن ایکشن کانگریس۔'' کلرک نے وضاحت کی۔

''کیا ایک علیحدہ ادارہ، لمیٹڈ پارٹنر کمپنی کا حصہ بن سکتا ہے؟''

''لیڈی، میں وکیل نہیں ہوں۔ تاہم میرا خیال ہے کہ یہ ممکن ہے۔ یہاں لاء فرم کا نام بھی ہے۔ کوپر، ہوجز، اینڈ میک کوئن لن۔''

''کیا وہ بھی پارٹنر ہیں؟''

''نہیں۔'' کلرک نے جواب دیا۔ ''لاء فرم، سروس ایجنٹ ہے۔''

مریسا نے کلرک کے انکار پر لاء فرم کا نام کاٹ دیا۔

کلرک کا شکریہ ادا کر کے وہ تیزی سے روانہ ہوگئی۔ اس نے سکون کی سانس اس وقت لی جب وہ پارکنگ گیراج میں اپنی کار میں جا کے بیٹھی۔ کار، مریسا کے لیے گوشۂ عافیت بن چکی تھی۔

اندر بیٹھ کر اس نے بریف کیس کھولا اور کانگریس مین مارکھم کے کنٹری بیوٹرز کی فہرست برآمد کی۔ فزیشن ایکشن کانگریس (PAC) کا نام وہ بھولی نہیں تھی۔ مارکھم کو پیسہ دینے والوں میں PAC کا نام سرفہرست تھا۔

ایک طرف PAC کاروباری کمپنی میں شراکت دار تھی تو دوسری جانب وہ الگ حیثیت میں ایک قدامت پسند سیاست داں کی ری الیکشن مہم میں رقم لگا رہی تھی۔

مریسا نے دلچسپی کے ساتھ پروفیشنل لیب کے مالکان کے نام فہرست میں تلاش کرنے شروع کیے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ سارے نام فہرست میں موجود تھے۔

وہ سوچ میں ڈوب گئی۔ ایبولا پس منظر میں چلا گیا تھا۔ پتنگ کسی اور ہی سمت اڑ رہی تھی۔ کوئی چیستاں تھا، پراسرار تھی، معما تھا، مریسا کی چھٹی حس شور مچا رہی تھی کہ وہ کسی ہوشربا انکشاف سے قریب تر ہے تاہم درمیان میں گہری دھند حائل تھی۔

وہ قدم بہ قدم آگے بڑھ رہی تھی۔ کڑی سے کڑی مل رہی تھی لیکن منظر دھواں دھواں تھا۔ تصویر صاف نظر نہیں آ رہی تھی۔ PAC کا نام اس نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ PAC اور ...PL، دونوں نام کانٹوں کی طرح مریسا کے ذہن میں چبھ رہے تھے۔ PL (پروفیشنل لیب) کا تو وہ دیدار کر آئی تھی۔ مالکان کے نام اور پتے بھی اسے مل گئے تھے۔ لیکن PAC کے بارے میں وہ قطعی اندھیرے میں تھی۔ معاً اس نے کاغذات واپس بریف کیس میں بند کیے اور کار سے باہر آ گئی۔ وہ تیز قدمی کے ساتھ دوبارہ عمارت میں داخل ہو رہی تھی۔

چند منٹ بعد مریسا ایک بار پھر قطار میں لگی ہوئی تھی۔ اس مرتبہ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔

اس نے اسی کلرک سے PAC کے بارے میں معلومات مانگیں، 30 سیکنڈ بعد اسے جواب ملا۔

''نوتھنگ، کچھ نہیں ہے۔ نام میں پہلے بتا چکا ہوں۔ یہ نام پروفیشنل لیب کے پارٹنرز میں شامل ہے۔''

''کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں؟ کیا PAC کا وجود نہیں ہے؟''

''ضروری نہیں ہے کہ ایسا ہو۔ میرا مطلب ہے کہ وہ جارجیا میں لسٹڈ نہیں ہے۔'' کلرک بولا۔

مریسا نے چند سوالات اور کیے۔ تاہم وہ مزید کچھ معلوم کرنے میں ناکام رہی۔

کچھ دیر بعد وہ واپس کار کے اندر تھی اور اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ PAC کے معاملے میں اسے ایموری میڈیکل اسکول کی لائبریری سے استفادہ کرنا چاہیے۔ تاہم مریسا نے یہ خطرناک خیال مسترد کر دیا۔ لائبریری جانے کا مطلب سی ڈی سی کی حدود میں قدم رکھنا تھا۔

اس نے AMA (امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن) سے رجوع کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔ اگر AMA سے بھی معلومات نہ ملیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ PAC ایک فرضی نام ہے۔

مریسا نے گہری سانس لی اور ائرپورٹ کا رخ کیا۔ اب وہ تھکن محسوس کر رہی تھی۔

☆☆☆

جوشوا جیکسن کی سیڈان، پروفیشنل لیب کی سمت بھاگ رہی تھی۔ اس کا موڈ خاصا برہم تھا۔ وہ لیب سے دور رہنا چاہتا تھا لیکن ہیبر لنگ کو ٹاؤن میں دیکھنا بھی اسے گوارا نہ تھا۔

ہیبر لنگ، روز بروز ناقابل اعتبار ہوتا جا رہا تھا۔ اسے ہائر کر کے جیکسن نے زندگی کی بدترین غلطی کی تھی۔ ہیبر لنگ وہ شخص تھا کہ اگر اسے پٹاخہ چلانے کو کہا جاتا تو وہ نیوکلیئر وار کی باتیں کرنے لگتا۔ وہ بوتل کے جن کی طرح تھا جو بوتل سے نکلنے کے بعد قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔ جیکسن اور اس کی ٹیم ہیبر لنگ کی بدمعاشی کے سامنے بے بس ہوتی جا رہی تھی۔ سی ڈی سی کے تجربے کے باعث جیکسن نے اسے چُنا تھا اور آج تک پچھتا رہا تھا۔

پارکنگ میں جیکسن نے مرسڈیز کے ساتھ اپنی گاڑی روکی۔ کریم کلر کی مرسڈیز، ہیبر لنگ کی تھی۔ جیکسن کے علم میں تھا کہ ہیبر لنگ نے مرسڈیز خریدنے کے لیے لیب کے فنڈز میں خرد برد کی تھی۔ رقم کا ضیاع... عیاشی۔ وہ بڑبڑاتا ہوا گاڑی سے اترا۔

پروفیشنل لیب کی شاندار عمارت پر نظر ڈالی۔ جیکسن ہی بہتر جانتا تھا کہ اس قلعے کو کھڑا کرنے میں کتنا کثیر سرمایہ لگا تھا اور یہ سب کچھ PAC نے ڈاکٹر آرنلڈ ہیبر لنگ کے لیے کیا تھا۔ وہی ہیبر لنگ ایک دردِسر بن چکا تھا۔ ہیبر لنگ ایک جنونی تھا، قطعی ناقابل اعتبار۔

جیکسن کے قریب جاتے ہی دروازہ ازخود کھل گیا۔

''میں کانفرنس روم میں ہوں۔'' اسپیکر سے ہیبر لنگ کی آواز آئی۔

کانفرنس روم میں دبیز قالین کے وسط میں ایک میز تھی۔ میز کے دونوں طرف آمنے سامنے دو بڑے سائز کے بیش قیمت صوفے موجود تھے۔ ایک صوفے پر تین افراد بیٹھ سکتے تھے۔

ہیبر لنگ اور جیکسن دونوں ظاہری اعتبار سے بھی ایک دوسرے کی ضد دکھائی دیتے تھے۔ جیکسن چھریرے بدن کا دراز قامت شخص تھا۔ لباس بھی سادہ لیکن نفیس تھا۔

''ہیلو، ڈاکٹر جیکسن۔'' ہیبر لنگ نے کھڑے ہو کر مصافحہ کیا۔ جیکسن سر ہلا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''وہ لڑکی یہاں تک کیسے پہنچی؟ کیا جانتی ہے؟ قطع نظر ان سوالات کے اسے فوری طور پر ٹھکانے لگانا پڑے گا۔''

ہیبر لنگ نے گویا فیصلہ سنایا۔

”تم اپنی باری لے چکے ہو۔ ایک بار نہیں بلکہ دو بار۔“ جیکسن نے رکھائی سے کہا۔ ”اور دونوں بار تم ناکام رہے۔ تمہارے بے نا کارہ آدمی کچھ نہ کر سکے۔ لڑکی کے گھر سے بھی انہیں بے نیلِ مرام بھاگنا پڑا۔ مزید یہ کہ ایک روز قبل سی ڈی سی میں بھی پانچ فٹ کی لڑکی منہ پر تھوک کر نکل گئی۔“

”کوئی پروا نہیں۔ اس مرتبہ میں اپنا جادو جگاؤں گا۔ وہ بچ نہیں سکتی۔ تم اوکے کرو۔“

”بہت خوب۔ تمہارا جادو میں دیکھ چکا ہوں۔ تمہیں بہت شوق ہے، ایبولا سے کھیلنے کا۔“ جیکسن نے طنز کیا۔

”کیا حرج ہے۔ وہ متاثرہ اسپتالوں میں جاتی رہی ہے۔ کسی کو شک نہیں ہوگا۔“ ہیبر لنگ نے اطمینان سے کہا۔

جیکسن کا ضبط جواب دے گیا۔ ”اٹلانٹا میں ایبولا کا حملہ برداشت نہیں کروں گا۔“ جیکسن کی آواز بلند ہوگئی۔ ”میں وائرس سے خوف زدہ ہوں۔ میری فیملی بھی اٹلانٹا میں ہے۔ لڑکی کا مسئلہ میرے اوپر چھوڑ دو، میں سنبھال لوں گا۔“

”اوہ، کیوں نہیں۔“ ہیبر لنگ نے دانت نکالے۔ ”یہی کہا تھا، پہلے بھی یہی کہا تھا۔ اس کا ٹرانسفر کرادیا تھا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ وہ یہاں سیر سپاٹے کرتی پھر رہی ہے۔ پورے ”پروجیکٹ“ کے لیے وہ خطرہ بن چکی ہے۔ اسے ختم کرنا ناگزیر ہے۔“

”تم یہاں کے باس نہیں ہو۔“ جیکسن نے کڑوے لہجے میں کہا۔ ”تم نے خطرناک حد تک من مانی کی ہے۔ لڑکی اگر خطرہ بن گئی ہے تو اس کی وجہ بھی تم خود ہو۔ اگر تم خود کو اصل پلان تک محدود رکھتے اور انفلوئنزا وائرس استعمال کرتے تو کسی قسم کی ہلچل نہ ہوتی۔ ہم سب اس وقت سے نہ صرف پریشان ہیں بلکہ مشکلات کا شکار ہیں جب سے تمہاری خودسری ہمارے علم میں آئی۔ ایبولا وائرس استعمال کرنے سے قبل تم نے کس کو اعتماد میں لیا تھا؟ کسی سے اجازت لی تھی؟“ جیکسن کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔

”بہت خوب۔ سب پریشان ہیں۔ وہی پرانا شکوہ۔“ ہیبر لنگ کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ ”مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ رشٹر اسپتال بند ہونے کی اطلاع ملنے پر تم بہت خوش تھے۔ عوام کے اندر نجی اسپتالوں کا بڑھتا ہوا اثر و اعتماد PAC کے لیے تکلیف دہ تھا۔ PAC کا مقصد اس اعتماد کو نقصان پہنچانا تھا۔ میں نے اس سے بڑھ کر کام کیا۔ ایبولا وائرس نے اسپتال ہی بند کرادیا۔ اگر میں اصل منصوبے سے جڑا رہتا تو میرے کئی برس فیلڈ ریسرچ اور لیب ریسرچ میں ضائع ہو جاتے۔ میں نے کوئی زیادہ انحراف نہیں کیا۔ اپنا وقت بچایا اور PAC کا ٹارگٹ توقعات سے بڑھ کر حاصل کیا۔ شاید تمہیں ایبولا کی جان لیوا تباہ کاری پر افسوس ہے۔“

جیکسن دانت پیستے ہوئے ہیبر لنگ کو گھور رہا تھا۔ وہ حتمی نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ اس کا واسطہ ایک خطرناک ذہنی مریض سے پڑ گیا ہے۔ جیکسن کے دل میں نفرت کی لہر اٹھی۔ بدقسمتی سے بہت تاخیر ہو چلی تھی۔ اب ”پروجیکٹ“ بند کرنا انتہائی دشوار تھا۔ PAC کی ایگزیکٹو کمیٹی نے جب پروجیکٹ کی ابتدا کی تھی، اس وقت منصوبہ بندی نہایت سادہ محسوس ہوئی تھی۔ ہیبر لنگ جیسے زہریلے آدمی نے انفلوئنزا وائرس کی جگہ خاموشی سے ایبولا وائرس متعارف کرا کے نت نئی دشواریاں کھڑی کر دی تھیں۔ سونے پر سہاگا، ہیبر لنگ کو تشویش تھی نہ ہی کوئی شرمندگی۔

جیکسن کے ذہن نے اشارہ دیا کہ اشتعال سے کچھ حاصل نہ ہوگا، اس نے ایک گہری سانس لے کر خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔

”میں تمہیں درجنوں بار مطلع کر چکا ہوں کہ PAC ناخوش ہے۔ میرے ساتھی، سیکڑوں ہلاکتوں پر سخت بد کے ہوئے ہیں۔ ہمارے منصوبے میں یہ اموات شامل نہیں تھیں اور تم شروع سے اس بات سے آگاہ ہو۔“

”بکواس۔“ ہیبر لنگ نے بلاتامل کہا۔ ”کیا انفلوئنزا وائرس سے اموات نہیں ہوتیں؟ شاید تعداد کم ہوتی، تم لوگ کتنی برداشت کر سکتے ہو؟ دس، پچاس، سو یا سو سے زیادہ... اور ان اموات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو تم جیسے امیر کبیر ڈاکٹرز کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ جب تم سرجری کے دوران غلطی کرتے ہو یا غیر ضروری سرجری کے بعد خاموشی سے پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہو یا اپنے اسپتالوں میں اناڑی ڈاکٹرز کو تمام سہولیات کے ساتھ پریکٹس کی اجازت دیتے ہو۔“

”یہ سب جھوٹ ہے۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔“ جیکسن چلّا اٹھا۔ اس کی برداشت کی حد ختم ہوگئی تھی۔

”تم نہیں بھی کرتے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بہت سی جگہوں پر ایسا ہوتا ہے۔“ ہیبر لنگ ترکی بہ ترکی جواب دے رہا تھا۔ ”کہیں گردے کی جگہ پتا نکال دیا جاتا ہے، کہیں سرجری کے بعد دستانہ، روئی وغیرہ پیٹ میں چھوڑ دی جاتی ہے... کہیں غلط تشخیص ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے، ایسا بہت کم ہوتا ہو لیکن تم لوگ خود کیا کر رہے ہو؟ اگر ”ایبولا“

میری غلطی تھی تو انفلوئنزا وائرس کا منصوبہ کس نے بنایا تھا۔ کیا اس کے پس پردہ اصل محرک معاشی مفادات کا حصول نہیں تھا۔۔۔ ڈاکٹرز کی تعداد مریضوں سے بڑھ گئی تھی۔ اچھے منافع بخش اسپتال تم لوگوں کی آنکھوں میں کھٹک رہے تھے جن کے مالکان غیر ملکی تھے۔ شاید تم لوگوں کو غیر ملکی مالکان سے دشمنی نہ ہو۔ لیکن ان کی کارکردگی اور شہرت، تم لوگوں کی مارکیٹ خراب کررہی تھی۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟ میں نے صرف اس لیے تعاون کیا کہ تم لوگوں نے مجھے اس لیب کی سہولت فراہم کی تھی۔'' ہیبر لنگ کی آواز سے زہر ٹپک رہا تھا۔ ''تم لوگ جو چاہتے تھے، وہ میں نے کر کے دکھا دیا۔ فرق صرف طریقۂ کار کا تھا۔''

''لیکن ہم نے تمہیں رکنے کا حکم دیا تھا۔'' جیکسن کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔ ''رشٹرا اسپتال کی تباہی کے فوراً بعد ہم نے تمہیں روک دیا تھا لیکن تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے، یہ ہمیں نہیں معلوم تھا۔''

''ہاں نیم دلی کے ساتھ منع کیا گیا تھا۔ تم حاصل کردہ نتائج سے خوش تھے۔ پانچ سال میں پہلی مرتبہ PAC اور تم طبی میدان میں اپنے حریفوں سے آگے نکلنے کی پوزیشن میں آرہے تھے۔ ممکن ہے تم لوگوں کو تھوڑا بہت افسوس یا پریشانی رہی ہو مگر مجموعی طور پر سب خوش تھے۔ میں نے ثابت کر دیا کہ ایبولا بہترین بائیولوجیکل ہتھیار ہے۔ اس کا توڑ اور علاج موجود نہیں ہے۔ باوجود اس کے میں نے ثابت کر دیا کہ مخصوص علاقے اور آبادی میں اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بعدازاں محصور بھی کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر جیکسن، ہم دونوں خسارے میں نہیں رہے۔ فضول بحث لاحاصل ہے۔ مسئلہ صرف اس لڑکی کا ہے جسے جلد از جلد ٹھکانے لگانا ہے۔''

''میں تمہیں آخری بار آرڈر دیتا ہوں کہ ایبولا کا استعمال نہیں ہوگا۔''

ہیبر لنگ نے متاثر ہوئے بغیر قہقہہ بلند کیا اور آگے کی جانب جھک کر بولا۔ ''ڈاکٹر جیکسن! تم حقائق کو نظر انداز کررہے ہو۔ PAC اب اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ مجھ پر حکم چلا سکے۔ تم میری بات سمجھ رہے ہو نا؟'' وہ مکاری سے مسکرایا۔ ''ہاں اگر تم مجھے اس لڑکی کے معاملے میں فری ہینڈ دیتے ہو تو میں سوچوں گا کہ تمہاری کون کون سی باتیں مان جاؤں۔''

جیکسن کا دل کررہا تھا کہ اٹھ کر ہیبر لنگ کا گلا دبا دے۔ وہ تلملا کر رہ گیا۔ اتنا تو وہ سمجھ رہا تھا کہ PAC کے ہاتھ پاؤں بندھ چکے ہیں۔

''ٹھیک ہے۔ [illegible] کا کیا کرو گے، مجھے مت بتانا۔ دوسری بات اٹلانٹا میں ایبولا استعمال نہیں ہوگا۔'' جیکسن کھڑا ہو گیا۔

''فائن۔'' ہیبر لنگ پُرسکون ہو گیا۔ ''تم اس طرح بہتر سمجھتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گا۔ بہرحال میں اتنا نامعقول نہیں ہوں۔''

''ایک اور بات ذہن میں رکھو۔ آئندہ آفس فون مت کرنا۔ گھر پر کرو یا پرائیویٹ لائن استعمال کرو۔''

''ایسا ہی ہوگا۔'' ہیبر لنگ نے سعادت مندی کا مظاہرہ کیا۔

تاہم جیکسن کے دماغ میں چنگاریاں بھر گئی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں ہیبر لنگ کی شان میں انوکھی مغلظات ایجاد کرتا ہوا روانہ ہو گیا۔

☆☆☆

اٹلانٹا سے شکاگو، فضائی رہ گزر پر اکثر رش رہتا تھا۔ مریسا کو بھی نصف گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ اس نے ڈک فرانس کا ناول خرید لیا۔ تاہم وہ توجہ مرکوز کرنے میں ناکام رہی۔ مریسا نے ناول چھوڑ کر ٹیڈ کو فون کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ اب تک ٹیڈ سے معذرت نہیں کر پائی تھی۔

''دس از مریسا۔'' رابطہ ہوتے ہی اس نے کہا۔ ''میں جانتی ہوں تم مجھ سے ناراض ہو۔''

''میں غصے میں ہوں۔''

''میں معذرت خواہ ہوں اور۔۔۔''

''تم میرے گھر سے MCL میں رسائی کا کارڈ لے گئیں۔''

''ٹیڈ، میں دل سے شرمندہ ہوں۔ آئی ایم سوری۔'' میں جب تم سے ملوں گی تو ایک ایک بات بتا دوں گی۔''

''تم دراصل MCL میں گئی تھیں۔ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟'' ٹیڈ کی آواز میں خفگی تھی۔

''ہاں، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔''

''مریسا تمہیں پتا ہے کہ لیب میں کتنے تجرباتی جانور مر چکے ہیں اور ایک بندے کو ایموری ایمرجنسی میں ہینڈل کیا گیا؟''

''لیب میں دو آدمی آئے تھے۔ وہاں مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔''

''کیا کہہ رہی ہو؟''

''ٹیڈ! میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ تم

میری بات پر یقین کرو گے۔''

''میری سمجھ سے باہر ہے کہ کیا یقین کروں، کیا نہ کروں؟ آخر سب کچھ تمہارے ساتھ ہی کیوں ہو رہا ہے؟''

''ایبولا کی وجہ سے۔ کیونکہ میں اس لہورنگ اسرار کا پردہ چاک کرنے والی ہوں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ لیب میں زخمی ہو کر ایمرجنسی میں پہنچنے والا آدمی کون تھا اور یہ کہ اس رات لیب میں دوسرا آدمی کون تھا؟''

''میں نہیں سمجھتا کہ یہ ممکن ہے۔ کیونکہ ہماری دوستی اب سب کے علم میں آچکی ہے۔ کوئی مجھے کچھ نہیں بتائے گا۔ میں اس لیے محفوظ ہوں کیونکہ میں نے ہر بار سچ بیانی سے کام لیا۔ اس کا مقصد محض اپنی جان یا نوکری بچانا نہیں تھا بلکہ واحد بہتر حل یہی تھا۔''

''ٹیڈ، میں سمجھتی ہوں۔''

''تم کہاں پر ہو؟''

''ائرپورٹ۔''

''تم پر حملہ ہوا۔ میں یقین کر لیتا ہوں لیکن بھاگنے سے مزید نقصان ہوگا۔'' ٹیڈ نے کہا۔

''میں بھاگ نہیں رہی ہوں۔ شکاگو میں AMA کے صدر دفتر جا رہی ہوں۔ وہاں مجھے ایک ادارے کے بارے میں معلومات کرنی ہے۔ اس کا نام فزیشن ایکشن کانگریس ہے۔ شاید تم نے نام نہ سنا ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ PAC تمام بحران کی ذمے دار ہے۔''

''مریسا، میرا خیال ہے کہ تمہیں واپس سینٹر آجانا چاہیے۔ تم خاصی مصیبت میں ہو۔''

''میں جانتی ہوں۔ تاہم میں جو کچھ کرنے جا رہی ہوں، وہ زیادہ اہم ہے۔ کیا تم اتنی مہربانی نہیں کر سکتے کہ بائیوسیفٹی کے دفتر چلے جاؤ۔''

''کیوں؟''

''یہ معلوم کرنے کہ رات میرے علاوہ کون دو آدمی وہاں داخل ہوئے تھے؟''

''مریسا! کیا تم نہیں سمجھتی ہو کہ کارڈ کے غیاب اور تمہارے MCL میں جانے کے بعد میری پوزیشن کتنی نازک ہو گئی تھی؟''

''ٹیڈ! میں سمجھتی ہوں لیکن اگر تم...'' مریسا کی بات ادھوری رہ گئی۔ ٹیڈ نے فون رکھ دیا تھا۔ مریسا نے سلوموشن میں ریسیور واپس رکھ دیا۔ وہ ٹیڈ کو کوئی الزام نہیں دے سکتی تھی۔

اس نے گہری سانس لے کر گھڑی کی جانب دیکھا پھر رالف کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری گھنٹی پر رالف کی آواز آئی۔

''مائی گاڈ، مریسا! تم کیا کرتی پھر رہی ہو؟ تمہارا نام شام کے اخبار میں ہے۔ پولیس تمہیں ڈھونڈ رہی ہے۔''

''ہاں مجھے اندازہ ہے۔'' وہ بولی۔ ہوائی سفر کا ٹکٹ خریدتے وقت مریسا نے اپنا نام استعمال نہیں کیا تھا۔ ادائیگی بھی نقد کی تھی۔ ''رالف! تم نے کسی وکیل کا انتظام کیا؟''

''آئی ایم سوری۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ ایمرجنسی ہے اور صورت حال اتنی بگڑ جائے گی۔''

''ایمرجنسی ہے۔ تاہم میں دو ایک دن کے لیے یہاں سے جا رہی ہوں۔ اس دوران میں تم کوئی وکیل نظر میں رکھو۔ اگر تمہارا شناسا ہو تو اور اچھا ہوگا۔''

''ٹھیک ہے مگر ہو کیا رہا ہے؟ اخبار میں تفصیل موجود نہیں تھی۔''

''میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں تمہیں کسی الجھن میں نہیں ڈالنا چاہتی۔''

''الجھن یا پریشانی کی کیا بات ہے۔ مشکل وقت میں دوست ہی کام آتے ہیں۔ اگر تم یہاں آجاؤ تو سکون سے بات ہو جائے گی۔ وکیل کا انتظام بھی ہو جائے گا۔'' رالف نے اصرار کیا۔

''رالف! شکریہ۔ لیکن اس وقت ممکن نہیں ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کیا تم نے کبھی فزیشن ایکشن کانگریس کا نام سنا ہے؟'' مریسا نے اس کی پیشکش کو نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

''نہیں۔'' رالف نے کہا۔ ''مریسا، پلیز بہتر ہے کہ تم یہاں آجاؤ۔ کوئی حل نکل آئے گا۔ اس طرح بھاگتے رہنے سے تمہاری پوزیشن مزید خراب ہوتی جائے گی۔''

روانگی کا اعلان ہو رہا تھا۔ مریسا نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ ''میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں مذکورہ ادارے کی معلومات کے لیے AMA سے رابطہ کرنے جا رہی ہوں۔'' اس نے تیزی سے کہا۔ ''کل پھر کال کروں گی۔''

☆☆☆

شکاگو میں مریسا کو پامز ہاؤس نامی ہوٹل میں کمرا مل گیا۔ وہاں مریسا نے کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے کا رسک اٹھا لیا۔

ہر چیز بھلا کر وہ ایک لمبی نیند کے لیے بستر پر چلی گئی۔ صبح وہ تازہ دم تھی۔ روم سروس کو ناشتے کا آرڈر دے کر اس نے ٹی وی آن کیا اور واش روم میں چلی گئی۔

وہ اس وقت ڈرائیر سے بال خشک کررہی تھی جب اس نے اینکر پرسن کو ایبولا کی بات کرتے سنا۔ ہیئر ڈرائیر چھوڑ کر وہ عجلت میں کمرے میں واپس آئی۔

وہ توقع کررہی تھی کہ پنسلوینیا کی صورت حال کو اپ ڈیٹ کیا جارہا ہوگا۔ تاہم ایسا نہیں تھا۔ مریسا پلکیں جھپکانا بھول گئی۔ ''نیویارک سٹی'' میں روزن برگ اسپتال پر ایبولا کے حملے کی خبر چل رہی تھی۔ شہر میں افراتفری پھیل گئی تھی۔ میڈیا نے پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔ جس کے باعث دہشت میں اضافہ ہورہا تھا۔

مریسا کے اعصاب کشیدہ ہو گئے۔ اس کے اندازے کے مطابق ابھی پنسلوینیا کا معاملہ پوری طرح نمٹا نہیں تھا کہ ایبولا نیویارک سٹی میں نمودار ہوگیا تھا۔

تاہم اسے اب ایبولا کے تعاقب میں نہیں جانا تھا۔ نہ ہی وہ جاسکتی تھی۔ اسے اپنی لائن پر چلنا تھا اور وہ پُرامید تھی۔ اس نے ناشتے کے بعد تیار ہونے میں زیادہ وقت نہیں لیا۔ AMA کا ہیڈ آفس ''رش اسٹریٹ'' پر تھا۔ بریف کیس ساتھ لے کر وہ روانہ ہوگئی۔

وہاں پہنچ کر مریسا نے انفارمیشن بوتھ کا رخ کیا۔ جہاں سے اس نے پبلک ریلیشن آفس کی ڈائریکشن حاصل کی۔ پی سی آفس میں ایک سیکریٹری کو جب وہ اپنی ضرورت سے آگاہ کررہی تھی، اسی وقت جے فرینک نامی ڈائریکٹر وہاں سے گزرا۔ وہ لمحہ بھر کے لیے ٹھٹکا۔ پھر مریسا کو اپنے دفتر میں مدعو کیا۔ وہ چمکیلی آنکھوں والا ایک ہنس مکھ شخص تھا۔ مریسا نے اس کے انداز میں دوستی اور خلوص کی جھلک دیکھی۔ فرینک کی شخصیت کچھ شناسا معلوم ہورہی تھی۔ تاہم مریسا اسے شناخت کرنے میں ناکام رہی۔

دفتر میں فرینک نے اس کے لیے کافی منگوائی اور مسکراتے ہوئے مریسا کی یادداشت پر اعتراض کیا۔ مریسا نے ایک بار پھر اسے پہچاننے کی کوشش شروع کردی۔

''ہائی اسکول کے کاؤنسلر کو بھول گئیں۔'' فرینک نے ہنستے ہوئے اس کی مدد کی۔ مریسا کے ذہن نے تیز رفتاری سے ماضی میں سفر کیا۔ وہ بھی خوش دلی سے مسکرائی۔

''جیمس فرینک۔'' اسے یاد آگیا۔

فرینک نے سر ہلایا۔ پانچ منٹ بعد وہ ایک دوسرے سے متعارف ہو کر بے تکلف ہو چکے تھے۔ مریسا نے جلد ہی مطلب کی بات شروع کردی۔

''میں نے یہ نام نہیں سنا۔'' فرینک نے پُرسوچ انداز میں فزیشن ایکشن کانگریس (PAC) کے بارے میں لاعلمی ظاہر کی۔ ''تمہیں یہ نام کہاں سے ملا؟''

''یہ نام ایک کانگریس مین کی کنٹری بیوشن لسٹ پر ہے۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ میں تقریباً تمام پولیٹیکل ایکشن کمیٹیز کو جانتا ہوں۔ رکو، دیکھتے ہیں کمپیوٹر کیا کہتا ہے؟'' فرینک کی کرسی دائیں جانب گھوم گئی۔ اس نے PAC کا نام کی بورڈ کے ذریعے فیڈ کیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی تھیں۔'' وہ بولا۔ ''فزیشن ایکشن کانگریس پولیٹیکل ایکشن کمیٹی عرف PAC یہاں موجود ہے۔ یہ ایک علیحدہ فنڈ کے طور پر رجسٹر ہے۔''

''کیا مطلب ہوا؟''

''ذرا ٹیکنیکل معاملہ ہے۔'' فرینک نے کان کی لو کو مسلا۔

''دراصل تمہاری PAC مختلف اراکین کے اشتراک پر مبنی ادارہ ہے۔ جسے تم ان کارپوریٹڈ آرگنائزیشن کہتی ہو۔ ایک ہی بات ہے مگر اس میں ایک کمیٹی علیحدہ فنڈ کی نگراں ہے جو سیاسی مہم کے لیے سرمایہ فراہم کرتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس کو سپورٹ کرتی ہے؟''

''میں ٹھیک طرح نہیں سمجھی۔ تاہم ایک نام میرے پاس ہے، جس کو یہ سپورٹ کرتے ہیں۔'' مریسا نے مارکھم کا نام بتایا۔ فرینک سر ہلا کر کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہوگیا۔

''مارکھم کے نام کے ساتھ کئی اور نام ہیں۔ سب کنزرویٹو ہیں۔ یعنی یہ ایک مخصوص بازو ہے۔''

''دایاں بازو؟''

''یقیناً۔'' فرینک نے تصدیق کی۔ ''میں اندازہ لگا سکتا ہوں کہ دایاں بازو DRGs کو گرانے کی کوشش کررہا ہے۔ انہوں نے غیر ملکی میڈیکل گریجویٹس کو بھی محدود کیا ہے۔ اس کے لیے بل پاس کرایا گیا HMO کی سبسڈی کو روک دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ فیڈرل الیکشن کمیشن میں ایک دوست ہے۔ اس سے بات کرنی پڑے گی۔ کیا خیال ہے؟''

''ہاں، ضرور، میں مشکور رہوں گی۔''

''مزید کافی ہونی چاہیے؟'' فرینک مسکرایا۔

''کیوں نہیں۔ مزید شکریہ بھی۔'' مریسا نے مسکراہٹ لوٹائی۔ فرینک ہنسنے لگا۔ اس نے بیل بجائی پھر فون پر نمبر ملانے لگا۔

وفاقی الیکشن کمیشن میں دوست سے رابطے پر اس نے گپ شپ سے آغاز کیا۔ بعدازاں گفتگو PAC کی جانب

موڑ دی۔ مریسا بے قراری سے فرینک کی بات چیت سن رہی تھی۔ معاً اس نے میز پر پڑے نوٹ پیڈ سے ایک پرچہ پھاڑا۔ اس پر کچھ لکھ کر پرچہ اس نے فرینک کی جانب کھسکا دیا۔

فرینک نے ایک نظر مریسا کی تحریر پر ڈالی۔ کاغذ پر لکھا تھا: PAC کے مالکان، بورڈ آف ڈائریکٹرز، ہوم آفس وغیرہ...؟

فرینک نے تفہیمی انداز میں سر کو جنبش دی اور اشارے سے قلم مانگا۔ فون پر بات کرتے ہوئے اس نے کاغذ کی پشت پر لکھنا شروع کیا۔

بات ختم کر کے اس نے انگوٹھا اوپر کیا اور کاغذ واپس مریسا کو دے دیا۔ مریسا نے اس کی تحریر پڑھنا شروع کی اور دنگ رہ گئی۔ فرینک نے لکھا تھا: بورڈ آف ڈائریکٹرز... پریذیڈنٹ، جوشوا جیکسن۔ ایم ڈی، وائس پریذیڈنٹ راڈ بیکر۔ ایم۔ ڈی، ٹریژر۔ سنکلیئر ٹائی مین۔ ایم ڈی، سیکریٹری، جیک کراس۔ ایم ڈی ڈائریکٹرز: گستاف سوانسن، ڈان موڈی، ٹرینٹ گڈریج۔

مریسا نے بریف کیس کھول کر پروفیشنل لیب کے پارٹنرز کی فہرست نکالی۔ فہرست میں وہی نام تھے جو فرینک نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھے تھے۔

☆☆☆

مریسا AMA کی بلڈنگ سے نکلی تو اس کا ذہن چکرا رہا تھا۔ نیا انکشاف، نئے سوالات الٹرا سٹرکچرز ریویو، فزیشن ایکشن کانگریس جیسا ادارہ پروفیشنل لیب سے کیا تال میل رکھتا ہے۔ ایک ایسی لیب جہاں انتہائی جدید اور مخصوص آلات استعمال ہو رہے تھے جن کی ضرورت مہلک وائرسوں پر تجربات کے لیے پڑتی ہے۔

پروفیشنل لیب کے کرتا دھرتا وہی نام تھے جو PAC کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تھے۔ صورتِ حال مزید پُراسرار ہوگئی تھی۔ ڈور کچھ اور الجھ گئی تھی۔

گرد و پیش سے بے نیاز مریسا، خیالات میں غلطاں و پیچاں چل رہی تھی۔ اس دوران کئی افراد سے وہ ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ تاہم وہ بے خبری کے عالم میں خیالات میں ڈوبی رہی۔

ایبولا نے ہر مرتبہ مخصوص پرائیویٹ گروپس میں سر اٹھایا۔ انڈیکس کیس ہر بار ایک ڈاکٹر تھا۔ جو متاثرہ پرائیویٹ گروپ سے تعلق رکھتا تھا یا اسی گروپ کے مالکان میں سے تھا۔ فرینک سے ملاقات کے بعد مریسا نئے اشارے پر غور کر رہی تھی۔ ہر انڈیکس کا نام ظاہر کرتا تھا کہ وہ باہر سے آکر امریکا میں سیٹ ہوا تھا۔ جیسے ڈاکٹر رشٹر، ڈاکٹر زیبرسکی یا ڈاکٹر الیکسی وغیرہ...

انڈیکس کیسز، ایبولا کی خون آشامی کی نذر ہونے سے قبل رہزنی کا شکار ہوئے تھے۔ صرف فونیکس کو استثنا حاصل تھا۔ مریسا کو اب بھی یقین تھا کہ فونیکس کی تباہی فوڈ کی مرہونِ منت تھی۔ ایبولا کو کسی طرح کینٹین میں کسٹرڈ کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا مگر کیسے؟

دفعتاً آنکھ کے کونے سے اس نے چارلس جورڈن شوز دیکھے۔ جورڈن شوز، مریسا کی کمزوری تھے۔ جوتے ایک دکان کے ڈسپلے میں رکھے تھے۔ شیشے کی دوسری جانب دیگر برانڈ بھی موجود تھے۔ خیالات کی غوطہ زنی ختم ہوگئی۔ وہ یکلخت رک گئی۔ اس کے عقب والا راہ گیر تقریباً ٹکرا ہی گیا تھا۔ اس نے سنبھل کر مریسا کو گھورا۔ تاہم مریسا کی توجہ اپنے پسندیدہ جوتوں کی طرف تھی۔

وہیں کھڑے کھڑے اسے خیال آیا کہ نیویارک سٹی میں بھی یقیناً کسی نجی اسپتال کا ڈاکٹر ہی انڈیکس کیس ہوگا جسے مرض میں مبتلا ہونے سے پہلے لوٹ مار کی آڑ میں زخمی کیا گیا ہوگا... مریسا نے سوچا کہ اسے نیویارک جانے کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔

اس نے ہوٹل جانے کا قصد کیا اور دائیں بائیں نگاہ دوڑائی۔ اچانک خوف نے اسے گرفت میں لینا شروع کر دیا۔ تمام واقعات، اتفاقات اور انکشافات، بائی چانس نہیں تھے۔ اس پر گھر میں حملہ، ٹرانسفر... MCL میں حملہ... سب کسی گہری سازش کی نشاندہی کر رہے تھے معاً یہ خوش فہمی تحلیل ہوگئی۔ اسے احساس ہوا کہ خود اس کی زندگی شدید خطرات سے دوچار ہے۔

وہ چونکنا ہوگئی۔ ہر کوئی اسے دشمن نظر آرہا تھا، اس کی جان کا دشمن۔ مریسا نے اطراف میں موجود افراد کو گہری نظر سے دیکھا۔ وہ اب تک اپنی ذات کے تحفظ کو بھلائے بیٹھی تھی۔

اس نے بیس فٹ کے فاصلے پر ایک آدمی کو ونڈو شاپنگ کرتے دیکھا۔ مریسا کو لگا کہ وہ اس کے تعاقب میں ہے۔ اسے رکتا دیکھ کر خود بھی ونڈو کے ساتھ رک گیا ہے۔ مریسا نے شک دور کرنے کے لیے سڑک کراس کی۔ اسے خدشہ تھا کہ وہ بھی پیچھے آئے گا۔ تاہم ایسا نہیں ہوا۔ مریسا ایک کافی شاپ میں داخل ہوگئی۔ چائے کا آرڈر دے کر اس نے خود کو پُرسکون کرنے کی سعی کی۔ اس نے کھڑکی کے

قریب والی ٹیبل منتخب کی تھی۔ جس آدمی پر اسے شک ہوا تھا، وہ کیب پکڑ کر روانہ ہو چکا تھا۔

مریسا اب بھی شیشے کے پار جائزہ لے رہی تھی۔ شاید اس کی چھٹی حس نے خطرے کا اعلان کر دیا تھا یا اس کا وہم تھا۔ مریسا نے چائے کا کپ اٹھایا۔ لیکن کپ کو ہونٹوں تک پہنچنا نصیب نہیں ہوا۔ کپ والا ہاتھ خلا میں معلق رہ گیا۔ وہ حلیے سے بزنس مین لگ رہا تھا۔ ہاتھ میں بریف کیس تھا۔ دوسرا ہاتھ کہنی کے جوڑ سے آگے متواتر ایک غیر فطری زاویے پر مڑا ہوا تھا۔

مریسا کا دل بہت زور سے دھڑکا۔ پلک جھپکتے ہی وہ اپنے گھر پہنچ گئی۔ جہاں اس پر حملہ ہوا تھا۔ وہ شکل نہیں دیکھ سکی تھی۔ بریف کیس کے بارے میں ٹیڈ نے بتایا تھا۔ بلاشبہ یہ وہی حملہ آور تھا۔ مریسا کا ہاتھ خفیف سا کانپا۔ اس نے کپ نیچے رکھ دیا۔

اس نے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں کر لیا۔ اس نے امید کی کہ یہ اس کی تخیلاتی پرچھائیاں ہیں۔ مریسا نے اپنی آنکھیں مسلیں۔ ایک منٹ بعد اس نے سانس روک کر شیشے سے باہر جھانکا۔ بریف کیس والا غائب تھا۔

مریسا نے چائے ختم کی اور باہر آگئی۔ وہ نروس ہو چکی تھی بار بار سمت تبدیل کر رہی تھی۔ اس کا اپنا بریف کیس وقتاً فوقتاً ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہو رہا تھا۔ وہ خود کو شانے پر سے عقب میں جھانکنے سے نہ روک سکی۔ وہی آدمی اس کی طرف آرہا تھا۔ مریسا لرز اٹھی۔ اس نے سراسیمگی کے عالم میں سمت بدل کر سڑک پار کی اور کن انکھیوں سے دیکھا۔ مصنوعی ہاتھ والا بھی سڑک عبور کر رہا تھا۔

مریسا کا خوف اور بدحواسی بڑھ رہی تھی۔ وہ پتا نہیں کس طرف نکل آئی تھی۔ شاید لوکل اسٹیشن تھا۔ اس کے قریب ٹرین کا سلائڈنگ ڈور کھلا۔ وہ اندھا دھند اندر داخل ہو گئی۔ اسے یہی سمجھ آیا کہ وہ ہجوم میں رہے۔ مضطرب دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں۔

مریسا، مسافروں میں راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ وہ آگے بڑھتی ہوئی دوسری کار میں چلی گئی تھی۔ اچانک اس کے پیر جیسے برف کے ہو گئے۔ وہی آدمی کچھ فاصلے پر موجود تھا۔

اس مرتبہ مریسا نے اس کی شکل نمایاں طور سے دیکھ لی۔ اس کا چہرہ اس کی مجرمانہ فطرت کا عکاس تھا۔ وہ دروازے کے قریب ہو گئی۔ اس کا ارادہ تھا کہ جاسوسی فلموں کے مانند آخری لمحات میں ٹرین چھوڑ دے گی۔ تاہم اسے اپنے فلمی منصوبے پر عمل کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ ٹرین نے معمولی جھٹکا لیا اور روانہ ہو گئی۔ مریسا نے سنبھلنے کے لیے قریبی پول پر ہاتھ ڈال دیا۔ کھڑے ہوئے مسافروں میں لہر سی پیدا ہوئی اور مصنوعی ہاتھ والا نظر سے اوجھل ہو گیا۔

مریسا نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ سینے میں دل بری طرح اچھلا۔ وہ بہت قریب تھا۔ اس کا صحیح ہاتھ اسی پول پر تھا۔ مریسا نے بدک کر ہاتھ واپس یوں کھینچا جیسے پول میں کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ مریسا نے اسے پول چھوڑ کر کھانستے دیکھا۔ اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب میں گیا۔

مریسا کے اعصاب جواب دے گئے۔ خوف و دہشت سے زیر بار اس نے چیخنا شروع کر دیا۔ اس نے ہجوم میں سے نکلنا چاہا لیکن ناکام رہی۔ چیخوں نے دم توڑ دیا۔ کوئی کچھ نہ بولا۔ بیشتر مسافر مریسا کو گھور رہے تھے۔

مریسا کا دل حلق میں دھڑک رہا تھا۔ اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ریل کار میں موجود ایک پولیس افسر مسافروں کو چیرتا ہوا وہاں آن دھمکا۔ یقیناً اس نے مریسا کی چیخیں سن لی تھیں۔

''کیا، تم ٹھیک ہو؟'' افسر نے بلند آواز میں سوال کیا۔

''یہ آدمی میرا پیچھا کر رہا ہے۔'' مریسا نے اشارے سے بتایا۔

پولیس افسر نے کاروباری ملبوس میں بریف کیس والے کو دیکھا۔

''کیا خاتون ٹھیک کہہ رہی ہے؟'' اس نے پوچھا۔

اس آدمی نے نفی میں سر ہلایا۔ ''میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پتا نہیں کیا مسئلہ ہے؟''

''کیا تم شکایت لکھواؤ گی؟'' افسر نے مریسا کی طرف دیکھا۔

ٹرین پھر آہستہ ہو رہی تھی۔ ''نہیں'' وہ بولی۔ ''یہ مجھ سے دور رہے تو مجھے شکایت لکھوانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''اگر لیڈی پریشان ہیں تو میں خوشی سے اتر جاتا ہوں۔'' اس آدمی نے پیشکش کی۔ ٹرین رک رہی تھی۔ افسر نے مریسا کو دیکھا۔

''ہاں، میں بہتر محسوس کروں گی۔'' مریسا نے کہا۔

کچھ اور لوگ بھی اتر رہے تھے۔ وہ آدمی بھی شانے

اچکا کر اُتر گیا۔

''ٹھیک ہے؟'' پولیس افسر نے استفسار کیا۔

''ہاں، تمہارا شکریہ۔'' مریسا کی جان میں جان آئی۔ چند منٹ بعد ٹرین پھر چل پڑی۔

اگلی بار ٹرین رکی تو مریسا بھی اُتر گئی۔ کیب ہائر کر کے اس نے ہوٹل پامز ہاؤس کا نام لیا اور سیٹ سے ٹیک لگا کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر اس نے خود کو نہ سنبھالا اور اسی طرح خوف و دہشت کا شکار رہی تو جلد ہی ماری جائے گی۔ وہ بہت آگے بڑھ چکی تھی۔ واپسی کی گنجائش نہیں تھی۔ نہ وہ پسپائی اختیار کرنا چاہتی تھی۔ اس کا اثاثہ دماغ تھا۔ اسے دماغ حاضر رکھنا تھا۔

ہوٹل پہنچتے ہی اس نے کمرے کا رخ کیا۔ شکاگو میں کریڈٹ کارڈ استعمال کر کے اس نے غلطی کی تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ یہاں بھی اصل نام استعمال نہ کرتی اور ادائیگی بھی کیش کی شکل میں کرنی چاہیے تھی۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے پرس اور بریف کیس ڈیسک پر رکھا اور واش روم کی طرف چلی۔ آنکھ کے کونے سے اس نے اجنبی حرکت محسوس کی اور اضطراری طور پر غوطہ لگایا۔ اس کے باوجود اس کے شانے پر پڑنے والی ضرب نے اسے زمین بوس کر دیا۔ وہ جڑواں بستروں کے قریب جا گری۔

موجودہ صورتِ حال، ٹرین سے زیادہ بدتر تھی۔ تاہم اس نے دہشت کو حاوی نہیں ہونے دیا۔ مریسا لڑنے مرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

اس نے پھرتی سے بستر کے نیچے لوٹ لگائی۔ لیکن اس کا اسکرٹ حملہ آور کی گرفت میں آ گیا۔ اس نے مریسا کو باہر گھسیٹنا چاہا۔ مریسا نے پلٹ کر دیوانہ وار لاتیں چلائیں۔ تھڈ کی آواز کے ساتھ کوئی دھاتی شے فلور پر گری۔

گن۔ مریسا کے ذہن میں یہی خیال آیا اور خوف کی لہر حملہ آور ہوئی۔

اجنبی گری ہوئی گن کی طرف متوجہ ہوا۔ اس دوران مریسا کروٹیں بدلتی ہوئی دوسرے بیڈ کے نیچے چلی گئی جو دروازے سے قریب تھا۔

حملہ آور نے پہلے بیڈ کے نیچے دیکھا۔ پھر تیزی سے گھوم کر دوسرے بیڈ کی طرف آیا۔ مریسا کو پکڑنے کے لیے اسے گھٹنوں کے بل بیٹھنا پڑا۔ وہ مزید جھکا۔ اس کے بڑے سے پنجے نے مریسا کی ٹانگ ٹخنے سے پکڑ لی۔ بے ساختہ مریسا چلا اٹھی۔ اس روز وہ دوسرا موقع تھا جب اس نے شور مچایا۔

شکار اور شکاری کے مابین رسّاکشی جاری تھی۔ شکاری نے غراتے ہوئے گن بستر پر چھوڑی اور مریسا لات چلا کر دوبارہ پہلے والے بستر کے نیچے چلی گئی۔ وہ رکی نہیں بلکہ باہر نکل کر دروازے کی طرف لپکی۔ حملہ آور بستر کے اوپر تھا۔ مریسا دروازہ کھول چکی تھی۔ جب وہ چھلانگ مار کر آیا اور شکار کے بال پکڑ لیے۔ وحشیانہ انداز میں مریسا کو گھما کر واپس اندر پھینکا۔ وہ وال مرر سے ٹکرا کر گری۔ شیشہ بھی چکنا چور ہو گیا۔ وہ ٹرین والے کو پہچان چکی تھی۔ سر جھٹک کر اس نے دھندلی نظر صاف کی۔

حملہ آور نے دائیں بائیں دروازے سے باہر دیکھا اور دروازہ بند کر دیا۔ مریسا اٹھ کر واش روم کی طرف بھاگی۔ وہ بستر پر پڑی گن اٹھانا نہیں بھولی تھی۔

وہ اندر گھس کے دروازہ تقریباً بند ہی کر چکی تھی۔ جب حملہ آور بیرونی دروازہ بند کر کے باتھ روم کے دروازے تک پہنچ گیا۔ مریسا نے ایک ٹانگ کموڈ پر جما کر پوری طاقت سے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔ حملہ آور نے مصنوعی بازو پھنسا کر دروازہ بند ہونے سے روکا۔ کہنی کے جوڑ سے آگے اس کا ہاتھ غیر قدرتی انداز میں حرکت کر رہا تھا۔ تندرست ہاتھ سے زور لگاتے ہوئے اس نے اپنا نیم معذور ہاتھ شانے تک اندر گھسیٹر دیا۔ زور کے پیچھے اس کے جسم کی طاقت بھی تھی۔ دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

دروازہ بند کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ مریسا اس کی قوت کے آگے کمزور پڑتی جا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ زندگی اور موت کا کھیل ہے جس میں دشمن کا پلہ بہت بھاری تھا۔ ڈو اور ڈائی کے تحت اس نے ہاتھ میں موجود گن کو دیکھا اور اس کا سرخ ہوتا ہوا چہرہ متغیر ہو گیا۔ منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

اس کے ہاتھ میں گن نہیں تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے انوکھے ہتھیار کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ویکسی نیشن گن تھی۔

دروازہ لحظہ بہ لحظہ کھلتا جا رہا تھا۔

مریسا کے ذہن میں شرارہ سا لپکا۔ وہ ایک سیکنڈ میں سمجھ گئی کہ اس کے ہاتھ میں درحقیقت کیا چیز ہے اور حملہ آور اس کے ساتھ کیا کرنے جا رہا تھا۔ حقیقت کا ادراک ہوتے ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔

حملہ آور کسی بھی وقت اندر گھسنے والا تھا۔ اس کا دوسرا ہاتھ بھی اندر آ گیا تھا۔ مریسا نے شدید نفرت کے عالم میں اندھا دھند ویکسی نیشن گن اس کے صحت مند بازو پر رکھی اور دباتی چلی گئی۔ چیخ بلند ہوئی مگر اس مرتبہ آواز مردانہ تھی۔ آنا

فاباً دروازے پر سے دباؤ ختم ہوا اور دونوں ہاتھ بھی غائب ہوگئے۔

مریسا ہانپ رہی تھی۔ بھاگتے قدموں کی آواز آئی۔ کمرے کا بیرونی دروازہ کھلا، حملہ آور افراتفری میں دوڑتا ہوا نکل گیا۔

مریسا لڑکھڑاتی ہوئی بستر تک آئی۔ فضا میں فینولک ڈس انفیکٹ کی مخصوص بو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔ اسے رتی بھر شبہ نہیں تھا کہ وہ ویکسی نیشن گن کے ذریعے حملہ آور کے خون میں ایبولا منتقل کرچکی ہے۔ وہ مریسا کو گولی مارنے کے لیے پیچھے نہیں لگا ہوا تھا بلکہ اسے ایبولا کے حوالے کرنے آیا تھا۔ مریسا کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ دہشت نے پھر اسے جکڑنا شروع کردیا۔ وہ اپنے ہی قاتل کے جسم میں ہولناک وائرس منتقل کرچکی تھی۔ یعنی وہ اب ایک قاتل تھی۔ بلکہ ایبولا کی ایک اور وبا پھیلنے کے امکانات روشن ہوگئے تھے۔

قاتل کے اس طرح اچانک فرار نے مریسا کے تمام اندازوں پر مہر تصدیق ثبت کردی تھی۔

''سنبھالو خود کو اور نکلو یہاں سے۔'' ذہن نے آواز دی۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ویکسی نیشن گن کو نہایت احتیاط سے ایک پلاسٹک بیگ میں منتقل کیا۔ ویسٹ باسکٹ میں اسے ایک اور پلاسٹک بیگ مل گیا۔ دوسرا بیگ اس نے پہلے والے پلاسٹک بیگ پر چڑھا کر اچھی طرح بند کردیا۔ وہ ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔ پولیس کو کال کرے یا نہ کرے۔ نہیں معاملہ الجھ جائے گا۔ پولیس کیا کرے گی؟ وہ لوگ الٹا اسے پکڑ کر اٹلانٹا پولیس کے حوالے کردیں گے۔

مریسا نے ضروری اشیا سمیٹیں۔ پلاسٹک بیگ اٹھایا پھر دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ آس پاس کوئی نہیں تھا۔ باہر نکل کر اس نے دروازے سے جھولتی تختی کو پلٹ دیا۔ اب تختی پر ''ڈونا ٹ ڈسٹرب'' لکھا نظر آرہا تھا۔

وہ نارمل انداز میں ہاؤس کیپنگ کی طرف چل دی۔ وہاں ایک خاتون مصروف کار تھی۔ وہ بھی چند منٹ بعد چلی گئی۔ مریسا کو وہاں اپنے مطلب کی چیز تو نہ ملی۔ تاہم لائی سول (Lysol) کی ایک بوتل ہاتھ آگئی۔ اس نے پلاسٹک بیگ کو لائی سول کی مدد سے اچھی طرح ڈس انفیکٹ کیا۔ بعدازاں اسی محلول سے اپنے ہاتھوں کو دھویا۔ احتیاطی تدابیر کے طور پر فی الحال وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرسکتی تھی۔

مریسا لابی میں نکل آئی۔ یہاں دیگر مہمانوں کی موجودگی میں وہ خود کو بہتر اور محفوظ خیال کررہی تھی۔ تاہم اس کی اندرونی حالت ازحد ابتر تھی۔

پہلا کام اس نے یہ کیا کہ الینوائے اسٹیٹ اپی ڈیمیالوجسٹ کا نمبر ملایا۔ تعارف کرائے بغیر اس نے مختصر بات کی۔ ''پامر ہاؤس، شکاگو کا روم نمبر 2410، میں ایبولا کا خطرہ ہے۔'' جواب سنے بغیر اس نے فون بند کردیا۔

اب مریسا نے ٹیڈ کا نمبر ملایا۔ مریسا کی آواز میں ہسٹریائی کیفیت محسوس کرکے، ٹیڈ کی سرد مہری ہوا ہوگئی۔

''کیا ہنگامہ آرائی ہے؟ مریسا تم ٹھیک تو ہو؟''

''تمہیں میرے دو کام کرنے ہیں۔'' مریسا نے اس کے سوالات نظرانداز کردیے۔ ''اگرچہ میں نے تمہیں بہت پریشان کیا ہے لیکن میں قسم کھاتی ہوں کہ یہ میری آخری درخواست ہے۔ میرے پاس اور کوئی چوائس نہیں ہے۔ لاس اینجلس کی وبا کے متعلق، کنویلنٹ سیرم کی ایک وائل فوراً چاہیے۔ تم کوریئر سروس سے روانہ کرسکتے ہو۔ کیرول بریڈ فورڈ کے نام پر بھیجنا، جو نیویارک کے پلازا ہوٹل میں مقیم ہے۔''

''وہ کون ہے؟''

''پلیز، میرے پاس وقت بہت کم ہے۔'' مریسا کی آواز بھرا گئی۔ ''دوسرا احسان یہ کرو، میں ایک پارسل تمہیں بھیج رہی ہوں۔ پلیز، اس کو کھولنا مت۔ اسے MCL میں لے جاکر چھپا دینا۔''

''صرف اتنا ہی کرنا ہے؟''

''ہاں، کیا تم مدد کروگے؟''

''او کے، میں یہ کرسکتا ہوں۔''

''میں چند روز میں رابطہ کروں گی اور سب بتا دوں گی۔''

''تم ٹھیک ہو؟'' ٹیڈ کی آواز میں تشویش تھی۔

''پتا نہیں پھر کال کروں گی۔''

مریسا نے تیسرا نمبر ملایا۔ وہ ہوٹل پلازا میں کیرول بریڈ فورڈ کے نام سے کمرا ریزرو کروا رہی تھی۔ کیرول، کالج کے زمانے میں مریسا کی روم میٹ رہ چکی تھی۔ اٹلانٹا سے شکاگو آتے وقت بھی مریسا نے یہی نام استعمال کیا تھا۔ اس کام سے فارغ ہوکر اس نے لابی میں موجود افراد کا بغور جائزہ لیا۔

اس نے یہاں کریڈٹ کارڈ استعمال کیا تھا۔ لہٰذا اسے رسمی انداز میں چیک آؤٹ کرنے کی ضرورت نہیں

تھی۔
وہ ہوٹل سے نکل کر فیڈرل ایکسپریس کے دفتر پہنچ گئی۔ وہاں اس نے بتایا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے اور ایک اہم ویکسی نیشن... اسے اٹلانٹا روانہ کرنی ہے۔ عملے نے اس کی مدد کی۔ پلاسٹک بیگ کو مضبوط دھاتی باکس میں محفوظ کر دیا گیا۔ مریسا نے ٹیڈ کا پتا لکھوایا اور ادائیگی کر کے باہر آ گئی۔ کیب کے ذریعے وہ ائرپورٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔
بیک سیٹ پر وہ بیماری کی مخصوص و ممکنہ علامات کو پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایبولا سے اتنا قریبی ٹاکرا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اسے امید تھی کہ اگر خدانخواستہ مرض کی کوئی علامت ظاہر ہونے سے پیشتر وہ ٹیڈ کا بھیجا ہوا سیرم استعمال کر لیتی ہے تو رہے سہے خدشات ختم ہو جائیں گے۔
ائرپورٹ تک پہنچنے میں ابھی دیر تھی۔ مریسا نے گہری گہری سانسیں لے کر پشت سے ٹیک لگا دی۔ دماغ کو ٹھنڈا رکھتے ہوئے اس نے نئے سرے سے حالات کا تجزیہ کیا۔
یہ امر یقینی تھا کہ وہ سازشی عناصر کے بہت قریب ہے۔ اتنے قریب کہ وہ اسے ختم کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ دوسری چیز، اسے ایک ٹھوس ثبوت ہاتھ لگ چکا تھا۔ تیسرے، انڈیکس کیسز پر رہزنی کے دوران اسی قسم کی گن استعمال کی جاتی رہی تھی۔ مریسا کے نزدیک APC کا کردار مشکوک نہیں رہا تھا بلکہ بھیانک ''سازش'' میں APC مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔
مصنوعی ہاتھ والے کو کیسے علم ہوا کہ وہ شکاگو میں ہے؟ یہ ایک بڑا سوالیہ نشان تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جو سی ڈی سی اٹلانٹا کی MCL میں مریسا کو قتل کرنے آیا تھا۔ دونوں سوالات کے جوابات کے لیے مریسا کا ذہن ٹیڈ کی طرف جا رہا تھا۔ ٹیڈ پر شک کرنا اس کے لیے ایک دشوار مرحلہ تھا۔ تاہم منطقی سوچ و بچار... بار بار ٹیڈ کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔ ٹیڈ کو گمشدہ کارڈ کا پتا چلا ہو گا تو لازمی اس نے نورس کو فون کیا ہو گا۔ وہ بھی جانتا تھا کہ مریسا فوراً اسی رات MCL میں جانا چاہتی تھی اگر ٹیڈ نے ایسا کیا تو ممکن ہے اس نے اپنے ہاتھ صاف رکھنے کی کوشش کی ہو لیکن دونوں حملہ آور اسی رات MCL میں کیونکر وارد ہوئے؟ ٹیڈ یہ بھی جانتا تھا کہ مریسا شکاگو جا رہی ہے۔ تاہم یہ ممکن نہیں تھا کہ ٹیڈ اس کے پیچھے قاتلوں کو لگا دیتا۔ نہ ہی نورس سے یہ توقع کی جا سکتی تھی۔
مریسا کا ذہن قلابازی کھانے لگا۔ اسے ایک ہی خیال ستا رہا تھا کہ ایبولا گن اسے اپنی ملکیت میں رکھنی چاہیے تھی۔ کیب ائرپورٹ پہنچ چکی تھی۔
مریسا ٹکٹ خرید کر بغیر کسی پریشانی کے سیکیورٹی سے گزر گئی۔ دورانِ انتظار اس نے رالف کو فون کیا۔ وہ وکیل کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔
رابطہ ہونے پر مریسا کے ہیلو کہنے سے پہلے ہی رالف بول اٹھا۔ ''امید ہے کہ تم اٹلانٹا واپس آ گئی ہو۔''
''جلد پہنچوں گی۔'' مریسا نے یقین دہانی کروائی۔
''شکاگو میں امریکن ٹرمینل پر ہوں نیویارک جانا ہے۔ وہاں سے اٹلانٹا پہنچوں گی۔ وکیل کے بارے میں کچھ بتاؤ؟''
''میں نے چھان بین کے بعد ایک بندوبست کیا ہے۔'' رالف نے بتایا۔ ''اس کا نام مک کوئن لن ہے۔ کافی تیز بندہ ہے وہ سنبھال لے گا۔''
''تم سے یہی امید ہے، شکریہ رالف۔''
''مریسا، میں فکرمند ہوں آخر تم یہ بھاگ دوڑ ختم کر کے واپس اٹلانٹا کیوں نہیں آ جاتیں؟ کم از کم یہاں تم اکیلی نہیں ہو گی۔''
''وعدہ کرتی ہوں جلدی واپس آؤں گی۔''
''پلیز واپس آ جاؤ۔''
''رالف، بس چند روز اور۔'' مریسا نے درخواست کی۔
''اوکے ڈیئر۔'' وہ بولا۔ ''اپنا خیال رکھنا۔''
''تھینکس۔'' مریسا نے فون بند کر دیا۔
فون بند کرنے کے بعد بھی مریسا کا ہاتھ ریسیور پر تھا۔ رالف سے بات کر کے وہ ہمیشہ بہتر محسوس کرتی تھی۔ ایک اچھے دوست کی رفاقت کا احساس فزوں تر ہو جاتا تھا۔
☆☆☆
فضائی سفر کے دوران میں مریسا کی ملاقات ڈینی نامی شخص سے ہوئی، وہ ایک باتونی شخص تھا اور شکاگو سے ہی سوار ہوا تھا۔ اس کی بہن ہوائی میں ڈاکٹر تھی۔
تاہم مثبت تاثر لینے کے باوجود مریسا نے اسے اپنا اصل نام بتانے کی غلطی نہیں کی۔ نیویارک پہنچنے پر دونوں کی راہیں جدا ہو گئیں۔
بکنگ کے باوجود کیرول کے نام سے مریسا نے پلازا ہوٹل کا رخ نہیں کیا۔ اس کے بجائے اس نے پلازا ہوٹل کے قریب ایسکس ہاؤس میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں اس نے اپنی ہائی اسکول کی سہیلی لزا کینڈرک کا نام استعمال کیا تھا۔

☆☆☆

جارج، ایوی رینٹ اے کار کے کاؤنٹر پر کھڑا تھا وہ لگیج ایریا میں موجود مسافروں پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ جارج کو ہائر کرنے والوں نے اسے مینڈک کا نک نیم دے رکھا تھا۔ مینڈک کی عرفیت کا تعلق اس کی ظاہری شخصیت سے نہیں بلکہ اس کے بے مثال صبر کی خوبی سے تھا۔ وہ اپنا کام غیر معمولی صبر و سکون کے ساتھ سرانجام دینے کا عادی تھا۔ بالکل مینڈک کی طرح۔ جو گھنٹوں شکار کے قریب آنے کے انتظار میں خاموش اور ساکن ایک ہی حالت میں بیٹھا رہتا ہے۔

لیکن جارج کو ائر پورٹ پر اپنی خاص صفت کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ وہاں تھوڑی دیر کے لیے آیا تھا۔ اطلاع کے مطابق لڑکی کی فلائٹ شکاگو سے پانچ یا چھ بجے وہاں پہنچ جانی تھی۔ پانچ بجے والی فلائٹ پہنچ چکی تھی۔

جارج کو معمولی الجھن درپیش تھی لڑکی کا جو حلیہ بتایا گیا تھا وہ مبہم تھا۔ عمر تقریباً تیس سال، خوب صورت، چھوٹا قد، گہرے بھورے بال۔

عموماً جارج کے پاس ہدف کی تصویر ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ تصویر حاصل کرنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا۔ معاً کاؤنٹر سے کہنی اٹھا کر وہ سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اس نے لڑکی کو دیکھ لیا تھا، لڑکی سوٹ کیس کھینچ رہی تھی۔

☆☆☆

چھوٹے قدموں کے ساتھ جارج اس قطار کی جانب چل دیا جو کیب کے حصول کے لیے آنے والے مسافر بنا رہے تھے۔ وہ مزید تصدیق کے لیے لڑکی کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔

''خوب صورت'' کا لفظ اس کے لیے مناسب نہیں تھا۔ لڑکی نمایاں طور پر حسین تھی۔ قد پانچ فٹ تھا شاید ایک آدھ انچ زیادہ رہا ہو۔ بالوں کی رنگت بھی حلیے کے مطابق تھی۔

جارج حیران تھا کہ اس نازک حسین گڑیا نے شکاگو کے ہوٹل میں پال جیسے تجربہ کار اور جاندار بندے کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جارج کے ذہن میں خیال آیا کہ شاید لڑکی مارشل آرٹ کی ماہر ہے کوئی کنگ فو اسٹار ٹائپ کی چیز ہے۔ جارج، شکاگو کے ہوٹل میں ہونے والے ڈرامے کی جزئیات سے بے خبر تھا۔

کیب اسٹینڈ کے مخالف سمت ایک اور کیب کھڑی تھی۔ جارج سڑک پار کر کے اس کیب میں جا بیٹھا۔

''دیکھ لیا اسے؟'' کیب ڈرائیور نے گردن گھما کر جارج کو دیکھا۔

''جیک گاڑی اسٹارٹ رکھو۔'' جارج نے جواب دینے کے بجائے حکم جاری کیا۔ وہ دونوں چار سال سے ایل کے لیے کام کر رہے تھے اور اب تک کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ جارج نے ہی پرائیویٹ کار کے بجائے کیب کو ترجیح دی تھی۔

''وہ دیکھو لڑکی کیب میں بیٹھ رہی ہے۔'' جارج نے اشارے سے نشان دہی کی۔ ''اس کی کیب کی چھت پر ڈینٹ پڑا ہے۔ تعاقب آسان رہے گا۔ اسے آگے نکلنے دو۔''

جیک، جارج کی ہدایات کے مطابق عمل کر رہا تھا۔ چالیس منٹ کے کامیاب تعاقب کے بعد لڑکی کی کیب ایسکس ہاؤس کے سامنے رکی۔ جیک نے ہوٹل سے پچاس فٹ دور اپنی کیب روک لی۔

''ہونہہ، وہ کہاں ٹھہری ہے، یہ تو معلوم ہوگیا۔'' جیک نے کہا۔

''مجھے تصدیق کرنے دو۔'' جارج بولا۔ ''رجسٹریشن دیکھ کر واپس آتا ہوں۔'' وہ کیب سے اتر گیا۔

☆☆☆

ہوٹل پامز ہاؤس میں جو کچھ ہوا، اسے اتنی جلدی بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔ مریسا پُرسکون نیند لینے سے قاصر رہی۔ وہ اب کبھی کسی ہوٹل میں اطمینان سے نہیں رہ سکے گی۔ پامز ہاؤس میں قاتلانہ حملہ ایک بھیانک خواب کے مانند اس کی یادداشت میں محفوظ ہوگیا تھا۔

ہر آہٹ، ہر کھٹکا اس کے خوف اور خدشات کو بیدار کر دیتا تھا۔ ایبولا کے مرض کی علامتوں کا خوف بھی گاہے بگاہے مریسا کے ذہن میں سر اٹھاتا۔ رات میں اس نے کئی مرتبہ اپنا ٹمپریچر چیک کیا۔ کچی پکی نیند کے بعد وہ صبح بیدار ہوئی تو اسے پھر بخار کا خیال آیا، اس نے نبض چیک کی۔

مریسا نے واش روم سے نکل کر ناشتے کا آرڈر دیا۔ ناشتے کے ساتھ نیویارک ٹائمز کی اعزازی کاپی بھی موجود تھی۔

فرنٹ پیج پر ایبولا سے متعلق آرٹیکل تھا۔ نیویارک میں مریضوں کی تعداد گیارہ تک بڑھ گئی تھی۔ ایک مریض چل بسا تھا جس کا نام گریش مہتا تھا۔ وہی پہلا مریض تھا اور متاثرہ اسپتال میں ڈاکٹر تھا۔ جبکہ پنسلوینیا میں چھتیس مریض تھے، سترہ اموات ہو چکی تھیں۔

مرتیسا نے دس بجے کے بعد سے وقتاً فوقتاً پلازا ہوٹل فون کرنا شروع کیا۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ کیرول کے نام پر اٹلانٹا سے کوئی پارسل موصول ہوا یا نہیں۔

گیارہ بجے کے بعد اسے اپنی مطلوبہ خبر مل گئی اور مریسا نے ایسکس ہاؤس سے نکلنے کی تیاری شروع کردی۔ ٹیڈ کے لیے اس کے دماغ میں شک بیٹھ چکا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ٹیڈ نے سیرم بھیجا ہے یا پارسل خالی ہے؟

شک کو یقین میں بدلنے کے لیے یا شک کو مٹانے کے لیے اسے کیا کرنا چاہیے۔ مریسا کا ذہن صاف نہیں تھا۔ اسے چانس لینا ہی تھا مخصوص سیرم اس کی ضرورت تھی۔ اس نے صرف پرس ساتھ لیا اور محفوظ طریقہ کار سوچتی ہوئی باہر نکلی۔ اسے یہی سمجھ آیا کہ کیب استعمال کرے اور خود کو پبلک کے درمیان رکھے۔

☆☆☆

جارج ایسکس ہاؤس کی لابی میں بظاہر اخبار کا مطالعہ کررہا تھا۔ اس قسم کی سچویشن اس کی پسندیدہ تھی۔ مینڈک کے مانند سکون سے شکار کا انتظار کرو۔ کافی کے ساتھ وہ صورتِ حال سے لطف اندوز ہورہا تھا۔ لڑکی تمام دن بھی کمرے میں بند رہتی، تب بھی وہ مینڈک کی طرح صبر سے صرف انتظار کرتا۔ یہی اس کی سب سے نمایاں خوبی تھی۔

ہاؤس ڈیٹکٹیو کی جانب سے کسی قسم کی چھیڑ خانی کا اندیشہ نہیں تھا۔ اس کا معزز انداز و حلیہ ہی ایسا تھا۔ جارج نے ارمانی کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ پاؤں میں مگرمچھ کی کھال سے بنے بیش قیمت جوتے تھے۔ کلائی پر رولیکس چمک رہی تھی۔

بارہ بجے کے قریب اس نے اپنے ہدف کو ایلیویٹر سے نکلتے دیکھا۔ وہ اس رخ پر بیٹھا تھا کہ بہ آسانی نظر میں آئے بغیر گھومتے ہوئے شیشے کے دروازے سے باہر نکل جائے۔ وہ جوگنگ کے انداز میں جیک کی کیب تک پہنچا۔ وہ کیب میں بیٹھا تو جیک نے لڑکی کو ہوٹل سے نکلتے دیکھا۔

''بیوٹی۔'' جیک بڑبڑایا۔ جارج کو دیکھتے ہی اس نے گاڑی اسٹارٹ کردی تھی۔ کیب کی عقبی نشست پر بھی کوئی شخص براجمان تھا۔

''تمہیں یقین ہے کہ وہ ڈاکٹر مریسا بلوم ہے؟'' عقبی نشست سے استفسار کیا گیا۔ اس کا نام الفانسے ہک مین تھا۔ بیشتر شناسا اسے ''ایل'' بولتے تھے۔ وہ مشرقی جرمنی میں پلا بڑھا تھا۔ آنکھیں نیلے رنگ کی اور بال بھورے تھے۔ وہ اپنی عمر سے کم دکھائی دیتا تھا۔ چہرہ نوجوانوں کے جیسا تھا۔

''حلیے اور دیگر اطلاعات کے مطابق وہی ہے۔'' جارج نے ایل کے سوال کا جواب دیا۔ ''تاہم ہوٹل میں نام اس نے لزا کینڈرک لکھوایا ہے۔''

''وہ بہت ہوشیار ہے یا پھر بہت خوش قسمت۔'' ایل نے تبصرہ کیا۔ ''ہمیں بہت احتیاط کرنی ہے۔ ہیبرلنگ کے مطابق یہ گڑیا نما لڑکی سارا معاملہ چوپٹ کرسکتی ہے اور میں ہیبرلنگ کے سامنے کوئی بُری خبر لے کر نہیں جانا چاہتا اسی لیے میں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔''

مریسا کی کیب مشرق کی سمت جارہی تھی۔ جیک دو گاڑیوں کو درمیان میں رکھ کر تعاقب کررہا تھا۔

☆☆☆

ڈرائیور منتظر تھا، جبکہ مریسا گھوم کر ایسکس ہاؤس کے داخلی دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ مطمئن ہونے کے بعد اس نے ڈرائیور کو پلازا ہوٹل کے بارے میں بتایا۔

پلازا ہوٹل پہنچ کر مریسا نے ہدایت دی۔ ''تم یہیں رکو گے، میں چند منٹ میں واپس آتی ہوں۔ یہ پانچ ڈالر اضافی رکھو۔''

کیب، ہوٹل کے دروازے سے تیس فٹ کے فاصلے پر تھی۔ مریسا جب تک ہوٹل میں داخل نہیں ہوگئی، ہر قدم پر اسے دھڑکا لگا رہا۔

ہوٹل میں آکر اس نے لابی کراس نہیں کی بلکہ جیولری ڈسپلے کے سامنے رک گئی۔ زیورات دیکھنے کے بہانے وہ شیشے کے عکس میں جائزہ لے رہی تھی۔ کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

بے قابو دھڑکنوں کے ساتھ لابی کراس کرکے وہ فرنٹ آفس پر پہنچی۔

پارسل کی درخواست پر جب اس کی شناخت طلب کی گئی تو مریسا کو ہوش آیا۔ وہ کنفیوز ہوگئی۔ اس نے وقتی طور پر معذرت کی۔ کاؤنٹر کی دوسری جانب کئی لڑکے لڑکیاں تھیں۔ مریسا کے سامنے لڑکی تھی۔

''کوئی بات نہیں، آپ اپنے کمرے کی چابی دے دیجیے۔'' لڑکی شائستگی سے مسکرائی۔

''اوہ، میں نے ابھی چیک اِن نہیں کیا ہے۔ مجھے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔''

''آپ پہلے چیک اِن ہو جائیے۔ میں بھی مجبور ہوں۔ آپ سمجھ سکتی ہیں یہ ذمے داری کی بات ہے۔'' لڑکی نے کہا۔

''اوکے، کیوں نہیں۔'' مریسا نے مسکرانے کی کوشش

کی۔تاہم اس کا اعتماد متزلزل ہو گیا تھا۔

مریسا رجسٹریشن ڈیسک کی طرف چلی گئی۔ وہ کریڈٹ کارڈ استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پروسیس اسے کچھ پیچیدہ لگا۔بہرحال جیسے تیسے نمٹا کر اس نے ہدایت کے بموجب کیش جمع کرایا۔

بالآخر کمرے کی چابی حاصل کر کے وہ اسی لڑکی کے پاس واپس آئی۔ چند منٹ بعد فیڈرل ایکسپریس کا پارسل اس کی تحویل میں تھا۔وہ ایلیویٹر کی جانب چل پڑی۔ پھر وہاں سے رخ اس نے باہر کی جانب موڑ دیا۔ چلتے چلتے اس نے پارسل کا ریپر پھاڑ کے ٹریش کین کی نذر کیا۔ پیکٹ سے سیرم کی وائل نکال کر جیب میں رکھ لی۔وہ ہوٹل سے باہر نکلی تو خاصی مطمئن تھی۔

اس نے سڑک کی دونوں جانب دیکھا۔فٹ پاتھ پر رش تھا۔دن چڑھنے کے باعث خوب روشنی تھی۔ مریسا کی کیب اپنی جگہ موجود تھی۔ وہ تیز قدموں کے ساتھ کیب کی طرف چل دی۔عقبی نشست کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر گردن گھما کر اطراف کا جائزہ لیا۔ آس پاس بھی افراد موجود تھے۔ اس نے کیب کا دروازہ کھول دیا۔وہ اندر بیٹھنے ہی والی تھی کہ بدن میں لہو کی گردش جیسے تھم گئی۔

مریسا سکتے کی حالت میں جھکی ہوئی اپنی جانب اٹھی گن کی نال کو گھور رہی تھی۔وہ آدمی عقبی نشست کے ساتھ نیچے لیٹا ہوا تھا۔اس کے بال بھورے تھے۔اور وہ ایک دشوار حالت میں نشست کے ساتھ لیٹا تھا۔تاہم انتظار ختم ہو گیا تھا۔اس نے گن سیدھی رکھتے ہوئے، اٹھنے کی کوشش کی۔

بے اختیار مریسا کی ہسٹریائی چیخ فضا میں گونجی۔ وہاں رش کی وجہ سے ہلکا سا شور پھیلا ہوا تھا۔نسوانی چیخ کے ساتھ ہی یکلخت شور، سکوت میں تبدیل ہو گیا۔ ریوالور بدست نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر اسے کچھ بولنے کا موقع نہیں ملا۔چیخ کے ساتھ ہی مریسا کا سکتہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے کیب کا دروازہ پوری طاقت سے دوبارہ بند کر دیا۔ دھماکے کے بجائے پٹاخے جیسی آواز آئی اور کیب ڈور کا شیشہ چکنا چور ہو گیا۔تاہم مریسا جبلی طور پر دروازہ بند کرتے ہی پیچھے کی سمت متحرک ہو چکی تھی۔گولی شیشے میں سے گزر کر کدھر گئی، اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔وہ اندھا دھند اسی جانب بھاگی۔وہ زندگی میں پہلی بار اتنا تیز بھاگی تھی۔ وہ لاعلم تھی کہ موقع ملتے ہی ڈرائیور بھی راہِ فرار اختیار کر گیا تھا۔وہ بونٹ کی جانب سے ہوتا ہوا، مریسا کی مخالف سمت میں دوڑا تھا۔

مریسا نے بھاگتے ہوئے عقب میں دیکھا۔حملہ آور راستہ بناتا ہوا آ رہا تھا۔گن غالباً اس نے جیب میں رکھ لی تھی۔پش کارٹس، پالتو کتے، بے بی کیریجز، عورتیں، مرد اور بچے... حملہ آور بھیڑ میں راستہ بناتے ہوئے مشکل میں تھا جبکہ مریسا، قد کاٹھ اور عورت ہونے کے ناتے بہتر پوزیشن میں تھی۔وہ ہر ایک سے بے نیاز دھکم پیل کرتی نکل رہی تھی۔ تاہم گولی کا دھماکا سنائی نہیں دیا تھا اس لیے افراتفری نہیں پھیلی تھی۔مریسا کو احساس تھا کہ وہ بھیڑ میں بھاگتے ہوئے زیادہ دیر محفوظ نہیں رہ سکتی۔اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ حملہ آور اکیلا ہے یا اس کے ساتھی بھی ہیں۔

وہ پلازا ہوٹل کی پارکنگ میں سے گزرتی ہوئی ایک پارک میں گھس گئی۔جس کے مرکز میں فوارہ اچھل رہا تھا۔ اگرچہ وہ حواس باختہ ہو چکی تھی۔تاہم اسے ادراک تھا کہ جو کچھ کرنا ہے، اسی کو کرنا ہے۔ اچانک پارک کی گرل کے دوسری طرف اسے ایک گھڑ سوار پولیس والا نظر آیا۔ وہ راستہ بناتی ہوئی گھڑ سوار کی طرف بھاگی۔لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ وہ حملہ آور کو بھی دھیان میں رکھے ہوئے تھی۔جو پلازا کی پارکنگ میں پہنچ گیا تھا۔

پولیس والا دلکی چال کے ساتھ نکل گیا تھا۔وہ مریسا کو نظر نہیں آ رہا تھا۔مریسا نے چکراتے ہوئے ذہن کے ساتھ ہر جانب نظر دوڑائی۔حملہ آور قریب آتا جا رہا تھا۔مریسا واپس فوارے کی جانب بھاگی اور لڑتی بھڑتی ہجوم میں گھس گئی۔کئی احتجاجی آوازیں بلند ہوئیں۔

دفعتاً مریسا نے خود کو کئی سو افراد کے درمیان پایا۔وہ دائرہ بنائے کھڑے تھے۔درمیان میں جگہ خالی تھی۔مرکز میں مضبوط اور لچکدار جسم والے تین عدد کالے پتلون بنیان میں، ریپ میوزک پر بریک ڈانس کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ مریسا کی خوف زدہ ہرنی جیسی وحشت زدہ آنکھیں تینوں سے لڑیں۔سیاہ فام رقص کنندگان کی آنکھوں میں غصے کی جھلک تھی۔مریسا نے ان کے شو میں مداخلت کی تھی۔

تاہم کالوں کے پسینے میں دمکتے بدن میوزک کی لہروں پر متحرک رہے۔اس سے پہلے کہ مریسا پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ کوئی قدم اٹھاتی، حملہ آور بھیڑ میں سے نمودار ہوا۔اسے بھی توقع نہیں تھی کہ بھیڑ کے اندر کیا ہو رہا ہے۔مریسا کو کچھ نہیں سوجھا تو وہ رقص کرتے ہوئے کالوں کی طرف بھاگی۔ڈانسرز کا ردھم ٹوٹ گیا۔حملہ آور رکتے

رکتے بھی کالوں کے قریب آ گیا۔ مریسا اس کی دیدہ دلیری پر حیران رہ گئی۔ وہ اتنے لوگوں کے سامنے گن نکال رہا تھا۔ اس کے تاثرات اشتعال کے باعث بگڑ گئے تھے۔ کالوں کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ نفرت دکھائی دی۔

کیا وہ پاگل ہو گیا ہے؟ اس بھیڑ میں گولی چلائے گا؟ مریسا نے سوچا۔ غیر ارادی طور پر اس نے سانس روک لی۔ حملہ آور گن سیدھی کر رہا تھا۔ ہجوم میں چند عورتوں کی چیخ و پکار سنائی دی۔ وہ ایک ناقابلِ یقین منظر تھا۔ سب کچھ چند سیکنڈ میں وقوع پذیر ہوا۔ ہلچل مچنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ایک سیاہ فام رقاص کی ماہرانہ ٹانگ چلی اور گن فضا میں قوس بناتی ہوئی ہجوم میں جا گری۔ بھیڑ کائی کے مانند پھٹی...

حملہ آور بھی کوئی دیوانہ لڑاکا تھا۔ اس نے بھی ایڑی پر گھوم کر فضا میں کک چلائی۔ رقاص نے اس کی ٹانگ بازو پر روکی، لیکن نیچے گر پڑا۔ کالوں کی ٹیم میں تین اور بھی تھے۔ جو سائڈ لائن پر ڈانس کا لطف اٹھا رہے تھے۔ تینوں عقب سے حملہ آور پر ٹوٹ پڑے۔ ایک نیچے پڑا تھا۔ باقی دو سامنے سے لپکے... خاصا ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا۔

موقع غنیمت جان کر مریسا نے بھیڑ میں ڈبکی لگائی۔ ایک منٹ کے اندر وہ پارک سے باہر تھی۔ گزرتی کیب کو اشارہ کر کے وہ اس میں سوار ہو گئی۔ روزن برگ اسپتال کا نام لے کر اس نے پلٹ کر شیشے سے باہر دیکھا۔ فوارے کے پاس ہجوم بڑھ گیا تھا۔ گھڑ سوار پولیس والا پھر نظر آ رہا تھا۔

مریسا نے گہری سانس لے کر نشست سے ٹیک لگائی اور رومال نکال کر پسینہ خشک کرنے لگی۔ رفتارِ قلب ابھی تک بے قابو تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ سب کیونکر ہوا؟ ٹیڈ کے اوپر مریسا کا شک پختہ ہو گیا۔ سیرم کے حصول کا مقصد بھی زیرو ہو گیا تھا۔ اب وہ خود کو اس کا انجکشن نہیں لگا سکتی تھی۔

ٹیڈ پر شک پختہ ہونے کے باوجود مریسا نے صدمہ محسوس کیا۔ وہ مخصوص گن بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ ایبولا کی مخصوص گن حفاظتی اقدامات کے تحت بنائی گئی ہو گی تاکہ اسے استعمال کرنے والا محفوظ رہے۔ مریسا کے لیے اس مفروضے پر یقین کرنے کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہیں تھا۔

اول اسے خیال آیا کہ روزن برگ کلینک نہ جائے لیکن اگر وہاں اسے اپنے مطلب کا کلیو مل گیا تو تمام شکوک رفع ہو جائیں گے۔ وہاں اس کی آمد کی کسی کو توقع بھی نہیں ہو گی۔ نہ قاتلوں کو اور نہ سی ڈی سی والوں کو۔

مریسا نے روزن برگ کلینک سے ایک بلاک دور کیب رکوالی۔ باقی راستہ اس نے پیدل طے کیا۔ یہ بھی ایک شاندار اسپتال تھا۔ باہر ایک موبائل ٹی وی وین اور متعدد پولیس اہلکار نظر آ رہے تھے۔

مریسا، حسبِ سابق سی ڈی سی کا کارڈ دکھا کر بہ سہولت نکل گئی۔ لابی میں افراتفری تھی۔ مریسا پوری طرح چوکس تھی۔ اس کی توقع کے مطابق روزن برگ غیر ملکی HMO کی فہرست میں شامل تھا۔ دوسرے سوال کا جواب حاصل کرنا دشوار تھا۔ کیونکہ ''انڈیکس کیس'' ہلاک ہو چکا تھا۔

''ڈاکٹر کوٹ روم'' سے اسے ایک سفید کوٹ مل گیا۔ کوٹ پہن کر وہ واپس لابی میں آ گئی۔ معاً وہ بری طرح سٹپٹا گئی۔ اس کی نظر ڈاکٹر لینی پر پڑی۔ قسمت ساتھ دے رہی تھی۔ ڈاکٹر لینی دوسری جانب مڑ گیا۔ مریسا نے اندازہ لگایا کہ وہ اسپتال سے باہر جا رہا تھا۔ وہ نروس ہو گئی۔ کہیں، نورس سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے مگر خطرہ مول لے کر وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جا سکتی تھی۔

ڈائریکٹری کی مدد سے اس نے معلوم کیا کہ پیتھالوجی ڈپارٹمنٹ چوتھی منزل پر تھا۔

☆☆☆

''میں کیا مدد کر سکتی ہوں؟''

''میں ڈاکٹر ہوں، میرا تعلق سی ڈی سی سے ہے۔'' مریسا نے سیکریٹری کو جواب دیا۔ ''سی ڈی سی کا کوئی ڈاکٹر یہاں ہے؟''

''مجھے ڈاکٹر اسٹیورٹ سے معلوم کرنا پڑے گا۔'' سیکریٹری اٹھتے ہوئے بولی۔ ''وہ یہیں آفس میں ہے۔''

اس اثنا میں خود ڈاکٹر اسٹیورٹ وہاں آ گیا۔ وہ ایک بھاری بھرکم اور باریش آدمی تھا۔ ''میں حاضر ہوں۔'' وہ بولا۔ ''سی ڈی سی کی ٹیم تیسری منزل پر آئسولیشن وارڈ میں ہے۔'' اس نے اطلاع فراہم کی۔

''ڈاکٹر، شاید تم میری مدد کر سکو۔'' مریسا نے کہا اور تعارف سے اجتناب برتا۔ ''ایبولا کی تباہ کاری کا آغاز لاس اینجلس سے ہوا تھا۔ اور جب سے ہی میں اس پر کام کر رہی ہوں۔ بدقسمتی سے نیویارک پہنچنے میں مجھے تاخیر ہو گئی۔ اولین مریض، یعنی ڈاکٹر مہتا، زندگی کی بازی ہار گیا ہے؟''

''ہاں، آج صبح۔''

''اگر مائنڈ نہ کرو تو کیا میں چند سوالات پوچھ سکتی

ہوں؟''

''ابھی آٹوپسی نہیں ہوئی ہے۔'' ڈاکٹر اسٹیورٹ نے کہا پھر سیکریٹری کی جانب مڑا۔ ''ہیلن! تم کرٹ کو تلاش کرو۔'' یہ کہہ کر وہ مریسا کو اپنے خوب صورت آفس میں لے آیا۔

''ڈاکٹر! یقیناً تم ڈاکٹر مہتا سے واقف ہو گے؟'' مریسا نے بالمقابل نشست سنبھالی۔

''بہت اچھی طرح۔'' اسٹیورٹ نے تاسف سے سر ہلایا۔ ''وہ ہمارا میڈیکل ڈائریکٹر تھا۔ ہمارا بہت بھاری نقصان ہوا ہے۔'' بعدازاں، اسٹیورٹ نے وضاحت کی کہ مہتا اسٹاف اور مریضوں میں کتنا مقبول تھا اور روزن برگ کی ساکھ میں اس کا کتنا بڑا ہاتھ تھا۔''

''مہتا نے طبی تعلیم کہاں حاصل کی تھی؟''

''میرا خیال ہے کہ وہ بمبئی سے تعلیم مکمل کر کے آیا تھا۔'' اسٹیورٹ نے جواب دیا۔ ''تاہم مجھے اتنا یقین ہے کہ اس نے لندن میں رہائش اختیار کی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ بمبئی سے آنے کے بعد لیکن یہ ایک غیر متعلق سوال معلوم ہوتا ہے؟''

''دراصل مجھے تجسس تھا کہ وہ غیر ملکی میڈیکل گریجویٹ تھا۔'' مریسا نے کہا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟''

''شاید نہ پڑے۔ یا شاید یہ سوال اہم ہے کیونکہ ایبولا کے گزشتہ تمام حملے، ابتدا میں غیر ملکی ڈاکٹرز پر ہوئے تھے۔''

اسٹیورٹ کے لیے یہ نئی اطلاع تھی۔ اس نے تعجب کا اظہار کیا۔

''میرا خیال ہے کہ یہاں کا زیادہ تر اسٹاف غیر ملکی میڈیکل گریجویٹس پر مشتمل ہوگا۔'' مریسا نے یقین کے ساتھ رائے زنی کی۔

''یقیناً۔'' اسٹیورٹ نے تصدیق کی۔ ''تمام HMOs نے غیر ملکی گریجویٹس بھرتی کیے ہیں۔''

دروازہ کھلا اور ایک جوان آدمی اندر داخل ہوا۔

''یہ کرٹ وینڈری ہے۔'' اسٹیورٹ نے کہا۔

مریسا نے ہچکچاتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

''ڈاکٹر مریسا کو آٹوپسی کے بارے میں کچھ معلومات درکار ہیں۔'' اسٹیورٹ نے مقصد بتایا۔

''دراصل ابھی کارروائی مکمل نہیں ہوئی ہے۔'' کرٹ نے نشست سنبھالتے ہوئے کہا۔ ''بہرحال، اب تک جو ڈیٹا ہم نے حاصل کیا ہے، وہ میں بتا سکتا ہوں۔''

''درحقیقت میں بیرونی علامتوں کے متعلق متجسس ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''بیرونی علامتوں میں کوئی ایسی چیز جو عمومی نوعیت کی نہ ہو... میرا مطلب ہے کہ جس کا تعلق مرض کی علامتوں سے نہ ہو؟''

''میں سمجھا نہیں؟''

''میرا مطلب ''ٹراما'' سے ہے... کوئی حادثاتی علامت؟'' مریسا نے وضاحت کی۔

''تم نے کیسے اندازہ لگایا؟'' کرٹ نے حیرت کا اظہار کیا۔ ''میں بھول گیا تھا۔ مریض کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی۔''

''کتنی پرانی بات ہوگی؟''

''چھ سات یا پھر دس دن۔'' کرٹ نے جواب دیا۔

''کیا چارٹ میں اس کا ذکر ہے؟''

''ایمان داری کی بات ہے کہ میں نے ناک کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ کیونکہ یہ تصدیق ہوگئی تھی کہ وہ ایبولا کی گرفت میں ہے اور مہلک وائرس کی وجہ سے ہی اس کی موت واقع ہوئی۔''

''میں سمجھ سکتی ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''کیا میں چارٹ دیکھ سکتی ہوں؟''

''کیوں نہیں۔'' مثبت جواب ملا۔

چارٹ میں مریسا کوئی اہم نکتہ دریافت نہ کر سکی سوائے اس کے کہ ڈاکٹر مہتا ای این ٹی اسپیشلسٹ تھا۔ ٹوٹی ہوئی ناک کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ کرٹ نے پیشکش کی کہ وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے، اگر اس میں کوئی خاص بات ہے۔

مریسا نے تشکر آمیز انداز میں سر ہلایا اور ناک کے مختلف زاویوں سے لیے گئے پولورائڈ شاٹ دیکھنے لگی۔ یہ شاٹ ڈاکٹر مہتا کے کولیگ نے لیے تھے، جو خود بھی ENT سرجن تھا۔

کرٹ نے دو، تین کالز ملانے کے بعد اطلاع فراہم کی کہ ڈاکٹر مہتا، مرض کا شکار ہونے سے قبل بدقسمتی سے رہزنوں کے ہاتھوں زخمی ہوا تھا۔

مریسا کو 95 فیصد یقین تھا کہ اسی قسم کا جواب ملے گا۔ کوئی شک نہیں رہ گیا تھا کہ ایبولا کے حملے مکروہ انسانی منصوبہ بندی کا حصہ تھے۔ مریسا کے بدن میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ تاہم اس نے اوسان بحال رکھتے ہوئے سوال جاری رکھے اور ڈاکٹر مہتا کی باڈی دیکھنے کی خواہش ظاہر

کی۔

حفاظتی اقدامات کے ساتھ وہ کرٹ کے ہمراہ آٹوپسی روم میں داخل ہوئی۔ اس نے بغور لاش کا جائزہ لیا۔ مریسا کی نگاہ ران کی خون آلود خراش پر جم گئی۔ خون خشک ہو چکا تھا۔

''یقیناً تم نے اس کا نوٹس لیا ہوگا۔'' مریسا نے خراش کی جانب اشارہ کیا۔ وہ دائرہ نما خراش تھی۔ ویسی ہی خراش یا نشان، مریسا نے ڈاکٹر رشٹر کی ران پر دیکھا تھا اس نے تصور کیا کہ ہتھیار نما ویکسی نیشن گن کا دہانہ اور دائرہ نما ران کے نشان میں مطابقت تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے کرٹ کو دیکھ رہی تھی۔

''دوران علاج دیگر ڈاکٹرز نے یقیناً اس نشان کو نظرانداز نہیں کیا ہوگا۔ میں تو اب قصائی نما کام کر رہا ہوں۔'' وہ بولا۔ ''تاہم میرے پاس تمام پولورائڈز موجود ہیں۔'' اس نے تصاویر نکال کر تاش کے پتوں کے مانند پھیلائیں۔

مریسا نے تصاویر دیکھیں۔ ''کیا میں یہ تصویر رکھ سکتی ہوں؟'' اس نے ران کے نشان والی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔

کرٹ نے نگاہ اٹھائی۔ ''کیوں نہیں تم اور تصاویر بھی لے سکتی ہو، ہمارے پاس کافی تعداد ہے۔''

مریسا نے شکریے کے ساتھ مخصوص تصویر کے ساتھ ایک اور تصویر بھی جیب میں رکھ لی۔ دوسری تصویر اس نے تو خوامخواہ ہی اٹھائی تھی۔

کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر تھا۔ گن تو اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ مریسا نے مصافحہ کر کے روانگی کا اشارہ دیا۔

''میں یہ معلوم کرنا چاہ رہا تھا کہ...'' انٹرکام سسٹم نے اسے بات پوری کرنے کا موقع نہیں دیا۔ انٹرکام پر بتایا جا رہا تھا کہ کرٹ کے لیے لائن پر کال ہے۔ وہ انٹرکام کی جانب متوجہ ہوگیا۔

کیا اتفاق تھا مریسا کا جسم سنسنا اٹھا۔ جتنا اس نے سنا وہ بہت تھا۔ ''ڈاکٹر مریسا بلوم سے بات مکمل کر کے آپ سے ملتا ہوں...'' دوسری آواز نورس کی تھی۔

آگے اس نے کیا سنا اور کیا کہا مریسا کو جاننے کی ضرورت نہیں تھی، اس نے فوراً راہِ فرار اختیار کی جتنی دیر میں کرٹ کو مریسا کی غیر معمولی روانگی کا احساس ہوتا، وہ کمرے سے باہر نکل چکی تھی۔ پھرتی کے ساتھ اس نے حفاظتی اشیا سے جان چھڑائی اور جوگنگ کے انداز میں ایلیویٹر کی طرف چلی گئی۔ اسی اثنا میں عقب سے کرٹ کی حیرت زدہ پکار سنائی دی، مریسا نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ ایلیویٹر کے ساتھ فائر ایگزٹ کی سیڑھیاں تھیں۔ مریسا کا دماغ برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ اگر نورس تیسری منزل پر تھا تو وہ وقت بچانے کے لیے سیڑھیوں کا انتخاب کرے گا۔

مریسا نے ڈاؤن بٹن پش کیا اور دس سیکنڈ بعد ایلیویٹر میں داخل ہوگئی۔ اندر ایک لیب ٹیکنیشن پہلے ہی موجود تھا۔ دروازہ ابھی کھلا ہوا تھا۔ وہ بے قراری سے بار بار بٹن دبا رہی تھی۔ نورس کسی بھی لمحے وارد ہونے والا تھا۔

''ایمرجنسی؟'' ٹیکنیشن نے مریسا کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے سوال کیا۔ مریسا نے سر ہلانے پر اکتفا کیا اور اسی وقت دروازہ بند ہوگیا۔ نیچے کی جانب سفر شروع ہو چکا تھا۔

تیسری منزل پر لفٹ رکی۔ چند افراد اندر آئے مریسا، چھوٹے قد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مزید پیچھے دب گئی۔ ایک سفید بالوں والے ٹیکنیشن سے اس نے کیفے ٹیریا کے بارے میں سوال کیا۔

اسپتال کا سامنے والا دروازہ استعمال کرنے میں خطرہ تھا۔ لنچ ٹائم تھا اور وہ کیفے ٹیریا کے ہجوم میں زیادہ محفوظ تھی۔

ایلیویٹر سے نکلتے ہی اس نے ٹیکنیشن کے بتائے ہوئے کوریڈور کا رخ کیا اور ذرا دیر میں کیفے ٹیریا میں جا گھسی۔ وہ رکی نہیں بلکہ راستہ بناتی ہوئی سیدھی کچن میں چلی گئی۔ وہاں موجود اسٹاف میں سے کئی ایک سوالیہ نگاہیں اٹھیں۔ تاہم کسی نے زبان نہیں کھولی۔

مریسا، عقبی دروازے سے میڈیسن ایونیو پر نکل آئی۔ اس نے فوراً ہی کیب نہیں پکڑی۔ نصف بلاک کا فاصلہ شمال کی جانب طے کیا پھر مشرق کی سمت مڑ گئی۔ تعاقب سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے پارک ایونیو سے کیب حاصل کی، منزل پر پہنچنے سے قبل ہی اس نے کیب چھوڑ دی اور ایک سپر مارکیٹ میں داخل ہوگئی۔ وہاں سے نکل کر اس نے تھرڈ ایونیو سے دوسری کیب ہائر کی اور ایسکس ہاؤس پہنچ گئی۔

اس کے کمرے کے باہر ڈونٹ ڈسٹرب کی تختی اسی طرح موجود تھی۔ اگرچہ وہ اعتماد محسوس کر رہی تھی تاہم شکاگو میں ہونے والے خوف ناک حملے کی دہشت پوری طرح محو نہیں ہوئی تھی۔ وہ قدرے ہچکچائی اور دروازہ کھول دیا۔

اسے تقریباً یقین تھا کہ اب تک کسی کو نہیں معلوم کہ وہ یہاں فرضی نام سے مقیم ہے۔ محتاط انداز میں اندر داخل ہو کر اس نے کرسی پھنسا کر دروازہ آدھا کھلا رہنے دیا۔
کمرے کی تلاشی لی بیڈ کے نیچے جھانکا۔ کپ بورڈ چیک کیا باتھ روم کا جائزہ لیا۔ ہر چیز جوں کی توں تھی۔ مطمئن ہونے کے بعد اس نے کرسی ہٹا کر دروازہ بند کر دیا۔ اسے لاک کر کے تمام بولٹ اور چین جگہ پر فکس کی اور بستر پر جا گری۔ کچھ دیر بعد اٹھ کر باتھ روم میں گئی۔ فریش ہو کر دوبارہ بستر پر گری تو دو منٹ میں وہ سو چکی تھی۔

☆☆☆

روم سروس کے ذریعے صبح اس نے بھرپور ناشتا کیا پھر خیالات میں گم ہو گئی۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ ایک ہی بات ذہن میں آ رہی تھی کہ رالف کے ذریعے وکیل سے رابطہ کر کے تمام پتے اس کے سامنے رکھ دے اور بتا دے کہ دائیں بازو کے فزیشنز کا ایک گروپ پرائیویٹ کلینکس اور اسپتالوں میں ایبولا کے ذریعے حملے کر رہا ہے۔ ان کا مقصد ہے کہ HMO پر عوام کا اعتماد ختم ہو جائے۔ مریسا کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا تاہم امکان تھا کہ وکیل اسے کسی سیف ہاؤس میں وقتی طور پر منتقل کرنے کے بعد اس کی بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں چھان بین شروع کر دے۔ وکیل کے لیے یہ ایک بہت بڑا کیس تھا۔ اپنے وسائل اور تجربے کے بل بوتے پر وہ کچھ نہ کچھ نکال ہی لے گا۔
مریسا پہلے ہی بہت زیادہ خطرات مول لے چکی تھی، قسمت اچھی تھی کہ اب تک زندہ تھی۔ تاہم زندگی کے ناقابلِ فراموش واقعات و حادثات سے گزر کر وہ بہت کچھ سیکھ بھی چکی تھی۔ وکیل سے رابطہ کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد مریسا پُرسکون ہو گئی۔
اس نے فون قریب کیا اور رالف کے آفس کا نمبر ملایا۔ اسے حیرت ہوئی جب سیکریٹری کے ذریعے اس کا رابطہ فوراً ہی رالف کے ساتھ کرا دیا گیا۔
''میں فکرمند تھا اسی لیے میں نے عملے کو تمہارے بارے میں خاص ہدایات دے رکھی تھیں تاکہ تمہیں رابطہ کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔'' رالف کی آواز آئی۔
''تم ایک بہت اچھے دوست ہو رالف۔'' مریسا نے کہا۔ رالف کی ہمدردی و فکرمندی نے اسے متاثر کیا تھا۔ اسے لگا کہ وہ کسی بچے کے مانند ہے اور رونے والی ہے۔ تاہم اس نے خود پر قابو پا لیا۔

''تم آج واپس آ رہی ہو؟''
مریسا نے ایک گہری سانس لی اور ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ ''رالف، کیا آج وکیل سے بات ہو سکتی ہے؟'' اس کی آواز معالرزاتھی۔
''تم ٹھیک تو ہو؟'' رالف کی آواز میں تشویش تھی۔
''آئی ایم اوکے۔''
''نہیں، آج ممکن نہیں ہے۔ وہ شہر سے باہر ہے۔ کل کسی وقت اس کی آمد متوقع ہے۔'' اس نے بتایا۔
''بری خبر ہے۔'' مریسا نے منہ بنایا۔
''تم ٹھیک ہو نا؟ پلیز تم یہاں آ جاؤ۔''
''رالف، میرے ساتھ خطرناک حادثات پیش آئے ہیں۔''
''کیسے حادثات؟''
''میں فون پر نہیں بتا سکتی۔'' مریسا نے کہا۔ اسے علم تھا کہ ایسی کسی کوشش کے دوران میں وہ بچوں کی طرح رو پڑے گی۔
''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے... تم فوراً یہاں آ جاؤ'' رالف نے مشورہ دیا بلکہ زور دے کر کہا۔
''ہاں، شاید یہی ٹھیک ہے۔''
''شاید نہیں بلکہ یقیناً تمہیں یہاں آ جانا چاہیے۔''
مریسا اثبات میں جواب دینے ہی جا رہی تھی کہ دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی۔ مریسا کا دل زور سے دھڑکا۔ ایک بار پھر دستک ہوئی۔
''مریسا کہاں ہو؟'' رالف کی مضطرب آواز آئی۔
''ایک منٹ، کوئی دروازے پر ہے۔'' وہ بولی۔
''لائن پر رہنا۔'' مریسا نے ریسیور سائڈ پر رکھا اور دھڑکتے بھڑکتے دل کے ساتھ دروازے کی طرف گئی۔
''کون ہے؟''
''مس کینڈرک کے لیے ڈیلیوری ہے۔'' جواب ملا۔
مریسا نے دروازہ کھولا لیکن چین جگہ پر رہنے دی۔ دروازے میں معمولی خلا پیدا ہوا۔ مریسا نے بیل مین کو کھڑے دیکھا جس کے ہاتھ میں سفید کاغذ میں ملفوف ایک بڑا پیکٹ تھا۔
''ایک منٹ رکو۔'' وہ یہ کہہ کر تیزی سے پلٹی اور فون اٹھا کر رالف کو آگاہ کیا۔ ''میں دوبارہ فون کرتی ہوں۔''
''وعدہ؟''
''ہاں... وعدہ۔''
مریسا واپس ہوئی۔ نیم دروازے سے باہر کا جائزہ

لیا۔ بیل مین مخالف دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔
کون ''مس کینڈرک'' کے نام پر یہاں کیا بھیج سکتا ہے؟ مریسا کی دوست ''ویسٹ کوسٹ'' میں آرام سے رہ رہی تھی۔
''کیا ہے اس میں؟''
''پھول۔'' بیل مین نے جواب دیا۔
مریسا پُرسوچ انداز میں پھر فون کی طرف گئی اور ڈیسک کو فون ملا کر تصدیق چاہی۔ جواب مثبت تھا۔ مریسا نے کچھ اطمینان محسوس کیا اور فون بند کر دیا۔ وہ ایک بار پھر دروازے پر تھی۔
''میں معذرت خواہ ہوں۔'' وہ بولی۔ ''تم خیال مت کرنا پیکٹ دروازے کے پاس چھوڑ دو میں چند منٹ میں لے لوں گی۔''
''نو پرابلم میڈم۔'' اس نے پیکٹ رکھا، ہیٹ کو چھوا اور روانہ ہوگیا۔
مریسا نے چین ہٹا کر دائیں بائیں جھانکا اور پیکٹ اٹھا کر دروازہ اچھی طرح لاک کر دیا۔ اس نے کاغذ پھاڑ کر پیکٹ کھولا موسمِ بہار کے خوش نما پھول نہایت خوب صورت انداز میں سجے ہوئے تھے۔
پھولوں کے ساتھ ایک لفافہ رکھا تھا۔ جس پر اس کی سہیلی کا نام ''لزا کینڈرک'' لکھا تھا۔
مریسا نے لفافے میں سے ایک تہ شدہ کارڈ برآمد کیا، کارڈ پر ''مریسا بلوم'' لکھا تھا۔
مریسا کے دل نے جیسے ایک دھڑکن مس کر دی۔ اس نے سانس روک کر کارڈ پڑھنا شروع کیا۔
''ڈیئر ڈاکٹر مریسا!
شاندار کارکردگی پر مبارک باد قبول کریں۔ بلاشبہ ہم سب متاثر ہوئے ہیں یقیناً ہم پھر آئیں گے لیکن یہ آپ کے معقول رویے پر منحصر ہے۔ ظاہر ہے ہمیں ہر بات کا علم ہے لیکن ہم آپ کو اکیلا چھوڑ دیں گے، بھول جائیں گے اگر آپ وہ طبی آلہ واپس کر دیں جو آپ نے شاید عاریتاً لیا ہے۔

خیر خواہ''
مریسا کے ہاتھ واضح طور پر کانپ رہے تھے۔ خوف کے اندھیرے نے اس کے وجود کو نگلنا شروع کیا۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوگئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ خوش رنگ پھول نہیں، زہریلے بچھو ہوں۔

معاً اس کا سکتہ ٹوٹ گیا افراتفری اور بدحواسی میں اس نے سامان سمیٹنا شروع کیا۔ الماری کی درازیں کھول کر اس نے چند چیزیں نکالیں اشیا اٹھاتے اٹھاتے معاً وہ ایک بار پھر جم سی گئی۔ وہ ہاتھوں میں موجود ذاتی اشیا کو گھور رہی تھی جن کو اس نے وہاں نہیں رکھا تھا۔
اس کا ابتدائی اندازہ غلط تھا کہ کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا۔ وہ خطرناک لوگ پہلے ہی اس کے کمرے کی تلاشی لے چکے تھے۔
''اوہ گاڈ۔'' مریسا نے سر تھام لیا۔ اس کا جسم لرز رہا تھا۔ نکلو یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔ وہ باتھ روم کی طرف بھاگی۔ وہ کاسمیٹکس کو اندھا دھند بیگ میں ٹھونس رہی تھی۔
اچانک اس کے خوف زدہ ذہن نے اشارہ دیا، وہ ٹھٹک گئی۔ کارڈ کی تحریر کے مطابق وہ لوگ ابھی تک ویکسی نیشن گن سے محروم تھے یعنی... یعنی ٹیڈ ملوث نہیں تھا۔ نہ ٹیڈ کو اور نہ ہی کسی اور کو پتا تھا کہ وہ فرضی نام سے ایسکس ہاؤس میں ٹھہری ہوئی ہے۔ ایک ہی راستہ تھا کہ وہ شکاگو ائرپورٹ سے ہی اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔
جتنی جلد ممکن ہو، مریسا کو ایسکس ہاؤس سے نکل جانا چاہیے۔ اس نے بدحواسی میں جو کچھ جمع کیا تھا، اسے سوٹ کیس میں بھر دیا لیکن سوٹ کیس نے اس بے تکی پیکنگ پر بند ہونے سے انکار کر دیا۔ وہ سوٹ کیس پر بیٹھ کر اسے بند کرنے کے لیے زور لگانے لگی۔
مریسا کی پہلی نظر پھولوں پر پڑی۔ دفعتاً ذہن میں جھماکا ہوا۔
''آہ... وہ اسے دہشت زدہ کر کے باہر نکالنا چاہتے تھے باہر نکلتے ہی وہ سیدھی ان کے شکنجے میں جا پھنستی جو وہ چاہتے تھے۔ مریسا بالکل وہی کر رہی تھی۔
اس نے سوٹ کیس چھوڑ دیا اور بستر پر بیٹھ کر ذہن کو پُرسکون کرنے کی سعی شروع کر دی۔ اس وقت اس کا سب سے قیمتی اثاثہ اور ہتھیار اس کا ذہن تھا اور وہ اپنے واحد ہتھیار کو بار بار کند کر رہی تھی۔ تلاشی کے دوران انہیں کچھ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ مریسا کو ایک فی صد شک نہیں تھا کہ وہ اب اسے بدحواسی کے عالم میں باہر نکالنا چاہتے تھے۔ وہ پھولوں کو گھور رہی تھی۔ بدمعاش قاتلوں کی چال وہ انہی پر الٹا دے گی۔
پھولوں نے جو دہشت پھیلائی تھی وہ ان کے لیے اس سے کہیں زیادہ افراتفری پھیلائے گی۔ مریسا نے PAC کے آفیسرز کی فہرست نکالی، وہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ

سیکریٹری جیک کراس نیویارک کا رہائشی ہے۔

426 ایسٹ 84 اسٹریٹ۔ مریسا نے پتا یاد کرلیا۔

وہ فیصلہ کرچکی تھی کہ جیک کے گھر ایک غیر اعلانیہ وزٹ کرے گی۔ ممکن ہے کہ گروپ کے تمام ڈاکٹرز کو اصل کہانی کا علم نہ ہو۔ اس بات پر یقین کرنا مشکل تھا کہ مخصوص گروپ میں شامل تمام ڈاکٹرز ایبولا کی خون آشامی سے خوش ہوں یا اس معاملے میں سب ہم خیال ہوں۔

دوسرے یہ کہ مریسا کی یہ ناقابلِ یقین حرکت کسی کے سان وگمان میں نہ ہوگی اور جو کھلبلی مچے گی، اس کے تصور سے ہی وہ بے اختیار مسکرا اٹھی۔

جو منصوبہ اس کے ذہن میں تشکیل پا رہا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ پہلے یہاں سے بحفاظت نکلنے کا بندوبست کرے۔

مریسا اٹھی اور منیجر کو فون ملایا۔ اس نے برہم آواز میں شکایت کی کہ فرنٹ آفس ڈیسک سے اس کے کمرے کا نمبر اس کے سابقہ بوائے فرینڈ کو فراہم کیا گیا جو اسے پہلے بھی پریشان کرتا رہا ہے۔

''یہ ناممکن ہے۔'' منیجر بوکھلا سا گیا۔ ''یہ ہماری پالیسی کے خلاف ہے۔''

''مجھے نہیں پتا، نہ میں بحث کے موڈ میں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوچکا ہے۔ وہ ایک پُرتشدد شخص ہے۔ میرے لیے خوامخواہ کی پریشانی کھڑی ہوگئی ہے اور میں خوف زدہ ہوں۔'' مریسا نے آواز مزید بلند کردی۔

''میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں؟'' منیجر کی آواز میں پریشانی تھی۔

''کس نے یہ حرکت کی ہے؟ یہ تمہارا مسئلہ ہے فی الوقت تم مجھے دوسرا کمرا فراہم کرو۔'' مریسا کی آواز میں درشتگی تھی۔

''میں خود ہینڈل کرتا ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔''

''ایک اور بات۔'' مریسا کی برہمی برقرار تھی۔ ''اس کے بال بھورے ہیں، آنکھیں نیلی ہیں دیکھنے میں ایتھلیٹ لگتا ہے۔ ناک اونچی ہے اگر وہ نظر آئے تو اپنے اسٹاف کو الرٹ رکھو۔''

''آپ بے فکر ہوجائیں۔'' منیجر نے جواب دیا۔

☆☆☆

ایل نے آخری کش لے کر سگریٹ کا ٹوٹا ایک جانب اچھال دیا۔ کیب میں جھانکا جہاں جارج پُرسکون انداز میں بیٹھا تھا۔ انتظار کرنے میں جارج کو کوئی تکلیف نہیں تھی۔

ایل نے سڑک کے پار ایسکس ہاؤس کو دیکھا۔ جیک اندر لابی میں تھا۔ ایل کو یقین تھا کہ لڑکی، جیک کی نظروں میں آئے بغیر ہوٹل کا عقبی راستہ استعمال نہیں کرسکتی۔

پھول ملتے ہی لڑکی اڑتی ہوئی ہوٹل سے نکلے گی۔ اس بارے میں ایل حد سے زیادہ پُریقین تھا اور ا۔ ۔ ہونا بھی چاہیے تھا لیکن اب اس کی سوچ میں حیرت کا عنصر در آیا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ''لڑکی سپر اسمارٹ ۔ ۔ یا پھر ا ۔ ۔ ''

ایل نے گھڑی دیکھی اور دوسری سگریٹ ۔ ۔ ۔ کیب میں جھانکا۔ جارج کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ ایل نے مسکرانے کی کوشش کی تاہم اپنے تناؤ کو پوشیدہ رکھنے میں ناکام رہا۔ مزید برآں جارج کا مخصوص سکون، ایل کو اور ہیجان میں مبتلا کررہا تھا۔

گن واپس ملنے تک وہ صرف لڑکی کا تعاقب کرسکتے تھے۔ ان کی توقعات کے قطعی برعکس وہ ابھی تک ہوٹل میں تھی۔

''کیا وقت ہوگیا؟'' ایل سگریٹ پر سگریٹ سلگا رہا تھا۔

اچانک رند بلانوش، بدمستوں کا ایک ٹولہ جھومتا جھامتا قہقہہ بار، خرمستیوں میں مگن ہوٹل سے نمودار ہوا۔ ٹولے کے اراکین نے تیز رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ جن پر ان کے ناموں کے ٹیگ نمایاں تھے۔ آنکھوں پر پلاسٹک سن وائزر موجود تھے۔ ناموں کے ٹیگ کے ساتھ سائنو کا لوگو بنا ہوا تھا غالباً یہ بادہ نوش گروپ چھٹی پر تھا۔

ہوٹل کے قریب لیموزین گاڑیوں کی ایک قطار تھی۔ ڈور مین کے اشارے پر ٹولہ گاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ گاڑیوں کے دروازے کھلنے لگے۔

ایل نے بے چینی سے جارج کے شانے پر ہاتھ مارا۔ وہ ہوٹل کے ریوالونگ ڈور کی جانب اشارہ کررہا تھا۔ ویسا ہی ایک اور لیکن زیادہ نفوس کا ٹولہ ہاؤ ہو کرتا باہر آرہا تھا۔ بڑے ٹولے کے دو افراد نے ایک خاتون کو، جو ویسے ہی حلیے میں تھی سنبھالا ہوا تھا۔ موصوفہ نے یقیناً اوقات سے زیادہ چڑھا رکھی تھی۔

جارج آنکھیں سکیڑ کر خاتون کو تاڑ رہا تھا۔ ذرا دیر میں وہ بھی دیگر افراد کے ساتھ ایک لیموزین میں غائب ہوگئی۔

جارج، ایل کی طرف مڑا۔ ''کچھ کہہ نہیں سکتا، اس کے بال مختلف رنگت کے تھے۔ یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔''

''میں بھی پہچان نہیں سکا۔'' ایل نے جھلا کر ایک اور سگریٹ سلگائی تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد ایل دوڑ کر کیب میں گھس گیا۔

''تعاقب کرو دوسری گاڑی یہی رک کر دیکھے گی اگر وہ باہر نکلتی ہے۔'' اس نے حکم جاری کیا۔

☆☆☆

مریسا نے لیموزین میں سے عقب میں جھانکا۔ وہ ہوٹل کے داخلی دروازے کو تک رہی تھی۔ اس گروپ میں شامل ہونے کے لیے منیجر نے اس کی مدد کی تھی۔ کہانی وہی نامعقول ایکس بوائے فرینڈ کی تھی۔ آنکھ کے کونے سے اس نے کیب پارکنگ کی جانب سے ایک آدمی کو نکلتے دیکھا جو دوڑتا ہوا وہاں کھڑی کیب میں بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں ایک بس نے درمیان میں آکر منظر چھپالیا۔

مریسا سیدھی ہوکر بیٹھ گئی اسے یقین تھا کہ تعاقب شروع ہوچکا ہے۔ تاہم وہ پُرسکون تھی پیچھا کرنے والے قریباً ایک بلاک پیچھے تھے۔ جیسے ہی لیموزین نے ففتھ ایونیو کا موڑ کاٹا، مریسا نے شور مچادیا۔ وہ ڈرائیور کو رکنے کے لیے کہہ رہی تھی۔

مریسا نے منہ بنایا ہوا تھا جیسے قے کرنے والی ہے۔ ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ رکتے رکتے وہ دروازہ کھول کر کود گئی اور ڈرائیور کو جانے کا اشارہ کیا۔ اس نے کندھے اچکا کر لیموزین آگے بڑھادی۔

مریسا سامنے موجود بڑے سے بک اسٹور میں داخل ہوگئی۔ وہ زیادہ اندر نہیں گئی تھی اور ایک کتاب اٹھا کر شلف کی آڑ سے شیشے کے باہر دیکھنے لگی۔ اس نے تعاقب کرنے والی کیب کو تیزی سے موڑ کاٹ کر لیموزین کے پیچھے جاتے دیکھا۔ عقبی نشست پر وہ بھورے سر کی جھلک دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

☆☆☆

وہ مکان نیویارک کے لگژری ہاؤس سے مختلف تھا۔ کسی قدیم طرز کے قلعے کے مانند۔ اس کی تنگ کھڑکیوں میں بل کھاتی ہوئی آہنی گرلز نصب تھیں۔ سامنے کے دروازے کو آہنی گیٹ کے ذریعے تحفظ دیا گیا تھا۔ قلعہ نما، کئی منزل بلند تھا۔ مریسا سڑک کی دوسری جانب سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے حیران کن فیصلے کے مضمرات کا تخمینہ بھی جوڑ رہی تھی۔

نہایت کم امکان تھا کہ ڈاکٹر کراس اپنے گھر نما اسپتال یا اسپتال نما گھر میں اس کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔ مریسا نے اطراف کا جائزہ لیا اور سڑک پار کی۔ رک کر پھر دائیں بائیں دیکھا پھر سیڑھیاں طے کرکے گیٹ تک پہنچ گئی۔ گیٹ کھلا تھا اس کے عقب میں چوبی دروازہ تھا۔

مریسا نے گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ ایک منٹ کے انتظار کے بعد اس نے دوبارہ بٹن کو پش کیا۔

''یس؟'' دروازہ اچانک کھلا۔ ایک خاتون سوالیہ نظروں سے مریسا کو دیکھ رہی تھی۔

''میں ڈاکٹر کراس سے ملنا چاہتی ہوں۔'' مریسا کی آواز مستحکم اور لہجہ بااختیار تھا۔

''آپ نے پہلے سے وقت لیا ہے؟''

''نہیں۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''ڈاکٹر کو بتاؤ کہ میں یہاں ایمرجنسی میں PAC کے معاملے میں بات کرنے آئی ہوں۔ اتنا کافی ہے۔''

خاتون کے چہرے پر الجھن ہویدا تھی۔ مریسا کے انداز کو دیکھ کر وہ نام پوچھنا بھی بھول گئی۔

چند منٹ بعد دروازہ کھلا۔ خاتون نے مریسا کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ مریسا، اس کی رہنمائی میں آگے بڑھتی رہی اور ایک لائبریری تک جا پہنچی۔ خاتون نے اسے لائبریری میں انتظار کرنے کے لیے کہا اور خود باہر چلی گئی۔ مریسا، لائبریری کا جائزہ لینے لگی۔ وہ حیرت انگیز طور پر پُراعتماد تھی۔

''انتظار کی زحمت کے لیے معذرت خواہ ہوں۔'' ایک مسکین سی آواز نے مریسا کو متوجہ کیا۔

مریسا نے پلٹ کر ڈاکٹر کو دیکھا۔ ڈاکٹر کی شخصیت، تاثرات اور آنکھیں مریسا کے ذہن میں جو تصویر بنا رہی تھیں، وہ بالکل مختلف تھی۔ وہ کسی رخ سے PAC کی گندگی کا حصہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

''معذرت مجھے کرنی چاہیے۔'' مریسا نے کہا۔ ''میں نے غلط وقت پر آپ کو پریشان کیا۔'' مریسا نے شائستگی اختیار کی۔

''کوئی بات نہیں، بیٹھ جاؤ۔ میں کس کام آسکتا ہوں؟'' ڈاکٹر کراس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

مریسا نے آگے جھک کر ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔ ''میرا نام مریسا ہے۔ ڈاکٹر مریسا بلوم۔'' مریسا نے بغور ڈاکٹر کو دیکھا۔ تاہم اسے ڈاکٹر کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی یا تو وہ مریسا کے نام سے ہی بے خبر تھا یا پھر بہت بڑا اداکار تھا۔

مریسا نے تعارف کو مزید آگے بڑھایا۔ ''میں سی ڈی

سی میں EIS آفیسر ہوں۔'' مریسا کی نگاہیں بدستور ڈاکٹر کے چہرے پر تھیں۔ مریسا نے اس کی آنکھوں کو سکڑتے ہوئے دیکھا۔

''میری ملازمہ نے بتایا تھا کہ تم PAC کے بارے میں بات کرنے آئی ہو۔'' ڈاکٹر کی آواز کا ابتدائی نرم تاثر بدل گیا۔

''ٹھیک بتایا تھا۔'' مریسا بولی۔ ''میں پہلے یہ جاننا چاہوں گی کہ آپ کے علم میں ایسی سرگرمیاں ہیں جو سی ڈی سی کے لیے تشویش کا باعث بن رہی ہوں؟''

''کس کی سرگرمیاں؟''

''PAC کی۔''

اس مرتبہ ڈاکٹر کراس کے جبڑے بھنچ گئے۔ اس نے ایک طویل سانس کھینچ کر خود پر قابو پایا اور بولنا شروع کیا۔ ''PAC، امریکن میڈیسن کی ساکھ کو بچانے کی کوشش کررہی ہے جس کو بعض عوامل سے خطرہ ہے۔ PAC کا مقصد .... شروع سے یہی ہے۔''

''یہ ایک نوبل کاز ہے۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ ''لیکن PAC یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے کن خطوط پر کام کررہی ہے یا کیا ذرائع استعمال کررہی ہے؟''

''PAC، سمجھ دار قانون سازی کرنے والوں کو سپورٹ کررہی ہے۔'' اس نے مختصر جواب دیا۔

''ڈاکٹر، بدقسمتی سے آپ کی آدھی بات ٹھیک لگتی ہے لیکن PAC اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کررہی ہے جس پر سی ڈی سی کو تشویش ہے اور یہ تشویش بجا ہے۔'' مریسا نے پیش قدمی کی۔ ''میں درحقیقت آپ کی شخصیت سے متاثر ہوں اور یہ بات کہنا چاہتی تھی لیکن اس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ PAC غیر قانونی اور خطرناک ذرائع کا سہارا لے رہی ہے۔''

''میرے خیال میں مزید گفتگو کی گنجائش نہیں ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں۔'' ڈاکٹر کھڑا ہوگیا۔

''مجھے یقین ہے کہ مختلف مقامات پر بار بار ایبولا جیسے ہولناک وائرس سے جو ہلاکتیں ہورہی ہیں، اس کی ذمے دار PAC ہے اور آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ PAC کے ذمے داران کے لیے یہ کتنی تباہ کن ثابت ہوگی۔'' مریسا نے لہجہ قدرے سخت کرلیا۔ وہ خود بھی کھڑی ہوگئی۔

''بکواس، ناقابلِ یقین۔'' ڈاکٹر ٹھٹک گیا۔

''میرے پاس تمام کاغذات ہیں۔ میں PAC کے تمام آفیسرز کو جانتی ہوں۔ گرے سن، جارجیا میں پروفیشنل لیب سے ثبوت حاصل کرچکی ہوں کہ وہ لوگ ہیپا فلٹر سسٹم خرید چکے ہیں جو خطرناک وائرس پر تجربات کرنے کے لیے حفاظت کے نقطۂ نظر سے خاص قسم کی لیب میں استعمال ہوتا ہے۔ ایسا سسٹم صرف سی ڈی سی کے پاس ہے۔ پروفیشنل لیب میں اس کی موجودگی کا کیا مطلب ہے؟ میرے پاس وہ ویکسی نیشن گن بھی ہے جس کے ذریعے انڈیکس کیسز میں ایبولا کو متعارف کروایا جاتا ہے۔'' مریسا نے آخری کیل بھی ٹھونک دی۔

ڈاکٹر کے چہرے پر پہلے بوکھلاہٹ نظر آئی پھر اس کی جگہ غصے نے لے لی۔ ''گیٹ آؤٹ۔'' وہ برافروختہ نظر آنے لگا۔

''بخوشی۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''تاہم مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسی معقول شخصیت غالباً انجانے میں اس چکر میں الجھ گئی ہے کاش آپ بات کو سمجھ لیں۔'' مریسا چل پڑی۔

ڈاکٹر اپنی جگہ کھڑا تھا۔ مریسا کچھ دور جاکر رک گئی۔

''آپ کا شکریہ آپ نے ملاقات کے لیے وقت دیا۔'' مریسا نے اظہار تشکر کیا۔ ''آپ کو ڈسٹرب کرنے پر میں معذرت خواہ ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ PAC کے ان چند آفیسرز میں سے ایک ہیں جو اس ہارر مووی کا اینڈ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ مجھے خوشی ہوگی شاید آپ گواہ بن کر اس بھیانک ڈرامے کو روک دیں۔ ایسا ہوسکتا ہے مجھے امید ہے۔ گڈ ڈے، ڈاکٹر کراس۔''

مریسا نارمل قدموں کے ساتھ واپس جارہی تھی اگرچہ اس کا دل پُرشور انداز میں دھڑک رہا تھا، ذہن کہہ رہا تھا۔ ''بھاگو۔''

اگر اس کا اندازہ غلط اور ڈاکٹر یا کسی اور آدمی نے اسے دبوچ لیا تو اس کی لاش اس قلعہ نما اقامت گاہ میں دفن ہوگی۔

عقب میں کوئی آہٹ نہیں تھی۔ مریسا نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر ہکا بکا کھڑا ہے۔ ملازمہ کی ہمراہی میں وہ باہر نکل گئی۔ سڑک پار کرتے ہی اس نے دوڑ لگائی اور ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوگئی۔

☆☆☆

کچھ دیر بعد ڈاکٹر کراس کے حواس بحال ہوئے۔ اس کے بدترین خواب کی تعبیر کھل کر سامنے آگئی تھی۔ اس کی گن دوسری منزل پر موجود تھی۔ اسے خود کو ہلاک کرلینا چاہیے یا پھر وکیل سے بات کرے۔ گواہ بننے کے بعد کتنی

بچت ہے؟ بدحواسی نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی تھی بالآخر وہ تھکے تھکے قدموں سے چل کر ڈیسک تک پہنچا اور دروازہ کھول کر ایڈریس بُک نکالی۔ وہ اٹلانٹا کال کر رہا تھا۔

دوسری جانب سے جوشوا جیکسن کی آواز آئی۔ ”کیا بات ہے ڈاکٹر جیک کراس؟“

ڈاکٹر نے مریسا کی آمد کا احوال بتایا۔ ”جوشوا، تم نے وعدہ کیا تھا کہ لاس اینجلس کے بعد ایبولا سامنے نہیں آئے گا لیکن ایسا نہیں ہوا پھر تم نے کہا کہ دوسری بار یہ حادثاتی طور پر ہوا ہے لیکن یہ بھیانک سلسلہ مزید آگے بڑھ گیا ہے۔ PAC گلے گلے اس دلدل میں اُتر گئی ہے یہ...“

”آرام سے ڈاکٹر آرام سے ... پُرسکون رہو۔“ جوشوا کی آواز آئی۔

”کون ہے یہ مریسا بلوم؟“

”کیوں پوچھ رہے ہو؟“

”بہت خوب بتایا تو وہ یہاں آئی تھی اور ایبولا کی وباؤں کی ذمے داری PAC کے سر پر تھوپ گئی ہے۔“

”وہ جھوٹ بول رہی ہے۔“

”اس کے پاس ثبوت ہیں۔“ ڈاکٹر کراس نے کہا۔

”کیا وہ تمہارے گھر پر ہے؟“ جوشوا نے سوال کیا۔

”اتنی احمق نہیں ہے، وہ جا چکی ہے۔ آخر وہ ہے کون؟“

”سی ڈی سی کی اپی ڈیمیالوجسٹ ہے۔ خوش قسمت ہے، ورنہ ہیبر لنگ اب تک اس سے جان چھڑا چکا ہوتا۔“ جوشوا نے بتایا۔

”صورتِ حال انتہائی خراب ہو چکی ہے۔ میں تمہیں یاد دلانا چاہوں گا کہ میں اس پروجیکٹ کے ہی خلاف تھا جبکہ بات اس وقت تک صرف انفلوئنزا وائرس تک تھی۔“ ڈاکٹر کراس کی آواز میں ناگواری کے ساتھ پریشانی تھی۔

”وہ تم سے کیا چاہتی تھی؟“ جوشوا جیکسن نے سوال کیا۔

”کافی پینے آئی تھی۔“ ڈاکٹر کراس نے بھڑک اٹھا۔

”پلیز ڈاکٹر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم پُرسکون رہو۔“

”میں حیران ہوں کہ وہ یہاں پہنچی کیسے؟ اس سے بڑھ کر اس کے پاس اتنی معلومات کہاں سے آگئیں؟“

”بات کریں گے اس پر تم یہ بتاؤ، وہ تم سے کیا چاہ رہی تھی؟“

”وہ مجھے ڈرا رہی تھی اور اس نے اچھا خاصا ہوم ورک کر رکھا ہے۔ اس کے پاس PAC کے تمام آفیسرز کے نام اور پتے ہیں نیز وہ باری باری سب کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔“

”کیا اس نے بتایا تھا کہ اب وہ کس طرف جائے گی؟“

”لگتا ہے کہ تم لوگ شروع سے اسے احمق خیال کر رہے ہو۔ جب ہی وہ اچھی خاصی مصیبت بن چکی ہے۔ بھلا وہ مجھے کیوں بتائے گی کہ اب وہ کس جانب روانہ ہو رہی ہے؟“

”تم کیوں اتنے پریشان ہو رہے ہو؟“

”بات پریشانی سے بڑھ کر ہے تم جانتے ہو کہ سان فرانسسکو کا ڈاکٹر ٹائی مین، مجھ سے زیادہ اس پروجیکٹ کے خلاف تھا۔ ذرا سوچو کہ اگر اس نے ٹائی مین سے ملاقات کر لی تو کیا ہوگا؟“ ڈاکٹر کراس نے حقیقی خطرے کا اظہار کیا۔

”گھبرانے کی بات نہیں ہے۔“ جوشوا نے پھر دلاسا دیا۔ ”میں تمہاری پریشانی سمجھ سکتا ہوں۔ اگر بات بگڑ بھی گئی ہے تو ہیبر لنگ وائرل لیب کو صاف کر دے گا۔ کسی ناگہانی کی صورت میں وہاں صرف کم خطرناک وائرس اور بیکٹیریا اسٹڈی کی لیب ہی دریافت ہو سکے گی۔ اسی دوران میں اسے لڑکی کے عزائم کی اطلاع کر دیتا ہوں۔ وہ کچھ نہ کچھ کر لے گا... ہم اسے ڈاکٹر ٹائی مین تک نہیں پہنچنے دیں گے۔“

”جوشوا، وہ لڑکی فتنہ ہے۔ وہ خود ایک وائرس ہے۔ تم کیا سمجھ رہے ہو کہ ایک نازک سی لڑکی تن تنہا اتنا سب کچھ کر سکتی ہے بغیر کسی پروٹیکشن اور سہارے کے؟“

”تمہیں شاید پتا نہیں ہے کہ وہ تنہا ہے۔ پولیس اسے تلاش کر رہی ہے اور سی ڈی سی بھی اس کی ہمنوا نہیں ہے۔“

”میں سمجھا نہیں؟“ ڈاکٹر کراس نے تعجب کا اظہار کیا۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

”لمبی بات ہو جائے گی پھر بتاؤں گا میری بات کا یقین کرو۔ ہم اسے جلد پکڑ لیں گے وہ کوئی فتنہ نہیں ہے بس قسمت کی دھنی ہے اور کچھ جنونی ہے بہرحال ہم سے بھی کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اب تم آرام کرو۔ میں رابطہ کروں گا۔“ جوشوا نے بات ختم کرنے کا اشارہ دیا۔

ڈاکٹر کراس نے فون رکھ دیا۔ اس کا اعصابی تناؤ کچھ کم ہو گیا تھا۔ تاہم اس نے فیصلہ کیا کہ وہ صبح اپنے اٹارنی کو فون

بی پڑوسن! کیا مجھے دس انڈے اور
آدھا کلو گوشت ادھار مل سکتا ہے

کرے گا۔ اسے معلومات رکھنی ضروری تھی کہ وعدہ معاف گواہ بننے کی صورت میں کیا فوائد یا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆

مریسا کی کیب لانگ آئی لینڈ ایکسپریس وے پر تھی۔ وہ پرس میں سے PAC کے آفیسرز کی فہرست نکال کر پڑھ رہی تھی۔ اس کا پہلا وزٹ کامیاب رہا تھا۔ اگرچہ اسے مکمل آگاہی نہیں تھی کہ وہاں سے نکلنے کے بعد کیا ہلچل مچی تاہم اس کے خیال میں اس نے اپنا کام صفائی سے کیا تھا۔ یہ بھی اتفاق ہی رہا کہ پہلی مڈبھیڑ ہی شریف النفس ڈاکٹر سے ہوئی تھی۔

فہرست کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ اس کے پاس فیصلہ کرنے کے لیے کوئی منطق نہیں ہے کہ اب اسے کس سے ملنا چاہیے؟ اسے قریب ترین ڈاکٹر کی طرف جانا چاہیے تھا۔ یہ آسان تھا لیکن اس میں خطرہ بھی تھا کیونکہ اس کے پیچھے جو خطرناک افراد لگے ہوئے تھے، وہ بھی یہی توقع کر رہے ہوں گے کہ اس کا اگلا وزٹ قریبی ڈاکٹر کا مسکن ہی ہونا چاہیے۔ مریسا نے دھوکا دینے کے لیے بعید ترین ڈاکٹر کے نام پر نشان لگایا۔ سان فرانسسکو کا ڈاکٹر سنکلیئر ٹائی مین۔

اس نے کیب ڈرائیور کو تبدیل شدہ پروگرام سے آگاہ کیا اور کینیڈی ائرپورٹ چلنے کے لیے کہا۔

ائرپورٹ پر اس نے کیش کی صورت میں ادائیگی کی۔ فرضی نام استعمال کیا اور نیوز اسٹینڈ سے اخبار خرید لیا۔

صورتِ حال ہی کچھ ایسی بن گئی تھی کہ وہ رالف کو ایسکس ہاؤس سے دوبارہ فون نہیں کر سکی تھی۔ مریسا نے ائرپورٹ سے اس کا نمبر ملایا۔

"میں تمہیں آخری بار معاف کر رہا ہوں۔" رالف کی آواز میں تکدر تھا۔ "وہ بھی اس صورت میں کہ تم فوراً واپس آجاؤ۔"

مریسا کو واقعی افسوس تھا۔ اس نے احتیاط سے الفاظ کا چناؤ کیا۔ "میری خواہش ہے کہ میں آج تم سے مل سکوں لیکن..."

"مجھے مت بتانا کہ تم نہیں آسکتیں۔" رالف کی آواز سے پتا نہیں چلا کہ وہ ناراض ہے یا مایوس۔ "کل دوپہر کو تمہیں اٹارنی کوئن لن سے ملنا ہے، میں نے انتظام کر دیا ہے..."

"رالف، پلیز اس ملاقات کو ملتوی کرنا پڑے گا۔ نہایت اہم معاملہ درپیش ہے اور مجھے ہر صورت سان فرانسسکو جانا ہے۔ میں اس وقت یہاں سے تمہیں تفصیل نہیں بتا سکتی۔ بات طویل ہو جائے گی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس روز میں مجبور تھی، تمہیں دوبارہ فون نہیں کر سکی۔ مجھے یقین ہے کہ تم معاف کر دو گے۔"

"مریسا، آخر کیا تماشا ہو رہا ہے؟ تم کہاں کہاں ماری پھر رہی ہو؟" رالف کی آواز میں فرسٹریشن نمایاں ہو گیا۔

"رالف مجھے تمہاری پریشانی کا احساس ہے۔ تمہارے احساسات مجھے سہارا دیتے ہیں لیکن سب کچھ انڈر کنٹرول ہے۔ میں جو کچھ کر رہی ہوں، وہ اٹارنی میک کوئن لن..." اچانک وہ رک گئی۔ میک کوئن لن؟ اسے معاً یہ نام شناسا سا لگا تھا۔ اس نے دماغ پر زور دیا لیکن ناکام رہی۔ اس نے یہ نام کہاں سنا تھا یا اس کا وہم ہے۔

"کیا ہوا؟" رالف نے استفسار کیا۔

"میں کہہ رہی تھی کہ جو کچھ میں کر رہی ہوں، وہ اٹارنی کے کام کے لیے از حد مددگار ثابت ہوگا، مجھ پر بھروسا کرو۔"

"میرا دماغ چکرا گیا ہے، سمجھ نہیں آتا کیا کہوں، ہر مرتبہ تم آتے آتے غائب ہو جاتی ہو یا بات ادھوری چھوڑ دیتی ہو۔" رالف کی آواز میں مایوسی جھلک رہی تھی۔

"مجھے جہاز میں سوار ہونا ہے۔ میں ہر ممکن کوشش کروں گی کہ جلد ہی تمہیں فون کروں۔"

رالف خاموش رہا۔ مریسا نے فون رکھ دیا۔ اس نے گہری سانس لی۔ رالف حساس تھا اور واقعی مریسا کی جانب

نے فکر مند تھا لیکن وہ ابھی اٹلانٹا واپس نہیں جا سکتی تھی۔

☆☆☆

''اپنی بکواس بند کرو۔'' ایل بھنا اٹھا۔ جیک چپ ہو گیا۔ جیک اور ایل کیب میں تھے جبکہ جارج ایسکس ہاؤس کی لابی میں بیٹھا تھا۔ ایل کو احساس تھا کہ لڑکی ان سب کو غچا دے کر نکل گئی ہے۔ وہ لکی ہے یا نہیں تاہم ہوشیار ضرور تھی۔ وہ لوگ واپس اینیکس ہاؤس آ گئے تھے۔

واپس آ کر اس نے جیک کو ہوٹل میں بھیجا کہ وہ چیک کرے آیا مس کینڈرک کی رجسٹریشن موجود ہے یا نہیں... رجسٹریشن موجود تھی۔

ایل خود اندر گیا اور لڑکی کے کمرے کے پاس سے گزرا، کمرا خالی تھا اور اس کی صفائی کی جا رہی تھی مزید براں یہ ہوا کہ ہاؤس ڈیٹیکٹو نے منیجر کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق اسے پہچان لیا اور وارننگ دے ڈالی کہ وہ لڑکی کا پیچھا چھوڑ دے۔

ایل دنگ رہ گیا۔ لڑکی نے اسے بدمعاش سابقہ بوائے فرینڈ کی حیثیت دے کر منیجر سے شکایت کر دی تھی۔

''مکار حسینہ۔'' وہ بڑبڑایا۔ بہرحال اسے ہوٹل سے نکلنا پڑا۔ اس کی پیشہ ورانہ حس کہہ رہی تھی کہ چڑیا اڑ گئی ہے اور وہ لوگ وہاں محض وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ بڑبڑاتا ہوا دائیں بائیں ٹہل رہا تھا۔ اسے شک ہونے لگا کہ لڑکی ڈاکٹر ہے بھی یا نہیں یا کوئی اور معاملہ ہے۔

اس نے فی الفور ہیبر لنگ کو فون ملایا۔ پہلا سوال ہی یہ کیا کہ لڑکی کون ہے ڈاکٹر یا ایف بی آئی ایجنٹ؟

ہیبر لنگ نے سخت جواب دیا۔ ''احمقانہ سوال ہے، اپنی ناکامی کو چھپانے کی کوشش مت کرو۔ پانچ فٹ قد کی 100 پونڈ کی چھوکری تم مسٹنڈوں کو متواتر چکر دے رہی ہے۔ میں نے تمہیں ریمبو کو پکڑنے نہیں بھیجا ہے۔ PAC تم لوگوں پر ہزاروں ڈالرز فی یوم خرچ کر رہی ہے اور اب ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا ہے۔ کہاں دفن ہو گئی تم لوگوں کی پیشہ ورانہ مہارت؟''

''اس کی قسمت اچھی ہے۔'' ایل کی آواز لٹک گئی۔

''تاہم وہ عام ڈاکٹروں سے زیادہ ہوشیار ہے۔''

''میں کچھ نہیں جانتا۔'' ہیبر لنگ نے تڑخ کر کہا۔ ''صاف بولو کہ وہ پھر تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ کہاں ہے وہ اس وقت؟''

''میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔'' ایل نے مردہ دلی سے جواب دیا۔

''شاندار... بہت اچھے۔'' ہیبر لنگ نے کھلا مضحکہ اڑایا۔ ''میں یہاں بیٹھے بیٹھے بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ وہ ڈاکٹر کراس کے گھر پہنچ گئی تھی اور اسے اچھا خاصا خوف زدہ کر کے نکل گئی ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ وہ PAC کے ہر آفیسر سے ملے گی۔ ڈاکٹر ٹائی مین کا معاملہ سب سے نازک ہے۔ دفع ہو جاؤ اور اسے ٹائی مین تک نہ پہنچنے دو۔'' ہیبر لنگ نے فون پٹخ دیا۔

ریسیور ابھی تک ایل کے کان سے لگا ہوا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے ابھی ابھی کیا سنا ہے، آہستہ آہستہ اس نے ریسیور نیچے رکھ دیا۔ اس کی غلط فہمی دور ہو چکی تھی کہ وہ ایک آسان شکار کے پیچھے ہے۔

☆☆☆

وہ لوگ سان فرانسسکو کے سینٹرل ٹرمینل میں تھے۔ امریکن فلائٹ قبل ازیں ڈیڑھ گھنٹے ڈلاس میں رکی تھی پھر لاس ویگاس میں تاخیر ہوئی۔

جیک کے ہاتھ میں بریف کیس اور بریف کیس میں ویکسی نیشن گن تھی۔ اسی گن کے ذریعے ڈاکٹر مہتا کو رہزنی کی آڑ میں ایبولا وائرس منتقل کیا گیا تھا۔ ان سب کا حلیہ خاصا بگڑ چکا تھا۔ شیو اور شاور کا موقع بھی نہیں ملا تھا اور سوٹ بھی سلوٹوں سے پُر تھے۔

موجودہ سچویشن کے بارے میں ایل جتنا سوچتا، مزید فکر مند ہو جاتا تھا۔ لڑکی چار شہروں میں سے کہیں بھی ہو سکتی تھی، یہ کوئی سیدھا صاف نشانہ نہیں تھا۔ اگر وہ بروقت ہاتھ آ بھی گئی تو وہ ویکسی نیشن برآمد کیے بغیر اسے ٹھکانے نہیں لگا سکتے تھے۔ اس نے نقشہ نکالا۔ ٹائی مین ایک غیر معروف علاقے میں رہائش پذیر تھا۔ صبح کے سات بج رہے تھے۔

☆☆☆

مریسا فیئر مونٹ ہوٹل میں رکی تھی۔ صبح ساڑھے سات بجے اس کی ویک اپ کال تھی۔ ناشتا کرتے ہوئے وہ غور کر رہی تھی کہ اگر ٹائی مین، ڈاکٹر کراس کے برعکس ثابت ہوا تو مشکل ہو جائے گی۔

کمرے میں پہنچنے والا ناشتا شاندار تھا۔ پھل چھیلنے کے لیے ایک خوب صورت تیز دھار چھری بھی موجود تھی جس کا منقش دستہ لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ ناشتا کرتے ہوئے وہ ٹائی مین کے ایڈریس کے بارے میں متفکر تھی۔ ڈاکٹر کراس سے ملاقات کے بعد بہت ممکن تھا کہ ٹائی مین تک اطلاع پہنچا دی گئی ہو اگر ایسا ہوا تو وہ اچانک وزٹ کے ذریعے ڈاکٹر ٹائی مین کو چونکانے میں ناکام رہے گی، وہ پہلے سے ہی تیار

ہوگا۔

مریسا نے فیصلہ کیا کہ گھر کے بجائے ڈائریکٹ اس کے دفتر میں ملاقات کی جائے۔ یہ زیادہ بہتر اور محفوظ راستہ ہوگا۔ ایک تو مریسا کا تعاقب کرنے والے توقع کر رہے ہوں گے کہ وہ ڈاکٹر کراس کے مانند ٹائی مین سے گھر پر ملاقات کرے گی۔ دوسرے اگر ٹائی مین مجرمانہ فطرت کا نکلا تو اپنے آفس میں مریسا کے خلاف کسی جارحانہ حرکت سے پرہیز کرے گا۔

یلو پیجز کے ذریعے اس نے ٹائی مین کی میڈیکل پریکٹس کا مقام معلوم کرلیا۔ مریسا نے آفس فون کرکے شہر میں اس کی موجودگی کی تصدیق کی۔ اسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آفس 8.30 سے قبل نہیں کھلے گا۔

مریسا نے تیاری مکمل کرکے پھر آفس فون کیا تو علم ہوا کہ ڈاکٹر کی آمد تین بجے متوقع ہے۔ ٹائی مین کو سان فرانسسکو جنرل اسپتال میں ایک سرجری نمٹانی تھی۔

مریسا، فون رکھ کر سوچ میں پڑگئی۔ تین بجنے میں بہت وقت تھا۔ اس کے شکاری کہاں ہوں گے، اسے علم نہیں تھا۔ صرف اتنا پتا تھا کہ ڈاکٹر کراس کے ذریعے انہیں خبر ہوگئی ہوگی کہ مریسا PAC کے دیگر آفیسرز سے بھی ملاقات کرے گی۔ ان کے لیے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ دوسری ملاقات کس سے کرے گی۔

مریسا نے آفس جانے کا ارادہ ملتوی کردیا احتیاطاً جنرل اسپتال میں مڈبھیڑ اور بھی زیادہ بہتر تھی۔ کمرا چھوڑنے سے بیشتر اس نے دروازے کی پیشانی پر ڈونٹ ڈسٹرب کا نشان آویزاں کردیا۔ نیویارک کے مقابلے میں وہ یہاں بہتر محسوس کررہی تھی۔ پیچھا کرنے والوں سے وہ کافی آگے تھی۔

سان فرانسسکو جنرل اسپتال کی عمارت متاثر کن تھی۔ اسپتال میں داخل ہوکر پہلے اس نے ڈاکٹرز لاکر روم تلاش کیا وہاں سے اس نے ایک اسکرب سوٹ منتخب کیا۔ اس وقت ایک اٹینڈنٹ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔

"کس قسم کی مدد؟" اس نے سوال کیا۔

"میں ڈاکٹر بلوم ہوں۔" وہ لفظ مریسا گول کرگئی۔

"میں یہاں ڈاکٹر ٹائی مین کی سرجری کے مشاہدے کے لیے آئی ہوں۔"

"میں آپ کو ایک لاکر اسائن کردیتا ہوں۔" اس نے ایک چابی، مریسا کے حوالے کی جس پر نمبر پڑا تھا۔

مریسا نے شکریہ ادا کیا اور کچھ دیر بعد مخصوص لباس میں باہر آگئی۔ اب اس کا رخ سرجیکل لاؤنج کی جانب تھا۔

لاؤنج میں تقریباً 20 افراد تھے۔ کوئی گپ لگا رہا تھا، کوئی کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور کوئی اخبار میں کھویا ہوا تھا۔ بعض کی نظریں ٹی وی پر تھیں۔

مریسا، سیدھی گزرتی چلی گئی۔ ذرا دیر بعد وہ آپریٹنگ ایریا میں تھی۔ اس نے ہڈ اور ماسک لگایا۔ دستانے چڑھائے پھر کمرے میں آویزاں شیڈولنگ بورڈ کو پڑھنے لگی۔ ٹائی مین کے نام کے آگے روم نمبر 11 لکھا تھا۔

"یس؟" ایک نرس اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ڈاکٹر ٹائی مین۔"

"روم نمبر 11۔" نرس نے اشارہ کیا۔

"یس، میں نے دیکھ لیا ہے۔" مریسا نے کہا اور شکریہ ادا کرکے کوریڈور میں چل پڑی۔ آپریٹنگ رومز، کوریڈور کے دونوں جانب تھے۔

روم نمبر 11 میں پانچ افراد تھے۔ بے ہوش کرنے والے ڈاکٹر کا رخ ٹیبل پر موجود مریض کے سر کی جانب تھا۔ ایک موبائل نرس احکامات کے انتظار میں ایک جانب اسٹول پر بیٹھی تھی۔ مریسا کو دیکھ کر وہ اس کی جانب آئی۔

"کیس میں کتنا وقت لگے گا؟"

"45 منٹ۔" نرس نے جواب دیا۔ "ڈاکٹر ٹائی مین تیز اور اپنے کام کے ماہر ہیں۔"

"ان میں ڈاکٹر ٹائی مین کون ہے؟"

نرس کے چہرے پر استعجاب کا عکس نظر آیا۔ "وہ دائیں جانب۔" اس نے جواب دیا۔ "تم کون ہو؟"

"ڈاکٹر کی دوست، اٹلانٹا سے۔" مریسا نے کہا اور مریض کے سر کی جانب چلی گئی وہاں سے وہ ٹائی مین کا مکمل جائزہ لے سکتی تھی۔

اسے اندازہ ہوا کہ نرس نے حیرانگی کا تاثر کیوں دیا تھا۔ ڈاکٹر ٹائی مین سیاہ فام تھا۔

"عجیب تضاد ہے۔" اس نے سوچا۔ اس کے خیال میں PAC کے تمام آفیسرز عمر رسیدہ کھلاڑی تھے اور رنگت کے معاملے میں متعاصب جبکہ ڈاکٹر ٹائی مین کی شخصیت میں دونوں عناصر مفقود تھے۔

وہ اسکرین پر آپریشن کی اندرونی جزئیات دیکھنے لگی۔ ٹائی کے ہاتھ کسی مشین کے مانند متحرک تھے۔ اس کی مہارت اور ہاتھوں کی حرکت قابلِ دید تھی۔ یہ ٹیلنٹ تھا جسے سکھایا نہیں جاسکتا تھا یہ خداداد صلاحیت تھی۔ ایسی بے عیب صلاحیت طویل تجربے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی۔

☆☆☆

''اسٹارٹ کرو منحوس گاڑی کو۔'' ایل نے کڑوی آواز میں کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سیل فون تھا، وہ ساسولیٹو میں ہل سائڈ پر ٹائی مین کے گھر پہنچ گئے تھے۔ تاہم وہاں ٹائی مین ملا نہ ہی لڑکی کا کچھ اتا پتا تھا۔ جیک نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔

''کہاں چلوں؟'' اس وقت کم سے کم بولنا ہی بہتر تھا، ایل مشتعل ہو چکا تھا۔

''واپس شہر۔'' ایل نے بھی خشک لہجے میں مختصر جواب دیا۔

''ٹائی مین کے آفس سے کیا خبر ملی؟'' جارج نے استفسار کیا۔ جیک چاہتا تھا کہ وہ خاموش رہے تاہم اسے کچھ بولنے کی ہمت نہیں پڑی۔

''ڈاکٹر کو اچانک ایمرجنسی میں سان فرانسسکو جنرل اسپتال سرجری کے لیے جانا پڑا۔'' ایل نے جواب تو دیا تاہم غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ ہیبر لنگ نے بھی اسے خاصی جھاڑ پلائی تھی۔ اس گڑیا... جیسی لڑکی سے ایل کو نفرت ہو چلی تھی۔

''ٹائی مین کو ایک سرجری اپنے آفس میں صبح ساڑھے سات بجے کرنی تھی۔ سان فرانسسکو جنرل سے وہ تین بجے تک لوٹے گا۔''

''یعنی ہم نے ٹائی مین کو مس کر دیا ہے۔'' جارج نے نتیجہ اخذ کیا۔ اس کی آواز میں بھی ناگواری کا عنصر تھا۔

''وہ ہمارے یہاں پہنچنے سے تقریباً ایک گھنٹا قبل نکل چکا تھا۔ واٹ اے ویسٹ آف ٹائم۔'' ایل غرایا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک اور گاڑی درکار ہے، ہمیں دونوں طرف نگاہ رکھنی پڑے گی۔ جتنی جلدی ہماری ٹائی مین سے ملاقات ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔''

☆☆☆

مریسا کے پاس خاصا ٹائم تھا اور وہ پُراعتماد تھی۔ ڈاکٹر ٹائی مین کو وہ پہچان چکی تھی۔ وہ آپریٹنگ روم سے نکل آئی اپنے عام لباس میں واپس آنے کے بعد وہ واپس سرجیکل لاؤنج میں آ کر ڈاکٹر ٹائی مین کا انتظار کرنے لگی۔ تیس پینتیس منٹ بعد ٹائی مین آپریٹنگ روم سے برآمد ہوا، اس کی چال بھی باوقار تھی۔ ڈاکٹر سے زیادہ وہ کسرتی جسم والا کوئی جوان کھلاڑی معلوم ہوتا تھا۔

باہر آنے کے بعد ٹائی مین نے ایک طرف رکھی مشین سے کافی کپ لبریز کرنا شروع کیا۔ مریسا نے اپنی نشست چھوڑ دی۔

''میں ڈاکٹر مریسا بلوم ہوں۔'' اس نے قریب پہنچ کر تعارف کروایا۔ متلاشی نگاہیں، ٹائی مین کے تاثرات پر تھیں۔ ٹائی مین کا چہرہ مردانہ کشش کا حامل تھا۔ مونچھیں نفاست سے تراشی گئی تھیں آنکھوں میں اداسی کا غیر مبہم تاثر تھا، اس نے مریسا کو دیکھا اور مسکرایا۔ اس کے تاثرات اور ردِعمل گواہ تھے کہ وہ مریسا کو نہیں جانتا۔

''میں آپ سے پرائیویٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔''

ٹائی مین نے سر کو خم دے کر اپنی طرف آتے اسسٹنٹ کو دیکھا وہ قریب پہنچ چکا تھا۔ ''میں تم سے تھوڑی بعد میں ملتا ہوں۔'' ٹائی مین نے کہا۔ اسسٹنٹ سر ہلا کر وہاں سے ہٹ گیا۔

لاؤنج سے دو سوئنگ ڈورز سے دور... چند ٹیلی فون بوتھ نما چھوٹے کمرے بنے تھے۔ ٹائی مین، مریسا کو وہاں ایک بوتھ میں لے آیا۔ ''میں نے تمہیں آپریشن روم میں دیکھا تھا۔'' اس نے مریسا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہاں دو ہی کرسیاں تھیں۔

''ہاں اب بتاؤ، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟''

''مجھے کچھ حیرت ہوئی ہے کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟'' وہ ٹائی مین کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں اب تک سوالیہ تاثر کے ساتھ دوستانہ رنگ بھی تھا۔

''کیا نام بتایا تھا تم نے؟''

''ڈاکٹر مریسا بلوم۔''

''مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔'' وہ دھیمے سے ہنسا۔ ''میں واقعی تم کو نہیں پہچان سکا۔ مجھے بہت سے افراد سے ملنا پڑتا ہے۔'' وہ کافی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''کیا ڈاکٹر کراس نے میرے بارے میں نہیں بتایا؟''

''مجھے یقین نہیں ہے کہ میں اس نام سے واقف ہوں۔''

''پہلا جھوٹ۔'' مریسا نے سوچا۔ ایک گہری سانس لی اور بغیر رکے وہی سب کچھ دہرا دیا جو اس نے ڈاکٹر کراس کے گوش گزار کیا تھا۔ اس دوران ایک لمحے کے لیے بھی مریسا کی نگاہ ٹائی مین کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی۔ اگرچہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ نروس ہو گیا ہے۔ اس نے ٹائی مین کے ہاتھ میں کافی کا کپ چھلکتے دیکھا۔

''مجھے معمولی سا بھی آئیڈیا نہیں ہے کہ تم یہ کہانی مجھے

کیوں سینار ہی ہو؟'' ٹائی مین نے کپ رکھ کر اٹھنا شروع کیا۔ ''بدقسمتی سے مجھے ایک اور کیس نمٹانا ہے۔''

مریسا نے اپنی افتادِ طبع کے برعکس نرمی سے ٹائی مین کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ بٹھا دیا۔ ''میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ میں مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے بات ختم کرنے کا موقع دیں۔'' وہ بولی۔ ''آپ کو احساس ہو یا نہ ہو لیکن آپ اس خطرناک سازش کا حصہ بن چکے ہیں۔ میرے پاس معقول ثبوت موجود ہیں کہ جگہ جگہ ایبولا کی وبا کو پھیلانے کی ذمے دار PAC ہے۔ آپ PAC میں شمولیت رکھتے ہیں۔ آپ سے مل کر مجھے شاک پہنچا ہے کہ آپ جیسا ہائی پروفائل پروفیشنل کا نام اس مکروہ دھندے میں موجود ہے...''

''تمہیں صدمہ ہوا ہے۔'' ٹائی مین پھر کھڑا ہو گیا۔ وہ کسی ٹاور کے مانند مریسا کے مختصر وجود پر جھکا ہوا تھا۔ ''مجھے حیرت ہے کہ اتنے غیر ذمے دارانہ الزامات لگانے کے لیے تمہارے اندر ہمت کہاں سے آئی؟''

''یہ پبلک ریکارڈ کا حصہ ہے کہ آپ PAC کے افسران میں شامل ہیں۔ آپ کی پروفیشنل لیب میں شراکت داری ہے۔ لیب ان تمام ضروری لوازمات سے مزین ہے جو ایبولا جیسے خونخوار وائرس کو بخوبی ہینڈل کر سکتی ہے جبکہ یہ اختیار سی ڈی سی کے پاس ہے۔ پروفیشنل لیب قانون شکنی کی مرتکب ہو چکی ہے۔''

''مجھے امید ہے کہ تم نے اپنی خاصی بڑی انشورنس کروا رکھی ہو گی۔'' ٹائی مین کی آواز بلند ہو گئی۔ ''تمہیں میرے اٹارنی سے نمٹنا پڑے گا۔''

''گڈ۔'' مریسا نے کہا۔ ''مجھے امید ہے کہ آپ کا وکیل آپ کو اتھارٹی سے تعاون کا مشورہ دے گا۔'' وہ کھڑی ہو گئی۔ ''آپ سے ملنے کے بعد میں یہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ وائرس استعمال کرنے کی منظوری میں آپ جیسا سرجن شامل ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کے لیے ایک دہرا المیہ ہو گا کہ کسی اور کے غلط فیصلوں کی وجہ سے آپ کو خوامخواہ بہت کچھ کھونا پڑے گا۔ ڈاکٹر ٹھنڈے دماغ سے سوچیے آپ کے پاس وقت کم ہے۔'' مریسا نے بوتھ چھوڑ دیا، اس کا تیر نشانے پر بیٹھا تھا۔ ٹائی مین کے تاثرات بدل چکے تھے اور وہ کسی کو فون ملانے جا رہا تھا۔

☆☆☆

''وہ رہی۔'' یہ ایل کی آواز تھی۔ جس نے جیک کے شولڈر پر ہاتھ مارا۔ وہ اسپتال کے سامنے سڑک کی دوسری جانب موجود تھی۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ جارج ان کے عقب میں دوسری گاڑی میں موجود تھا۔ ایل نے مڑ کر جارج کو دیکھا۔ جارج نے انگوٹھا بلند کیا یعنی وہ مریسا کو اسپتال سے نکلتے دیکھ چکا تھا۔

''آج نہیں بچے گی، کتیا۔'' ایل نے دانت پیسے۔ مریسا کے کیب میں بیٹھتے ہی جیک نے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور کیب سے پہلے روانہ ہو گیا۔ ایل نے عقب کے آئینے میں کیب کو دیکھا۔ کیب کے پیچھے جارج کی گاڑی تھی۔ وہ اپنے شکار کو مطلوبہ انداز میں گھیر چکے تھے۔

''اگر وہ جا رہی ہے تو یقیناً ٹائی مین سے مل چکی ہے۔'' جیک نے خیال آرائی کی۔

''کون پروا کرتا ہے۔'' ایل بولا۔ ''اب وہ ہماری گرفت میں ہے۔ اگر ہوٹل جاتی ہے تو کام اور آسان ہو جائے گا۔''

جارج کی گاڑی، مریسا کی کیب سے آگے نکل گئی اور جیک اپنی گاڑی عقب میں لے آیا۔

مریسا نے ہوٹل کا ہی رخ کیا تھا۔

''میں گاڑی میں ہوں، تم اس کا کمرا دیکھ کر آؤ۔'' ایل نے جیک کو ہدایت دی۔

مریسا ابھی کیب میں ہی تھی کہ جیک نے پھرتی کا مظاہرہ کیا اور ہوٹل کی لابی میں پہنچ کر ایک اخبار لے کر بیٹھ گیا۔ وہ اس رخ سے بیٹھا تھا کہ ہر آنے جانے والے پر نگاہ رکھ سکے۔ مریسا سیدھی فرنٹ ڈیسک پر گئی۔

باہر، ایل نے اسے ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اب وہ بے چینی سے جیک کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ جارج کے مانند سکون سے انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے ہی اس بوٹے قد والی لڑکی نے اس پر کافی قرض چڑھا دیا تھا۔

بالآخر اس کی بے تابی ختم ہوئی۔ جیک کی شکل نظر آئی۔ وہ تیز قدموں سے ایل کی جانب آ رہا تھا۔

''کیا رہا؟''

''وہ کمرا نمبر 1127 میں مقیم ہے۔'' جیک نے اطلاع دی۔

''ٹھیک ہے، اب تم یہاں بیٹھو۔'' ایل نے بتیسی کی نمائش کی اس کے مسوڑھے تک نظر آنے لگے تھے۔ جیک نے پہلی مرتبہ ایل کو اتنے بدنما انداز میں مسکراتے دیکھا تھا۔

ایل، جارج کی گاڑی کی طرف گیا۔ ''تم احتیاطاً اپنی گاڑی عقبی سمت لے جاؤ۔'' اس نے جارج سے فرمائش کی۔ ''میں اندر جا رہا ہوں۔''

ایل ہوٹل میں آ گیا۔ وہ فرنٹ ڈیسک پر گیا۔ سرسری نگاہ سے باکس نمبر 1127 تلاش کیا۔ جہاں چابیوں کا فالتو سیٹ موجود تھا۔ تاہم وہاں اتنے لوگ تھے کہ وہ چابیاں بغیر کسی ہنگامہ آرائی کے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

وہ ایلیویٹر کی طرف چلا گیا۔ گیارھویں منزل پر اس نے ہاؤس کیپنگ کارٹ تلاش کیا۔ جس پر صاف چادریں، تولیے، اسپرے اور صفائی کا دیگر سامان موجود تھا۔ وہ اسے سوئٹ کے باہر کھڑی مل گئی تھی۔ ایل نے ایک تولیا اٹھایا اسے بل دے کر ایک مضبوط موٹے رسے کی شکل دی۔ اطراف کا جائزہ لیا اور دبے قدموں سوئٹ میں داخل ہو گیا۔

اس کے اندازے کے عین مطابق سوئٹ خالی تھا۔ ایک ملازمہ گھٹنوں کے بل صفائی میں مشغول تھی۔ اس کے قریب ایک کین رکھا تھا۔

بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر ایل نے عقب سے رسے نما تولیا ملازمہ کے گلے میں ڈال کر پھرتی سے... کسنا شروع کیا۔ ملازمہ کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی۔ اس کی سانس فوراً ہی بند ہو گئی تھی۔ ملازمہ نے معمولی جدوجہد کی، اس کا چہرہ سرخ ہوا پھر بیگنی رنگت اختیار کر گیا۔ پانچ منٹ کے اندر اندر وہ ختم ہو چکی تھی۔

ایل نے اس کی تلاشی لینا شروع کی اور چابیوں کا گچھا برآمد کر لیا جو تانبے کے رنگ کے ساتھ منسلک تھا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا۔ ڈونٹ ڈسٹرب کا اشارہ اس نے دروازے کی ناب کے ساتھ لٹکا دیا تھا۔

سامان کی ٹرالی کو دھکیل کر اس نے سیڑھیوں کے قریب اسٹور میں پہنچا دیا پیانو پلیئر کے مانند انگلیوں کو حرکت دی اور روم نمبر 1127 کا رخ کیا۔

☆☆☆

بستر پر جانے سے پہلے مریسا نے صبح کے بچے ہوئے پھل نکال کر ٹیبل پر رکھے اور چوبی دستے والے چاقو سے چھیل کر کھانے شروع کیے۔ وہ تھکن محسوس کر رہی تھی۔ بچی ہوئی اشیا اس نے ٹیبل پر ہی چھوڑ دیں اور بستر پر جا گری۔ وہ اپنے اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ سوچ ادھوری رہ گئی اور نیند نے اسے تھپکنا شروع کر دیا۔

آہنی کلک کی معمولی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ شاید اس کے لاشعور میں خوف چھپا تھا جس نے اسے بیدار کر دیا۔

اسے یاد تھا کہ دروازے کے باہر اس نے ڈونٹ ڈسٹرب کا کارڈ لگایا ہوا تھا پھر وہ آوازیں کیسی تھی۔ اس کی نظریں دروازے پر جم گئیں جس کی گول ناب آہستگی سے گھوم رہی تھی۔

مریسا کو شکاگو کا جان لیوا حملہ یاد آیا۔ دہشت کی لہر بجلی کے کرنٹ کے مانند اس کے بدن میں دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر فون کی جانب لپکی۔ وہ ابھی ریسیور اٹھا بھی نہ پائی تھی کہ ہلکے دھماکے کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ لاک کھلنے کے بعد دروازہ چین اور بولٹ کی مدد سے اٹکا ہوا تھا۔ اس لیے ایل نے شانے کی ضرب لگا کر اسے کھولا۔ چین لاک کی پلیٹ بھی اپنی جگہ سے اکھڑ گئی تھی۔

ایل نے دروازہ بند کیا اور بروقت مریسا کو دبوچ لیا۔ اس کے دونوں ہاتھ مریسا کی گردن پر تھے۔ وہ پاگل کتے کی طرح جھٹکے دے رہا تھا۔ اس نے مریسا کا چہرہ قریب کر لیا۔ ''کچھ یاد آیا؟'' وہ عالمِ وحشت میں غرایا۔ مریسا نے بھورے بالوں والے کو پہچان لیا جو پارک میں سیاہ فام ڈانسرز کے ہاتھوں پٹا تھا۔

''ویکسی نیشن گن کے بارے میں بتانے کے لیے تمہارے پاس صرف دس سیکنڈ ہیں۔'' ایل کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اس نے مریسا کی گردن پر سے موت کی گرفت کم کی۔ ''اگر اس دوران میں کچھ نہیں بتایا تو گردن توڑ دوں گا۔'' وہ خونی بھیڑیے کی طرح غرایا۔ اپنی دھمکی میں وزن پیدا کرنے کے لیے اس نے شدید جھٹکا دیا۔ اذیت کی لہر مریسا کی ریڑھ کی ہڈی تک میں اُتر گئی۔

وہ بمشکل سانس لے پا رہی تھی۔ اس نے بے اختیار اس کی مضبوط کلائیوں کو پکڑا۔ ایل نے جھلا کر اسے دیوار کی طرف پھینکا۔ مریسا کا سر دیوار سے ٹکرایا۔ دیوار کے تصادم سے بچنے کے لیے مریسا نے اضطراری طور پر دونوں ہاتھوں سے عقب میں دیوار کا سہارا لیا۔ لیمپ، ٹیبل سے لڑھک کر فرش پر گر کر ٹوٹ گیا۔ کمرا اس کی نظروں میں گھوم رہا تھا۔ سر کی چوٹ نے اسے چکرا دیا تھا۔

''آخری موقع دے رہا ہوں۔'' ایل نے دانت کچکچائے۔ ''کہاں ہے ویکسی نیشن گن؟'' وہ مریسا کی جانب بڑھا۔

عقب میں مریسا کے ہاتھ سے انگلیاں ٹیبل پر پڑے تیز دھار چاقو سے مس ہوئیں۔ اس کے گھومتے ہوئے سر میں امید کی کرن جگمگائی۔ اس نے چاقو کا دستہ مضبوطی سے تھام لیا۔ ایل جارحانہ عزائم سے اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مریسا نے پوری طاقت کے ساتھ چاقو ایل کے پیٹ میں اُتار دیا۔

مریسا کو کوئی احساس نہ تھا کہ اس نے چاقو کے ساتھ کیا کیا ہے اور وہ دستے تک کہاں جا گھسا ہے؟ تاہم ایل نہ صرف رک گیا تھا بلکہ اس کا فقرہ بھی ادھورا رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور غیر یقینی کے واضح تاثرات نمودار ہوئے۔ وہ کچھ بوکھلایا تھا اور شرٹ پر ابھرتے پھیلتے خون کے دھبے کو دیکھ رہا تھا...

مریسا نے چاقو واپس کھینچ لیا۔ اسے امید تھی کہ دروازے کی راہ سے فرار کا موقع مل جائے گا۔ وہ دوڑ پڑی۔ چاقو ہاتھ میں تھا جس کا تیز دھار پھل سرخ رنگت اختیار کر چکا تھا۔ تاہم وہ ناکام رہی۔ ایل بھوکے درندے کے مانند اچھل کر آیا تھا، وہ رخ بدل کر باتھ روم کی طرف بھاگی۔ باتھ روم کا دروازہ بند ہونے سے قبل ایل نے ہاتھ پھنسا کر اسے بند ہونے سے روکا۔ مریسا نے اندھا دھند چاقو کا وار کیا۔ اس بار ایل کے حلق سے چیخ نما آواز برآمد ہوئی۔ اس نے زخمی ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ مریسا نے تیزی سے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا اور باتھ روم فون اٹھایا لیکن نمبر ڈائل کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ایل، پاگل ہو گیا تھا۔ اس کا اشتعال انتہا کو چھو رہا تھا۔ دھماکا ہوا اور پورے کا پورا دروازہ ٹوٹ کر باتھ روم میں جا گرا۔ مریسا کو فون چھوڑنا پڑا۔ ریسیور کورڈ کے ساتھ لٹکتا رہ گیا۔ وہ ایک بار پھر زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار تھی۔ اس نے دیوانہ وار ایل کے پیٹ میں چاقو کے وار کیے۔ تاہم یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہر چیز نظر انداز کر کے مریسا کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اس کا چہرہ کسی خونی جانور کا چہرہ معلوم ہو رہا تھا۔ غضب، اشتعال اور اشتعال کی شدت نے اذیت کے تاثر کو پسپا کر دیا تھا۔

چاقو نظر انداز کر کے اس نے مریسا کے بال مٹھی میں جکڑے اور اسے گھما کر سنک پر پھینکا۔ مریسا ایک اور وار کرنے میں ناکام رہی۔ ایل نے اس کی نازک کلائی پکڑ کر دیوار سے ٹکرائی۔ دوسری، تیسری کوشش کے بعد مریسا چاقو چھوڑنے پر مجبور ہو گئی۔ چھوٹا سا ہتھیار فرش پر جا گرا۔ ایل کا لباس خاصا خون آلود ہو چکا تھا۔ مریسا، اس کی سخت جانی پر ششدر تھی۔ ایل، مریسا کو بے بس سمجھ کر چاقو اٹھانے کے لیے جھکا۔ مریسا نے لٹکتے ہوئے ریسیور کی کورڈ تھامی اور بچی کچھی طاقت جمع کر کے ریسیور گھما کر ایل کے سر کی پشت پر بجایا۔ ریسیور ٹوٹ گیا۔ ایل کھڑا ہوتے ہوتے تھا لیکن دوبارہ سیدھا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

مریسا کو مایوسی نے گھیر لیا۔ ایل کھڑا تو ہو گیا تھا لیکن نشے میں لگ رہا تھا۔ نیلی آنکھوں کی پتلیاں اوپر گھوم گئیں پھر وہ فلمی انداز میں سلوموشن میں دھڑام سے ٹب کے اندر جا گرا اس کا سر ٹب کے لٹو نما نلکوں میں ایک سے ٹکرایا۔ اس آخری ضرب نے اسے بے حرکت کر دیا۔

مریسا اس کے دوبارہ اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی، وہ ڈاکٹر تھی۔ اسے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ ایل ناکارہ ہو چکا ہے۔ اگر اسے جلد ہی طبی امداد نہ ملی تو محض جریان خون ہی تیزی سے اسے موت کی سرحد پار کروا دے گا۔ اس کا سر بھی خون آلود ہو چکا تھا۔ اس کی ناک بھی ٹب میں گرنے سے زخمی ہو گئی تھی۔

مریسا کا پورا بدن بری طرح لرز اٹھا۔ دل سینے میں ڈھول بجا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایل تنہا نہیں ہوگا، اس نے باہر نکل کر پرس دبوچا اور دوڑ لگا دی۔ ایلیویٹر کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر اس نے عقبی راستے کو ترجیح دی۔

عقبی جانب سے نکلنے کے لیے اسے دروازہ کھول کر سیڑھیاں اترنی تھیں۔ اسی نے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور وہیں کھڑی رہی وہ کیبل کار کا انتظار کر رہی تھی۔ جو کچھ دیر بعد آتی دکھائی دی۔ مریسا بھرپور پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کیبل کار میں سوار ہو گئی۔ اگر کوئی عقبی سمت کی نگرانی کر رہا تھا تو وہ مریسا کو اس انداز میں نکلتے نہ دیکھ سکے گا تاہم مریسا کا اندازہ غلط تھا۔

کیبل کار دوبارہ حرکت میں آئی۔ مریسا بھیڑ کے درمیان چلی گئی اور پلٹ کر ہوٹل کے عقبی دروازے کو دیکھا وہاں سے کوئی باہر آتا دکھائی نہ دیا۔

☆☆☆

جارج کو یونہی مینڈک کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ مریسا کی جھلک نہ دیکھ پاتا لیکن جارج نے دیکھ لیا، یہ الگ بات ہے کہ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ اس نے فوراً جیک کو فون ملایا۔

''کیا ایل بھی ساتھ نکلا ہے؟'' جیک نے جھٹ سوال کیا۔

''نہیں۔''

''اوہ گاڈ، کوئی گڑبڑ ہے... لیکن یہ کیسے ہو گیا؟''

''تم کیبل کار کا پیچھا کرو، میں ہوٹل ... جاتا ہوں۔'' جارج نے ہدایت کی۔

''اوکے۔'' جیک نے جواب دیا۔

☆☆☆

کیبل کار نے موڑ کاٹا۔ اور فیئر مونٹ ہوٹل اوجھل ہو گیا۔ مریسا اپنے اعصاب کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئی

اچانک اسے خون کا خیال آیا اس نے اپنے لباس کا جائزہ لیا، کپڑے بظاہر صاف ہی دکھائی دے رہے تھے۔
بعدازاں کرایہ ادا کر کے وہ ایک خالی ہونے والی نشست پر بیٹھ گئی۔ جان لیوا کشمکش کے بعد اس کا بدن کئی جگہ سے دکھ رہا تھا۔ خاص طور پر گردن زیادہ متاثر ہوئی تھی حتی کہ گردن پر سیاہی مائل نیلاہٹ اُجاگر ہوگئی تھی۔
ذہن دوبارہ خیالات میں غلطاں ہوگیا۔ مریسا نے بہت احتیاط کی تھی پھر وہ کیسے اس تک پہنچ گئے۔ ایک ہی وجہ اس کی سمجھ میں آئی یقیناً وہ لوگ ڈاکٹر ٹائی مین کی نگرانی کررہے تھے۔
مریسا کا اعتماد متزلزل ہوگیا۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ اسے ہوٹل میں ہی رک کر پولیس کا سامنا کرنا چاہیے تھا۔ اسے لگا کہ وہ ایک مشتبہ مفرور کی حیثیت اختیار کرگئی ہے۔
رالف کے مشورے اور تشویش اسے صحیح لگنے لگی۔ صورتِ حال مزید بگڑ گئی تھی اب وہ دو افراد کی قاتل تھی۔ اب وقت آگیا تھا کہ وہ رالف کے پاس جائے اور اس کے وکیل سے بات کرے۔ PAC کے مزید ڈاکٹرز سے ملنے کا خیال اس نے دل سے نکال دیا۔ وہ بار بار موت کو جل نہیں دے سکتی تھی۔ وہ اکیلی تھی، بے وسیلہ تھی۔ صورتِ حال بھی بگڑی ہوئی تھی بلکہ بگڑتی ہی جارہی تھی۔
کیبل کار کی رفتار کم ہورہی تھی، اس نے اترنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ چائنا ٹاؤن کے قریب اُتری تھی۔ اس نے گہری سانس لے کر گردن مسلی، وہ ہچکچاتی ہوئی چائنیز ریسٹورنٹ میں چلی گئی۔
سرخ رنگ کے مخصوص ریشمی لباس میں ایک عورت نمودار ہوئی اور شائستگی سے اطلاع دی کہ ریسٹورنٹ کھلنے میں ابھی نصف گھنٹا باقی ہے۔
''اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ کا ریسٹ روم استعمال کرسکتی ہوں؟'' مریسا نے میٹھی آواز میں درخواست کی۔
چینی عورت نے غور سے مریسا کو دیکھا پھر مطمئن ہونے کے بعد اسے اندر لے گئی۔ پے فون کے ذریعے سب سے پہلے مریسا نے فیئر مونٹ ہوٹل فون کر کے بتایا کہ کمرا نمبر 1127 میں ایمبولینس کی ضرورت ہے۔ فون بند کر کے وہ پولیس کے متعلق سوچنے لگی پھر اس نے یہ خیال مسترد کردیا اور اٹلانٹا واپس جانے کا فیصلہ کرلیا۔ فیصلہ کر کے وہ اپنا حلیہ درست کرنے میں مصروف ہوگئی۔

☆☆☆

جیک درجنوں بار جارج کو فون کرچکا تھا۔ جواب آرہا تھا نہ ریکارڈنگ، جیک سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے؟ ایل اور جارج کو بہت پہلے گاڑی میں واپس ہونا چاہیے تھا۔
مریسا کا تعاقب وہ کامیابی سے کررہا تھا۔ وہ اس حد تک مطمئن تھا کہ لڑکی اس کی نظر میں ہے کہ وہ چینی ریسٹورنٹ سے فاصلے پر گاڑی میں بیٹھا تھا۔
لڑکی جب ریسٹورنٹ سے نکل کر کیب میں سوار ہوئی تو وہ بھی گاڑی اسٹارٹ کرچکا تھا۔ تاہم ایک گھنٹے بعد وہ بے بسی سے ہاتھ مل رہا تھا۔ جب لڑکی، نان اسٹاپ ڈیلٹا فلائٹ کے ذریعے اٹلانٹا روانہ ہونے والی تھی۔ اسے ٹکٹ خریدنے کا خیال آیا لیکن ایل اور جارج ابھی تک غائب تھے اور وہ اٹلانٹا جانے کا فیصلہ ایل کی مرضی کے بغیر نہیں کرسکتا تھا۔ وہ اب تک پچاس سے زیادہ مرتبہ فون پر رابطے کی کوشش کرچکا تھا، یہ کیا معما ہے، اس کا ذہن الجھ گیا تھا۔
واپس ہوٹل فیئر مونٹ جانے کے علاوہ اسے کچھ سجھائی نہیں دیا۔ ہوٹل کی طرف روانہ ہوتے ہوئے اس نے ایک بار پھر جارج کا نمبر ملایا، اسے امید نہیں تھی تاہم جارج کی آواز سن کر وہ چونک اٹھا۔
''تم دونوں کہاں غائب ہو؟ نمبر ملا ملا کر میری انگلی گھس گئی ہیں۔''
''جیک، مسئلہ ہوگیا ہے۔'' اس کی آواز پہلی مرتبہ دبی ہوئی معلوم ہورہی تھی۔ ''ایل لڑکی کے ہاتھوں خاصا زخمی ہوچکا ہے۔''
''کیا...'' جیک چلّا اُٹھا۔ اسے سماعت کا دھوکا معلوم ہوا۔
''لڑکی کے پاس جاتو تھا... ایل اسپتال میں ہے۔''
جیک کا دماغ گھوم گیا۔ اس نے اضطراری طور پر سر پکڑلیا پھر گھبرا کر اسٹیئرنگ سنبھالا۔
''مجھے یقین نہیں آرہا تاہم یہاں اطلاع یہ ہے کہ لڑکی جہاز میں سوار ہوکر اٹلانٹا روانہ ہوچکی ہے اور میرا دماغ چکرایا ہوا ہے کہ اب کہاں سر پھوڑوں؟''
''ایل بری طرح زخمی ہے، میں خود حیران ہوں۔''
''اوہ گاڈ، ہم کہاں پھنس گئے ہیں۔'' جیک پھر سر پکڑتے پکڑتے رہ گیا۔ ''چڑیا جیسی لڑکی، ایل کا یہ حال کرے گی اوہ جارج میرا دماغ ماؤف ہورہا ہے۔''
''ایک اور بری خبر ہے۔'' جارج کی آواز آئی۔
''اس سے زیادہ بُری خبر کیا ہوسکتی ہے؟''
''ایل نے ہوٹل کی ایک ملازمہ کو قتل کردیا ہے اور اس پر کیس بن چکا ہے... کچھ تاخیر ہوجاتی تو خود ایل بھی مقتول ملازمہ کے ساتھ ہی ہوتا۔'' جارج نے دھاکا کیا۔

جیک گنگ رہ گیا۔
''تم کہاں ہو؟'' جارج نے سوال کیا۔
''فری وے پر ہوں، ایئرپورٹ سے نکل رہا ہوں۔''
''واپس جاؤ اور اٹلانٹا کے دو ٹکٹوں کا بندوبست کرو۔ اب یہ خالصتاً ذاتی معاملہ بن گیا ہے۔ ایل کا قرض چکانا پڑے گا۔''

☆☆☆

مریسا نے مطالعے کی ضرورت محسوس کی۔
''میگزین یا اخبار؟'' اٹینڈنٹ نے استفسار کیا۔
''اخبار، نیویارک ٹائمز۔''
''اوکے میم۔''
مریسا، ایئرپورٹ پر خاصی خوف زدہ تھی کہ کہیں کوئی ناگہانی نہ ہوجائے۔ اب وہ بلندیوں پہ تھی اور بہتر محسوس کر رہی تھی۔
مریسا نے اخبار کے صفحے پلٹنے شروع کیے۔ وہ اپنے مطلب کی خبریں اور رپورٹس دیکھ رہی تھی۔ فلاڈیلفیا میں اموات 58 کے ہندسے کو چھو رہی تھیں۔ نیویارک 49 لیکن نیویارک میں مزید مریضوں کی آمد جاری تھی۔ اخبار کے ذریعے ہی اسے معلوم ہوا کہ روزن برگ اسپتال دیوالیہ ہوچکا ہے۔ ایبولا پر ایک آرٹیکل الگ سے موجود تھا۔ آرٹیکل کے ساتھ اپی ڈیمیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کی تصویر چسپاں تھی۔ مریسا نے دلچسپی سے نام پڑھا۔ ڈاکٹر احمد فخری، تحریر کے مطابق ایبولا کی متعدد وباؤں کے سلسلے میں احمد فخری سی ڈی سی کا وزٹ کرنے والا تھا۔ WHO نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ صورتِ حال یونہی رہی تو ایبولا وائرس، اٹلانٹک کے پار جا پہنچے گا۔
مریسا نے آنکھیں بند کرلیں۔ احمد فخری، مریسا کی مدد کرسکتا تھا۔ رالف کے وکیل کے ذریعے وہ احمد فخری سے بھی مل سکتی تھی۔

☆☆☆

ساڑھے نو بجے، سے کے دروازے کی گھنٹی گنگنائی، اس نے حیرت سے گھڑی دیکھی۔ کون ہوسکتا ہے، اس نے اٹھ کر سائڈ پینل سے باہر جھانکا اور بھونچکا رہ گیا۔ باہر مریسا کھڑی تھی۔
''مریسا۔'' وہ بے یقینی سے بڑبڑایا اور تیزی سے دروازہ کھولا۔ مریسا کے عقب میں ایک کیب دور ہوتی جا رہی تھی۔
مریسا بلا ارادہ اس سے لپٹ گئی۔ وہ زاروقطار رو رہی تھی۔
''اوہ... مریسا سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' رالف نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ ''تم نے مجھے کال کیوں نہیں کی۔ میں تمہیں ایئرپورٹ سے لے لیتا۔''
محفوظ پناہ گاہ میں آتے ہی مریسا کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے تھے۔ رالف اسے تسلیاں دیتا ہوا کاؤچ تک لے آیا۔ وہ مریسا کا سر سہلا رہا تھا۔ اس نے مریسا کے آنسو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ ایسی کوئی بھی کوشش مریسا کی رقت میں اضافہ کردیتی۔
دس منٹ میں دھیرے دھیرے اسے قرار آہی گیا۔ آنسو، ہچکیوں میں اور ہچکیاں سسکیوں میں تبدیل ہوئیں، بالآخر اس کے بدن کی لرزش ختم ہوئی اور وہ بات کرنے کے قابل ہوگئی۔
رالف کی نگاہ فون پر تھی لیکن اس وقت مریسا کے قریب سے اٹھنا ٹھیک نہیں تھا، نہ وہ اسے اٹھنے دیتی۔
''تم کچھ پی لو، بولو کیا لے کر آؤں؟''
مریسا نے نفی میں سر ہلایا۔
''وائن لاؤں بہترین شارڈونی ہے۔'' مریسا نے مضبوطی سے اس کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ پانچ منٹ اور گزر گئے۔ رالف نے ایک گہری سانس لی۔
''تمہارا سامان کہاں ہے؟''
مریسا نے جواب نہیں دیا اور جیب سے ٹشو نکال کر چہرہ صاف کرنے لگی۔
''کچن میں، چکن بھی ہے۔'' رالف نے پھر کوشش کی۔ آخر مریسا نے لب کشا کیے۔
''کچھ دیر بیٹھے رہو، میں بہت ہراساں ہوں۔''
''تم مجھے فون کردیتیں اور تمہاری گاڑی کہاں ہے؟''
''رالف لمبی داستان ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میری واپسی کی خبر کسی کو ملے۔''
رالف نے ایک ابرو اوپر چڑھایا۔ ''یعنی تم یہیں رکو گی؟''
''اگر تم مائنڈ نہ کرو۔''
''کیسی باتیں کر رہی ہو اگر تم چاہو تو چل کر تمہارے گھر سے تمہاری کچھ اشیا لے کر آجاتے ہیں۔''
''نہیں... نہیں آج رات کہیں نہیں جاؤں گی۔ ایسا کرنا ہوتا تو میں پہلے ٹیڈ کے ذریعے وہ پیکٹ حاصل کرتی جو اس نے میرے لیے MCL میں کہیں رکھا ہوا ہے۔ میں صبح

پہلے وکیل سے ملوں گی میرا جیل سے باہر رہنا ضروری ہے۔''

''آہ تم نے خود کو کس مصیبت میں ڈال لیا ہے۔ اگر چاہو تو کچھ بتاؤ، تمہارے ساتھ کیا بیتی؟''

''ہاں سب بتادوں گی۔ مجھے کچھ کھالینا چاہیے۔''

''کیوں نہیں، میں چکن تیار کرتا ہوں۔''

''اوہ نو، شکریہ میں آملیٹ بنالیتی ہوں۔''

''جیسا تم چاہو مجھے ایک فون کرنا ہے۔'' وہ حوصلہ افزا انداز میں مسکرایا۔

مریسا، کچن میں چلی گئی وہ پہلے بھی کچن دیکھ چکی تھی۔ جب جنوری میں رالف نے گھر پر پارٹی رکھی تھی۔ گھر کی مناسبت سے کچن بھی شاندار تھا۔ اس نے طائرانہ نظر کچن پر ڈالی اور ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔ انڈوں کے ساتھ اس نے بریڈ سے چند سلائس الگ کیے۔

اچانک اسے خیال آیا کہ اس نے رالف سے تو پوچھا ہی نہیں کہ وہ بھی کچھ لینا پسند کرے گا یا نہیں۔ مریسا نے اسے پکارنا چاہا پھر رک گئی۔ وسیع وعریض گھر میں اسے چیخنا پڑتا۔ ورنہ آواز رالف تک نہ پہنچ پاتی۔ اس نے انڈے نیچے رکھے اور انٹرکام کی طرف متوجہ ہوگئی۔

مریسا نے انٹرکام کونسول پر بٹن دبائے۔ اسے ٹھیک کمبی نیشن کا علم نہیں تھا۔

''ہیلو ہیلو۔'' کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس نے کئی کمبی نیشن ملا کر دیکھے دفعتاً اسے رالف کی آواز سنائی دی، وہ اس کا نام لیتے لیتے تھم گئی۔

''وہ سان فرانسسکو میں نہیں ہے۔'' رالف کہہ رہا تھا۔ ''وہ یہاں میرے گھر پر ہے۔''

وقفہ...

''جیکسن، مجھے کچھ نہیں معلوم کہ وہ اٹلانٹا سے باہر کیا کرتی رہی ہے وہ یہاں ہسٹریائی کیفیت میں آئی تھی۔ مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ اس نے کوئی پیکٹ ٹیڈ کے ذریعے سی ڈی سی کی خاص لیب میں رکھوایا ہے۔ سنو میں زیادہ بات نہیں کرسکتا، مجھے اس کے ساتھ رہنا ہے۔''

وقفہ

''فکر مت کرو وہ یہیں ہے لیکن تم لوگ جلد از جلد پہنچو۔''

وقفہ

''نہیں، نہیں یہاں اس کی موجودگی کا کسی کو نہیں پتا۔''

وقفہ

''ہاں ہاں مجھے سو فی صد یقین ہے۔ بائے۔''

مریسا نے کاؤنٹر ٹاپ کا سہارا لیا۔ یوں لگا کہ وہ بے ہوش ہونے والی ہے۔ کانوں میں سیٹیاں بج رہی تھیں دل... دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔ شدید صدمے کے باعث اسے زوردار چکر آیا وہ گرتے گرتے بچی۔

آہ... کون ہے اس کے ساتھ جس کو وہ شروع سے اچھا دوست سمجھتی رہی، وہ بھی درندوں کی ٹولی میں شامل تھا۔ جیکسن... جیکسن PAC کا ہیڈ جوشوا جیکسن وہ اس روز اسی گھر میں پارٹی میں موجود تھا۔

''اوہ گاڈ۔'' مریسا نے چھت کی طرف دیکھا۔ وہ لوگ اٹلانٹا آرہے ہیں اور رالف کچن کی طرف آرہا ہے۔

رالف دوست نہیں، وہ سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا۔ برق کے مانند شروع سے لے کر اب تک۔ رالف کی تمام باتیں ایک سیکنڈ میں اس کے ذہن میں گھوم گئیں۔ مریسا کو متعدد سوالات کے جوابات مل گئے۔

خوف، دہشت اور نفرت... شدید نفرت۔ مرنا ہی ہے تو وہ ایسے نہیں مرے گی، نفرت نے خوف و دہشت کو پسپا کرنا شروع کیا۔

اس نے انڈے توڑ کر بیسن میں ڈالے خول کے چند چھوٹے ٹکڑے بھی پین میں گر گئے۔ اسی وقت رالف کچن میں نمودار ہوا۔ مریسا نے دوسرا انڈا توڑ کر پین میں ڈالا اور پھینٹنا شروع کیا۔

''اچھی خوشبو آرہی ہے۔'' وہ خوش دلی سے بولا۔ اس نے گلاس ایک طرف رکھا اور مریسا کے شانے پر ہاتھ رکھا، مریسا تقریباً اچھل پڑی۔

''اوہ ہو... تم ابھی تک گھبرائی ہوئی ہو، میں کس طرح تمہیں پُرسکون کروں؟''

مریسا خاموش رہی۔ اس کی بھوک اڑ چکی تھی۔ تاہم اس کے ہاتھ متحرک رہے۔ سلائس ٹوسٹر میں ڈالے جام اور مکھن نکالا گاہے گاہے وہ رالف پر بھی نظر ڈال لیتی تھی۔ قیمتی ریشمی شرٹ، طلائی کف لنکس۔

اس کے جسم پر موجود ہر چیز شاندار مکان کی بیش قیمت اشیا سے مطابقت رکھتی تھی۔ سب کچھ ایک ایسے متمول ڈاکٹر کی نمائندگی کرتا تھا جسے نہ صرف اپنے پیشے میں مسابقت کا سامنا تھا بلکہ مارکیٹ کے بدلتے ہوئے اطوار اس کے لیے مسائل کھڑے کررہے تھے۔

وہ PAC کا ایک اہم رکن تھا جو سی ڈی سی کے قلب میں بیٹھا تھا۔ مریسا کا دوست نہیں، جانی دشمن۔

آہ... کتنا بڑا دھوکا کھایا تھا اس نے۔ ٹیڈ پر خوامخواہ

شک کیا۔ نورس سے بدظن ہوئی جہاں رومینس کی ابتدا میں ہی اس سے چوک ہوگئی یا نورس سے ہی غلطی ہوئی تھی۔ دونوں کے درمیان فاصلے بڑھ گئے تھے لیکن وہم تھا یا خواب تھا۔ آس تھی، چبھن تھی دل بھی ایک فتنہ گر ہے۔ خود ہی ساقی، خود ہی بادہ اور خود ہی پیمانہ۔۔۔ دل۔۔۔ نہیں سوزِ دل خود شمع اور خود ہی پروانہ تھا۔ دل کی بستی بے سوز وصدا تھی نہ مہ ومہر، نہ رنگ و طرب بس اک پرتو خیال، دل کے کسی گوشے میں نہاں تھا۔ پس پردہ مقصودِ تمنا موجود تھی یا شاید محض خود فریبی تھی۔ آشفتہ سری تھی، نہیں نیرنگیِ بے خودی تھی۔۔۔ نہیں شوق کی کافری تھی ۔۔۔ نہیں کوئی طلسم تھا، راز تھا، دیوانگی تھی، مستی تھی۔

مریسا نے اک آہِ سرد کھینچی روبرو اجل آخر نورس کا خیال کیوں آیا۔ کیا اختتام قریب ہے؟

''کہاں کھوگئی ہو؟'' رالف کی آواز اسے کچن میں واپس لے آئی۔

''میں بنالیتا تمہاری طبیعت ناساز لگ رہی ہے۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔'' اس نے نرمی سے کہا۔

''ہاں شاید۔'' مریسا نے آہستہ سے کہا۔ ''بس بن گیا ہے۔''

وہ کانگریس مین کا سپورٹر تھا۔ مریسا کو اسی وقت ہوشیار ہوجانا چاہیے تھا۔ اُف کیسی بھیانک غلطی تھی۔ وہ ٹیڈ نہیں بلکہ رالف تھا جسے ہر مرتبہ فون پر پتا چل جاتا تھا کہ مریسا کہاں پر ہے۔ رالف کے وکیل سے ملنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ اسے یاد آگیا کہ ایک بار اٹارنی کا نام اسے کیوں چبھا تھا۔ کوئن لن نہیں بلکہ کوپر ہوچ اینڈ مک کوئن لن لا فرم PAC کے لیے خدمات انجام دیتی تھی۔

مریسا، چوہے دان میں آن پھنسی تھی۔ قاتل ٹولے کے ہاتھ بہت لمبے تھے۔ یہ ہاتھ ٹوٹنے والے تھے اگر رالف بھی ان میں شامل نہ ہوتا۔ جان پر کھیل کر مریسا نے تن تنہا ان لمبے مضبوط ہاتھوں کو تقریباً توڑ ہی ڈالا تھا۔

سب کچھ ادراک ویقین، وہم وگماں سے پرے تھا۔ سازش کی جڑیں اتنی گہری ہوں گی، اسے یہ خیال کیونکر آسکتا تھا۔ کانگریس مین کا اہم رول تھا جو سی ڈی سی کا بجٹ کنٹرول کرتا تھا۔

خیالات کا ایک برق رفتار بھنور تھا جو ذہن میں چکرا رہا تھا۔ کون مریسا پر یقین کرے گا؟ ایک ٹھوس ثبوت تھا جو کمزور کڑیاں بھی ملا دیتا ہے۔ ویکسی نیشن گن اور دشمنوں کو پتا چل گیا تھا کہ گن کہاں ہے۔ گن سامنے آئے گی نہ مریسا کی موت یا غیاب کی حقیقت سے پردہ اٹھے گا۔

مریسا کے تصور نے ایل کی تصویر کشی کی جو رالف کے مکان میں گھس رہا تھا۔ بے اختیار اس کے ہاتھ سے کانٹا گر گیا۔ اس نے کانٹا اٹھالیا۔ ایل، سان فرانسسکو کے ہوٹل میں باتھ روم کا دروازہ توڑ کر اندر آگیا تھا کانٹا پھر گر گیا۔ وہ لرز اٹھی پھر جھکی لیکن فوراً سیدھی ہوگئی۔ یوں لگا تھا کہ وہ بے ہوش ہونے والی ہے۔

''بس بہت ہوگیا۔'' رالف نے اس کا بازو پکڑا۔ ''تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے، آرام کرو۔ کھانے سے زیادہ تمہیں دوا کی ضرورت ہے۔'' وہ اسے لیونگ روم میں لے آیا۔

نفرت کی موج پھر اُچھلی۔ اسے ہر صورت یہاں سے نکلنا ہے وہ آخری سانس تک لڑے گی۔ مہینوں کی جاں گسل تگ وتاز کے بعد وہ ایسے ہی ہتھیار نہیں ڈالے گی۔

''فی الحال میرے خیال میں صرف خواب آور دوا کافی ہے۔ صبح اٹھوگی تو فریش ہوگی، میں ابھی لے کر آیا۔''

''اوکے۔'' مریسا نے کہا اور رالف سیڑھیاں طے کرکے بالائی منزل پر چلا گیا۔ مریسا نے نئے سرے سے کمر کسی اور کھڑی ہوگئی۔ گاڑی کے بغیر وہ مکان سے نکل بھی جاتی تو دوبارہ جلد ہی پھنس جاتی۔ پہلے اس نے فون اٹھایا لیکن ڈائل ٹون مفقود تھی یعنی رالف پوری طرح محتاط تھا۔

مریسا نے تیزی سے اس کی مرسیڈیز کی چابیاں ڈھونڈنی شروع کیں۔ کچن باتھ روم مختلف کیبنٹ کی درازیں۔ کم وقت میں اس نے خیال کے مطابق تلاشی لی۔ کچھ چابیاں اسے نظر بھی آئیں۔ تاہم مطلوبہ چابی کے حصول میں وہ ناکام رہی۔ وہ ایک ڈیسک کی دراز کھول رہی تھی کہ اچانک رالف واپس آگیا۔

''مریسا کیا چاہیے؟''

اضطراب کو دباتے ہوئے وہ پلٹی، رالف اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گلاس دوسرے میں شاید کوئی گولی دبی تھی۔

''میں نے سوچا کہ شاید کوئی ٹرینکولائزر آس پاس ہی مل جائے۔'' اس نے اوسان بحال رکھے۔

''کچن میں ہے لیکن وہ پین کلر ہے۔''

''اوہ تو تم کیا لائے ہو؟'' مریسا نے رالف کی بند مٹھی کو دیکھا۔

''ڈالمین ہے۔'' اس نے مٹھی کھولی اور کیپسول مریسا کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ کیپسول آدھا سرخ اور آدھا نیم سفید رنگ کا تھا۔

''ڈالمین؟''

''ہاں یہ تمہیں سکون پہنچائے گی اور نیند بھی اچھی آئے گی۔'' رالف نے جواب دیا۔
''یہ مجھے سوٹ نہیں کرتی۔'' مریسا نے کیپسول واپس کر دیا۔
''پھر... ویلیم ٹھیک ہے؟''
''ہاں، ویلیم ٹھیک رہے گی۔''
''ابھی لایا۔'' رالف واپس چل پڑا۔
مریسا نے تلاشی کا عمل پھر شروع کر دیا۔ اس کی بے قراری بڑھ گئی تھی۔ اس مرتبہ مریسا نے سماعت قدموں کی آہٹ پر رکھی ہوئی تھی اسی لیے بروقت جگہ پر واپس آگئی۔
''یہ لو۔'' رالف نے نیلے رنگ کی گولی اس کے حوالے کی۔
''دس ملی گرام؟ زیادہ نہیں ہے؟'' مریسا نے اعتراض کیا۔
''تم خاصی پریشان ہو دس ملی گرام مناسب رہے گی۔'' رالف نے پانی کا گلاس اٹھا کر اسے دیا۔
''بیٹھ جاؤ۔'' مریسا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ لمحہ بھر کے لیے بیٹھتے بیٹھتے رالف کی نگاہ ہٹی اور مریسا نے گولی منہ میں ڈالنے کے بجائے جیکٹ کی جیب میں گرا دی۔
رالف نے اس کی طرف دیکھا تو وہ گلاس منہ سے لگا چکی تھی۔ مریسا گلاس واپس کرتے ہوئے مسکرائی۔ رالف کی آنکھوں طمانیت کی ہلکی سی جھلک، مریسا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔
''کچھ کھاؤ گی؟''
''نہیں ویلیم کے اوپر مناسب نہیں ہے۔'' وہ بولی۔
''ڈرنک چلے گی؟''
''میں بناتی ہوں۔'' وہ خوامخواہ ہنسی۔
''میرے لیے اسکاچ۔'' رالف مطمئن نظر آرہا تھا۔
مریسا نے اسے وال کلاک پر نظر ڈالتے دیکھا۔ مریسا کو احساس تھا کہ وقت کم ہے اور گاڑی کی چابیوں کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ وہ متواتر سوچ رہی تھی کہ چابیاں کہاں ہو سکتی ہیں۔ وہ بار کاؤنٹر کی طرف چل دی۔ خیال آیا کہ براہِ راست چابیاں مانگ لے لیکن اس میں خطرہ ہی خطرہ تھا مریسا کے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔
اس نے عمداً رالف کے لیے عمومی مقدار سے زیادہ اسکاچ انڈیل دی۔ پشت رالف کی جانب تھی، اس نے گولی نکال کر اس کے دو ٹکڑے کیے پوری گولی ذائقہ بدل سکتی تھی، اسے خطرہ تھا کہ گولی اسکاچ میں حل پذیر نہیں ہوگی۔ مریسا نے احتیاط سے بوتل کے ساتھ رگڑ کر نصف گولی کو پاؤڈر کی شکل میں بدل دیا اگرچہ سفوف قدرے موٹا تھا تاہم اس سے بہتر تھا کہ وہ نصف گولی ویسے ہی جام میں ڈال دیتی۔
''میں مدد کروں؟'' عقب سے رالف نے پیشکش کی۔
''نہیں، بس لا رہی ہوں۔'' مریسا نے اپنے گلاس میں برانڈی لی اور دونوں جام لے کر پلٹی دفعتاً ایک خیال نے اس کے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑا دی۔ گاڑی کی چابیاں اس نے پینٹ کی جیب میں تو نہیں رکھی ہوئیں۔ اس نے بمشکل دوبارہ اس خیال کو رد کیا، براہِ راست چابیوں کے بارے میں پوچھ لے۔
ایک ہی حل تھا اگرچہ خطرہ تھا لیکن کم کم مگر اس کے لیے مریسا کو جو کرنا پڑتا، وہ اس نے پہلے کبھی سوچا نہیں تھا۔ کم از کم رالف کے لیے نہیں اور اب ان حالات میں تو یہ ایک نہایت کڑوا گھونٹ تھا بہرصورت یہ کڑوا گھونٹ اسے نگلنا ہی تھا۔
وہ نشیلی آنکھوں کے ساتھ بیٹھی اور رالف کے ساتھ لگ کر بیٹھی۔ رالف نے عالم حیرت میں جام منہ سے لگایا۔ مریسا کو غور سے دیکھا۔ وہ آپے میں نہیں تھی۔ برانڈی چھوڑ کر وہ مزید قریب ہوگئی اور ایک ہاتھ رالف کی ران پر رکھ دیا۔
رالف نے سنسنی محسوس کی اور جلدی سے ایک گھونٹ بھرا۔
''رالف... ف...'' مریسا کی آواز بہکنے لگی اور ہاتھ رالف کی پینٹ پر پیچھے چلا گیا۔
''تت... تم... بہت اچھے ہو۔'' دوسرا ہاتھ اس نے رالف کی گردن میں حمائل کر دیا۔
''اوہ، سوئٹ مریسا۔'' رالف کو یقین کرنا ہی پڑا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے بھی گلاس ایک طرف رکھ دیا۔ پتلون کی عقبی جیب میں ہی چابیاں محسوس کرتے ہی مریسا جبر کر کے رالف سے لپٹ ہی گئی۔
اتنی قربت، وارفتگی... اسکاچ تو رالف پر کیا اثر کرتی۔ مریسا کے معطر حسن جہاں سوز اور خود سپردگی نے اس کے ہوش اڑا دیے۔ مریسا نے خود کو بدقت تمام اس حرکت کے لیے آمادہ کیا تھا۔ مریسا کا ہاتھ اس کی پتلون کی عقبی جیب پر تھا۔
''اوہ... پلیز گاڈ۔'' اس نے دعا کی اور دو انگلیاں جیب میں ڈال دیں۔ اسے نہیں پتا تھا کہ رالف گردوپیش سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ وہ مریسا کے چہرے سے یہاں وہاں سے طلسمی رنگ چرانے میں کھویا ہوا تھا۔ کہیں سے رنگ کہیں سے مٹھاس وہ جیکسن اینڈ کمپنی کو بھی بھلا بیٹھا تھا۔

مریسا کی انگلی کی رِنگ سے ٹکرائی اور اس نے آہستگی سے چابیاں نکال کر اپنی جیب میں منتقل کر لیں۔
رالف لحہ بہ لحہ بے قابو ہوتا جا رہا تھا۔ مریسا کو بروقت اسے روکنا تھا، دل کڑا کر کے اس نے ایک بڑا معرکا سر کر لیا تھا۔
''ڈارلنگ۔'' وہ اچانک چہرہ ایک طرف ہٹا کر بولی۔ ''تمہارے ساتھ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ مگر وہ گولی کیسی تھی؟ میں یکدم ہی بہک گئی، مجھے سوجانا چاہیے۔''
رنگین سپنا ٹوٹ گیا تھا۔ وہ سپنا نہیں جادو تھا۔ رالف کی آنکھیں خمار آلود تھیں۔
''ہاں سوجاؤ۔ یہیں سوجاؤ میرے پاس۔''
''مگر بعد میں تمہیں مجھے اٹھا کر اوپر کمرے تک پہنچانا پڑے گا۔'' مریسا نے فنکاری سے خود کو الگ کر لیا۔ ''مجھے خود کمرے تک جانا چاہیے۔''
''تم نہیں چاہتیں کہ میں تمہارے ساتھ رہوں؟'' رالف کی آواز میں امید تھی، آرزو تھی، تشنگی تھی۔
''ڈارلنگ تم ہمیشہ میرے ساتھ ہو اور رہو گے۔ تم بہت اچھے ہو تاہم اس وقت میں سوجاؤں تو بہت اچھا رہے گا۔'' وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔
''لباس تبدیل نہیں کرو گی؟''
''رالف، میری آنکھیں بند ہوئی جا رہی ہیں۔''
''اوکے، کسی چیز کی ضرورت پڑے تو میں یہیں ہوں۔'' رالف نے بجھی ہوئی آواز میں کہا۔
کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی مریسا پنجوں کے بل چلتی ہوئی قریب ترین کھڑکی سلائڈ کر کے بالکونی میں اُتر گئی۔ اس نے پورا دھیان رکھا ہوا تھا کہ معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہو۔ موسم بہار کی خاموش رات تھی، ہوا بند تھی۔ آسمان کے تارے، بالکونی میں اترنے والے چاند کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ اونچے درختوں کی قطار سیاہی مائل بھوتوں کے مانند تھی دور سے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔ فوراً بعد مریسا کی سماعت سے کسی کار کے انجن کی آواز ٹکرائی۔
مریسا نے تیزی سے اپنی پوزیشن کا جائزہ لیا۔ وہ اسفالٹ سے پندرہ فٹ بلندی پر تھی۔ اتنی بلندی سے کودنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ پورچ کی ترچھی چھت بھی بالکونی سے فاصلے پر تھی۔ بالکونی کی نچلی سطح سے چوکور ستون نما ڈنڈے سے افقی سمت میں آگے نکلے ہوئے تھے۔ یہ ایک قسم کا آرائشی ڈیزائن تھا۔
مریسا ہمت کر کے بالکونی پر چڑھی اور ایک ستون پر لیٹ گئی۔ وہ انچ انچ کر کے رینگتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ تاہم اس کا اندازہ غلط نکلا۔ ستون کے سرے سے پورچ کی چھت اب بھی دس فٹ دور تھی۔ اس نے واپس پیچھے کی جانب کھسکنا شروع کیا۔ یہ عمل آگے جانے سے زیادہ دشوار تھا۔ تاہم وہ کسی نہ کسی طرح واپس بالکونی میں آگئی۔ اس کی سانس چڑھی ہوئی تھی، وہ وہیں لیٹ کر آسمان کے تاروں کو گھورنے لگی۔
جس کار کے انجن کی آواز اس نے سنی تھی، وہ ڈرائیووے میں کھڑی تھی۔ وہ خاموش لیٹی رہی۔ نیچے سے آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں پھر خاموشی چھا گئی غالباً رالف ... دروازہ کھول کر انہیں اندر لے گیا تھا۔
مریسا کی سانس بحال ہوئی تو وہ واپس کمرے میں آگئی۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ دبے قدموں ہال وے میں آگئی۔ یہاں اسے رالف کی آواز سنائی دی۔ تاہم وہ اتنی بلند یا قریب نہیں تھی کہ وہ کچھ سمجھ سکتی۔
مریسا عقبی سیڑھیوں کی طرف جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کئی تاریک کمروں کے پاس سے گزری۔ کئی موڑ کاٹے اس کی حسِ سماعت پوری طرح بیدار تھی۔ وہ دوسری منزل کے ایسے مقام پر آگئی جہاں سے نیچے کچن کی روشنی نظر آ رہی تھی۔
آوازوں کے ساتھ قدموں کی آہٹیں بھی اُبھر رہی تھیں۔ وہ بوکھلا گئی۔ دل بھی زخمی پرندے کے مانند پھڑپھڑایا۔ آوازوں کی سمتیں مختلف تھیں۔ مریسا نے گھبرا کر اپنا ارادہ بدل دیا اور تیسری منزل کی سیڑھیوں پر قدم رکھ دیا۔ وہ بلا آواز تیزی سے تیسری منزل پر پہنچ گئی۔
وہاں رکنے کے بجائے وہ چھت پر پہنچ گئی۔ اسے فائر اسکیپ کی تلاش تھی۔ وہ نفسیاتی طور پر بلندی سے خوف کھاتی تھی لیکن اس وقت جان پر بنی ہوئی تھی۔ تمام تر ہمت جمع کر کے اس نے فائر اسکیپ کی آہنی سیڑھی پر قدم رکھ دیا۔ وہ بچوں کے مانند قدم بہ قدم نیچے جا رہی تھی ابھی وہ دوسری منزل تک ہی پہنچی تھی کہ شور شرابے کا آغاز ہوا۔
بلند آوازیں، دروازوں کے کھلنے بند ہونے کا شور مکان میں روشنی بڑھنے لگی۔ تاریک کمروں کے سوئچ بھی آن کر دیے گئے تھے صاف عیاں تھا کہ مریسا کے فرار کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا۔
مریسا نے اپنے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے قدرے تیزی سے اترنا شروع کیا۔ اس کی تلاش ابھی گھر کے اندر ہی جاری تھی۔

سیڑھی گھاس کے قطعے سے اوپر ہی ختم ہوگئی تاہم یہ اتنی بلندی نہیں تھی کہ وہ کود نہ سکتی۔ سیڑھی کا آخری ڈنڈا پکڑ کر وہ لٹکی تو زمین اس کے پیروں سے چند فٹ ہی دور تھی۔

مریسا نے آہنی سیڑھی کا آخری ڈنڈا چھوڑ دیا۔

☆☆☆

جیسے ہی اس کے قدموں نے گھاس کو چھوا، وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی گر گئی۔ تاہم دوبارہ اٹھنے میں اس نے لمحہ ضائع نہیں کیا تھا۔ وہ پوری رفتار سے گیراج کی جانب دوڑی۔

قاتلوں کا ٹولہ گھر کے اندر ہی تھا لیکن کسی بھی وقت وہ باہر آنے والے تھے۔ مریسا دعا مانگ رہی تھی کہ گیراج لاک نہ ہو جیسے ہی وہ گیراج میں داخل ہوئی قدرے فاصلے پر مکان کی جانب سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

اندر رالف کی قیمتی مرسڈیز، سیڈان موجود تھی۔ مریسا کے اعصاب تنے ہوئے تھے، سانس پھولی ہوئی تھی دروازہ کھول کر وہ اندر گھس گئی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے چابی اگنیشن میں لگا کر گھمائی۔ اسٹیئرنگ کے پیچھے مختلف پینلز کے انڈیکیٹرز روشن ہوگئے۔ تاہم انجن اسٹارٹ نہیں ہوا۔ رالف کے ساتھ ماضی میں اس نے ایک بار مرسڈیز ڈرائیو کی تھی۔ اس نے ذہن کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی۔

مریسا کو رالف کی ہدایات یاد آئیں۔ لگژری کار میں وزنی ڈیزل انجن لگا تھا مخصوص نارنجی رنگ کا انڈیکیٹر بجھے گا تو کار اسٹارٹ ہوگی۔ مریسا نے سوئچ لگا رہنے دیا اور بے چینی سے انڈیکیٹر کو گھورنے لگی، اسے باہر سے دوڑتے قدموں کی آواز آرہی تھی۔ نارنجی اشارے نے آنکھ بند کرلی اور مریسا نے سیلف لگایا۔ ساتھ ہی پھرتی سے اس نے ڈور لاک پر ہاتھ مارا۔ چاروں دروازوں کے آٹو لاک ہوگئے۔

طاقتور ڈیزل انجن ہلکی سی غراہٹ کے ساتھ بیدار ہوگیا۔ عقبی آئینے میں گیراج ڈور کے قریب کوئی سایہ لہرایا۔ مریسا نے ایکسیلیٹر دبایا۔ انجن کی غراہٹ بلند ہوگئی۔ کسی نے ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے کے بند شیشے پر گھونسے بازی کی۔ مریسا نے ریورس گیئر میں آکر ایکسیلیٹر دبایا۔ لمحوں کا کھیل تھا، وہ کار میں نہ ہوتی تو کھیل ختم ہوچکا تھا۔ وہ ڈرائیونگ ٹیسٹ نہیں دے رہی تھی زندگی کی بازی کھیل رہی تھی۔ خلافِ معمول وہ پیڈل دباتی چلی گئی۔ وزنی لمبی مرسڈیز بپھرے ہوئے درندے کے مانند اچھلی، لہرائی اور بلند غراہٹ کے ساتھ پیچھے کی طرف بھاگی۔ مریسا کو جھٹکا لگا۔ پشت نشست گاہ سے چپک گئی۔ اس نے پوری طاقت سے اسٹیئرنگ جکڑا ہوا تھا۔ عقب میں دو افراد گیراج کا دروازہ بند کرنے کی

حماقت میں مصروف تھے۔ بدمست ہاتھی کی مشتعل یلغار نے انہیں دائیں بائیں اچھلنے پر مجبور کردیا۔ مریسا نے جیکسن کی گاڑی کے قریب بریک لگائے تاہم مرسڈیز گاڑی کو ٹکر مار چکی تھی۔ دھماکا ہوا۔

مریسا نے گیئر باکس فارورڈ میں شفٹ کیا۔ اس دوران لمحاتی وقفے کا فائدہ اٹھا کر کوئی مرسڈیز کے بونٹ پر چڑھ گیا تھا۔ مرسڈیز نے آگے جانے سے انکار کردیا۔ غالباً اس کا عقبی حصہ جیکسن کی گاڑی میں الجھ گیا تھا۔ مریسا نے اوسان بحال رکھے۔ دوبارہ ریورس میں گئی اور بھاری مرسڈیز کو پیچھے پھینکا اس مرتبہ مرسڈیز نے دوسری گاڑی کو تقریباً روند ہی ڈالا۔ اس بار دھماکے کی آواز بلند تھی۔

مریسا پھر فارورڈ میں آئی اور پیڈل دباتی چلی گئی۔ گاڑی نے اوپر تلے دو جھٹکے لیے، دوسرا جھٹکا، الجھا ہوا عقبی دامن چھڑانے کا تھا۔ بونٹ پر چڑھے ہوئے بدمعاش کو گاڑی نے مردہ مرغی کی طرح جھٹک دیا تھا۔

مرسڈیز کمان سے نکلے تیر کی طرح پرواز کرگئی۔ مریسا کے جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ اس نے رکی ہوئی سانس خارج کی۔

☆☆☆

”بھول جاؤ، جیک۔“ جیکسن مجروح گاڑی کے نیچے سے نکلا اور ہاتھوں پر سے گریس کے دھبے صاف کرنے لگا۔ ”لونڈیا نے تمہاری گاڑی کا ریڈی ایٹر تباہ کردیا ہے اور بھی زخم لگ گئی ہے۔ پانی بھی لیک ہوگیا ہے۔ گاڑی اسٹارٹ بھی ہوگئی تو کسی کام کی نہیں۔“ اس نے جیکسن کو بتایا۔

جیکسن نے بگڑے ہوئے تاثرات کے ساتھ ناشائستہ تبصرہ کیا اور مشتعل انداز میں ہیپر لنگ کو گھورا۔ ”ائرپورٹ پر تم لوگوں کا انتظار کرنے کے بجائے اگر

میں سیدھا یہاں آتا تو ایسا نہ ہوتا۔‘‘ جیکسن نے تلخی سے کہا۔
’’ہونہہ... جیک اور جارج کے بغیر تم کیا تیر چلاتے۔ وہ تو یہاں سب کے منہ پر تھوک کر چلی گئی۔‘‘ ہیبرلنگ نے تیوریاں چڑھائیں۔
’’تم میری دوسری گاڑی استعمال کر سکتے ہو لیکن وہ ٹو سیٹر ہے۔‘‘ رالف نے پیشکش کی۔
’’وہ ہاتھی لے گئی ہے بکرے کے ساتھ ہم اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔‘‘ جارج نے تبصرہ کیا۔ ’’ہم اسے پکڑ ہی نہیں سکتے۔‘‘ اس نے فیصلہ سنا دیا۔
’’کیا مطلب؟‘‘ جیکسن غرایا۔
’’بعض باتیں سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں یا بہت دیر سے سمجھ میں آتی ہیں، نہ وہ ڈاکٹر ہے نہ لڑکی ہے۔‘‘
’’چڑیل ہے؟‘‘ جیک نے پوچھا۔
’’چڑیل ہے، بلا ہے، چھلاوا ہے... یہ نہیں پتا لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہم اسے نہیں پکڑ سکتے۔‘‘
’’وجہ؟‘‘
’’وجہ نہیں پتا۔‘‘
’’پھر ایسے ہی بولے جا رہے ہو؟‘‘
’’ایل کا جو حال ہوا تھا۔ ایک بار نہیں دو بار اس کی منطق بتا دو۔‘‘
خاموشی۔
’’ایبولا گن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکی، وجہ بتا دو؟‘‘
خاموشی۔
’’MCL میں دو آدمی مل کر اسے قابو میں نہیں کر سکے وضاحت کر دو؟‘‘
’’ولیم کھا کر بے ہوش پڑی تھی پھر کیا ہوا وجہ بتا دو؟‘‘
خاموشی... سکوت۔
’’مزید یہ...‘‘
’’بس بس۔‘‘ جیکسن نے ہاتھ اٹھایا۔ ’’سیدھا بولو تم پیچھے ہٹ رہے ہو۔‘‘
’’میں پیچھے نہیں ہٹتا۔‘‘ جارج نے دانت پیسے۔ ’’لیکن ہم اسے نہیں پکڑ سکتے۔‘‘
’’پھر...؟‘‘
’’پھر یہ کہ میں ساتھ ہوں۔‘‘
’’تمہاری بکواس سمجھ میں نہیں آئی۔‘‘ ہیبرلنگ نے کڑوی آواز میں کہا۔
’’میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔‘‘ جارج کی آواز پُرسکون تھی۔

’’کوئی آئیڈیا؟‘‘ جیکسن نے جارج کو نظرانداز کر کے رالف سے سوال کیا۔
’’وہ پولیس کے پاس نہیں جائے گی۔‘‘ رالف بولا۔
’’اب وہ ہر کسی سے خوف زدہ ہے۔ ہر ایک پر شک کرے گی۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ ایبولا گن کے حصول کے لیے اکیلی سی ڈی سی جائے گی، یہ ہمارا آخری چانس ہوگا۔‘‘

☆☆☆

مریسا کو فرار ہوئے پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ اس کی گھبراہٹ کم ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بے مقصد اِدھر اُدھر چکرا رہی تھی۔ اس نے متعاقبین کو ذہن میں رکھتے ہوئے اندھا دھند بہت سارے موڑ کاٹے پھر ایک گیس اسٹیشن پر رک گئی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کہاں آنکلی ہے۔ شیشہ نیچے کر کے اس نے معلومات کیں۔ جواب دینے والا مرسڈیز کے عقبی متاثرہ حصے کو دیکھ رہا تھا۔ تاہم اس نے کسی تبصرے سے احتراز کیا۔ بہرحال ایموری یونیورسٹی کے بارے میں گیس اسٹیشن والے نے الٹا سیدھا کچھ نہ کچھ بتا ہی دیا۔
مریسا نے شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی جدوجہد کے بعد سی ڈی سی کی عمارتوں کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے رفتار کم کر دی تھی۔ وہ ابھی تک حتمی فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔ کیا اسے خود کسی اچھے وکیل کو تلاش کرنا چاہیے۔
اس کے ذہن میں عالمی ادارۂ صحت کے ڈاکٹر احمد فخری کا نام بار بار سر اٹھا رہا تھا۔ وہ پیچ ٹری پلازا میں ٹھہرا ہوا تھا لیکن کیا وہ اس کی کہانی پر یقین کر لے گا یا نورس اور سی ڈی سی کے کسی اور افسر سے رابطہ کرے گا۔
اس کے خوف زدہ ذہن میں گاہے گاہے منطقی خیال آ رہے تھے کہ پہلے ویکسی نیشن یا ایبولا گن پر قبضہ کیا جائے گا۔ اس کے پاس واحد ٹھوس ثبوت وہی گن تھی۔ ٹیڈ کا کارڈ ابھی تک اس کے پاس محفوظ تھا۔ اگرچہ اس بات کا احتمال تھا کہ سیکیورٹی والے اسے اندر داخل نہ ہونے دیں۔
بالآخر دل کڑا کر کے اس نے ایک دلیرانہ فیصلہ کیا اور پُراعتماد انداز میں سی ڈی سی کی حدود میں داخل ہوگئی۔
سامنے والے دروازے پر اسے گارڈ نظر آیا۔ وہ ایک ڈیسک کے عقب میں بیٹھا کوئی ناول پڑھ رہا تھا۔ مرسڈیز کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ مریسا نے نچلا ہونٹ چبایا اور کار سے اُتر گئی۔ اس نے اپنی چال اور تاثرات کو نارمل رکھا ہوا تھا۔
اس نے کچھ کہے بغیر لاپروائی سے قلم اٹھا کر سائن اِن بک پر نام لکھا پھر گارڈ کو دیکھا مریسا کو توقع تھی کہ وہ کچھ

بولے گا تاہم وہ سستی سے مریسا کو دیکھ رہا تھا۔ غالباً اس کی توجہ ناول کی طرف سے نہیں ہٹی تھی۔

''کیا پڑھ رہے ہو؟'' وہ مسکرائی۔

''کیمس۔'' وہ بولا۔

مریسا، مرکزی ایلیویٹر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کی نسوانی حس بتا رہی تھی کہ گارڈ کی نگاہ اس کی پشت پر ہے۔ اس نے مطلوبہ فلور کا بٹن دبایا اور مڑ کر دیکھا۔ گارڈ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مریسا، ایلیویٹر میں داخل ہوئی۔ ایلیویٹر کا دروازہ بند ہوتے ہی گارڈ کی سستی ختم ہوگئی۔ اس نے ڈیسک پر موجود فون اٹھایا۔

''بہت اچھے، جیروم۔ بہت عمدہ۔'' نورس نے بھرائی ہوئی آواز میں گارڈ کی تعریف کی، آواز سے نورس تھکا ہوا بیمار لگ رہا تھا۔ ''ہم پہنچ رہے ہیں اور کسی بھی فرد کو اندر مت جانے دینا۔ غور سے سنو کسی بھی صورت میں کسی اور کو اندر مت جانے دینا۔'' نورس نے تاکید کرتے ہوئے فقرہ دہرایا۔ ''اپنے دونوں بندوں کو چوکس کر دو۔''

''باس آپ بے فکر ہو جائیں۔'' جیروم نے مستعدی سے جواب دیا۔

☆☆☆

مریسا ایلیویٹر سے نکلی۔ کچھ دیر دونوں ایلیویٹر کے انڈیکیٹر کی نگرانی کرتی رہی۔ دونوں ساکت تھے۔ عمارت میں خاموشی کا راج تھا۔ بعدازاں اس نے پھرتی سے پیش قدمی شروع کر دی۔ اس کی منزل MCL لیب تھی۔

MCL میں پہنچ کر اس نے تمام حفاظتی اقدام کیے۔ وہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں ٹیڈ اپنی ذاتی اشیا رکھتا تھا۔ دل ہی دل میں وہ دعا گو تھی کہ اس کا مطلوبہ پیکٹ ٹیڈ نے کسی اور جگہ نہ چھپایا ہو۔

اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ پیکٹ اسے باآسانی مل گیا۔ ''شکریہ ٹیڈ۔'' وہ بڑبڑائی۔ مزید یقین کرنے کے لیے اس نے پیکٹ کی تحریر دیکھی۔

ٹیڈ کے نام اس نے اپنی ہینڈ رائٹنگ پہچان لی تھی۔ پیکٹ اس نے نئے گاربیج بیگ میں منتقل کیا۔ واپسی پر اس نے تمام حفاظتی سامان الگ کیا۔ کپڑے تبدیل کیے فلٹر سسٹم آف کیا اور باہر نکل گئی۔ اب ڈاکٹر فخری یا اتھارٹی میں سے کسی ایسے شخص سے ملنے کا وقت تھا جو قابلِ اعتماد ہو۔ کپڑے تبدیل کرنے سے قبل وہ فینولک ڈس انفیکٹ کے شاور میں مخصوص وقت گزارنا نہیں بھولی تھی۔

پیکٹ حاصل کر کے مریسا ہیجانی کیفیت میں آ گئی تھی۔

☆☆☆

نورس بہت تیز ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اس نے عین سی ڈی سی کے داخلی دروازے کے سامنے بریک لگائے۔ پہیوں کی چیخ بلند ہوئی۔ گاڑی پھسلی اور ترچھی ہو کر رک گئی۔

گارڈ جیروم، گلاس ڈور کے ساتھ چوکس کھڑا تھا۔ نورس نے کچھ پوچھنے کی زحمت نہیں کی۔ جیروم کی خاموشی بتا رہی تھی کہ مریسا عمارت میں ہے۔ تینوں اندر داخل ہو گئے۔ نورس دوڑتا ہوا ایلیویٹر کی طرف گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

نورس نے تیسری منزل کا بٹن دبا دیا۔

☆☆☆

مریسا وائرلوجی ڈیپارٹمنٹ کے پاس سے گزری ہی تھی کہ مرکزی عمارت کا دروازہ اچانک کھلا اور تین آدمی نمودار ہوئے۔ مریسا لٹو کے مانند گھوم کر واپس بھاگی۔

''مریسا... رک جاؤ۔'' کوئی چیخا۔

مریسا کو ساعت کا دھوکا معلوم ہوا۔ وہ نورس کی آواز تھی۔

''اوہ گاڈ... کیا وہ بھی اس کے تعاقب میں ہے؟''

وہ ایک کھلے دروازے میں گھسی اور اسے بند کر دیا۔ دائیں جانب ایلیویٹر تھا بائیں جانب سیڑھیاں۔ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔

نورس دروازہ کھول کر اندر گھسا تو ایلیویٹر کا اشارہ بتا رہا تھا کہ مریسا لابی کے لیول پر ہے۔ تینوں سیڑھیوں کی طرف لپکے۔

مریسا جانتی تھی کہ نورس زیادہ دور نہیں ہے۔ گارڈ کو الرٹ کیے بغیر چارہ نہیں تھا۔ وہ اپنی رفتار کم نہیں کر سکتی تھی۔ گارڈ جیروم ڈیسک پر تھا۔ اول تو اسے گمان نہیں تھا کہ مریسا اکیلی واپس آئے گی اور وہ بھی اس انداز میں۔ جب تک اس کی توجہ پوری طرح ناول سے ہٹتی مریسا اڑتی ہوئی اس کے قریب سے گزر گئی۔ جیروم بھونچکا کھڑا تھا۔ تاہم اس نے وزنی پسٹل نکال لیا تھا اور مرسڈیز کے قریب گھات لگائے دونوں ساتھیوں تک بذریعہ وائرلیس نورس کی آخری ہدایت پہنچا دی تھی۔

جب تک وہ مریسا کو زبردستی روکنے کا فیصلہ کرتا، وہ رالف کی کار تک پہنچ چکی تھی۔

عقب میں چیخ و پکار بلند ہوئی۔ مریسا نے مرسڈیز میں گھس کر پیکٹ ایک طرف ڈالا اور دروازہ بند کر کے

اسٹیئرنگ سنبھالا۔ اسی وقت مریسا کی سانس رُک گئی۔ پسنجر سیٹ خالی نہیں تھی۔ عقبی نشست پر بھی کوئی موجود تھا۔ سب سے خوف ناک وہ بڑا سا ریوالور تھا جس کا رخ مریسا کی جانب تھا۔

مریسا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ چہرہ سفید پڑ گیا۔ اس نے گھومنا چاہا لیکن جسم میں جان نہیں تھی۔ مسامات نے پسینہ اگل دیا۔ آنکھوں میں نمکین پانی اتر آیا۔ حسین چہرے پر کرب اور اذیت کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس نے ایک بے آواز سسکی لی۔ یہ تھا اختتام مہینوں کی بھاگ دوڑ، جان لیوا کشمکش کا دی اینڈ... پیشے سے دیانت اور وابستگی کا انجام۔

مدھم روشنی میں اس نے دھندلی نظر سے ریوالور والے کا چہرہ دیکھا، ایک آواز آئی۔ ''گڈ بائے۔'' دھماکا ہوا، وقت کی گردش رک گئی۔ کائنات میں کچھ نہ تھا... گھور اندھیرے کے سوا۔

☆☆☆

مریسا کو ہوش آیا تو کوئی اسے پکار رہا تھا۔ وہ کسی نرم چیز پر لیٹی ہوئی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔

''کیا میں زندہ ہوں؟'' اس کے ذہن نے پہلا سوال کیا۔

''مریسا... مریسا...'' آواز پھر سنائی دی۔

مریسا نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔ نگاہ چھت پر گئی پھر پتلیوں نے آہستہ سے گردش کی۔ سی ڈی سی کا کمرا اس نے پہچان لیا تھا۔ کمرے میں کافی لوگ آ جا رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اس کے ہوش و حواس بحال ہو رہے تھے۔ وہ ریوالور والا کہاں گیا؟ اس نے سوچا اسے یقین آتا جا رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔

''مریسا...'' وہی آواز پھر آئی۔ آواز میں درد تھا۔ مریسا کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ نورس کی آواز تھی۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

وہ رنگین خواب تھا یا دلکش تصورات تھے۔ عجب نیرنگیِ حیرت تماشا تھی۔ غالباً اظہارِ تمنا سے غمِ پنہاں تک دشوار مراحل طے ہو چکے تھے۔ وہ محبوب نظر، آفتِ جاں پر تفکر انداز میں اس پر جھکا ہوا تھا۔ سیاہ آنکھیں، غم و خوف سے مزید سیاہ ہو گئی تھیں۔ مریسا پلکیں جھپکانا بھول گئی۔

نورس کا اندازِ نظر بدلا ہے یا مزاجِ غم؟ یا اخفائے غمِ عشق اب منظور نہیں۔ کیا وقتِ اظہار آن پہنچا... وہ مقناطیسی آنکھوں کی سیاہی میں غوطہ زن تھی۔

''مریسا تم ٹھیک ہو؟'' اس نے پھر لب کشا کیے۔

مریسا نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا اور مسکراہٹ دبائی۔ رابطہ نطق و زباں کیا جواب دوں؟

''کچھ بولو، گھورے جا رہی ہو۔''

وہ چپ رہی۔ مفہوم تیری نظر کا پالوں تو کہوں۔ حسنِ یقین پر مسکرالوں تو کہوں یا خود ہی بتا دو کہ سربکف و نغمہ بلب کیا بیتی... میں کیا کہوں؟ مسحور جمال کرتے ہو، آنکھوں آنکھوں میں دل لیے جاتے ہو اور پوچھتے ہو، حال کیا ہے۔ کیوں کہوں کہ نظارہ طلب ہے جانِ نظارہ... تسکین نظر سے، شوق بے پایاں تک، دیدۂ حیراں کو حیراں ہونے دو۔

''مریسا، کیا محسوس ہو رہا ہے؟'' وہ اس کے نفی میں سر ہلانے پر مزید زار و زبوں نظر آیا۔ مریسا اندر ہی اندر لطف اندوز ہو رہی تھی۔ کیوں آج نوائے درد ہے ہوش طلب؟ اس نے بے آواز نورس سے سوال کیا۔ کہاں معدوم ہوئی بے رخی و بے اعتنائی۔

''کچھ تو بولو۔'' اس نے بے قرار ہو کر مریسا کے شانے پر ہاتھ رکھ لیا پھر چونک کر ہاتھ ہٹایا۔ ''سوری۔'' شاید اسے ماضی کی حرکت یاد آ گئی تھی۔ مریسا بے اختیار ہو گئی۔ کشمکش بیم و رجا معدوم ہو گئی۔ اس نے نورس کا ہاتھ پکڑ کر واپس شانے پر رکھ لیا۔

''سوری کیوں؟'' اس کے لبوں پر مسکراہٹ کی کلی پھوٹی۔ ''اتنی دور سے سوالات کیے جا رہے ہو؟'' مریسا کے چہرے پر شرارت ناچ رہی تھی۔

نورس کی آنکھوں میں تحیر نے انگڑائی لی۔ وہ کئی سوالات کے جواب پا گیا۔ مسکرا کر سیدھا ہوا تاہم ہاتھ مریسا کے شانے پر ہی رہنے دیا۔

''ڈر بٹھا دیا ہے تم نے سینے میں، ورنہ قریب سے جواب حاصل کر لیتا۔''

''اور درد بٹھا دیا تھا تم نے دھڑکنوں میں، ورنہ اتنی دیر خاموش نہ رہتی۔'' مریسا نے ترنت جواب دیا۔

☆☆☆

''ہمیں بہت دیر سے اندازہ ہوا کہ آخر ہوا کیا ہے اور تم کیوں اپنی تحقیقات پر اڑی ہوئی ہو؟'' نورس، مریسا کے سوالات کے جواب دے رہا تھا۔ ''تمہارے تحفظ سے متعلق میں شدید پریشانی کا شکار رہا کیونکہ ہمیں ادراک ہو گیا تھا کہ تمہیں راستے سے ہٹا دیا جائے گا لیکن تم نے موقع ہی نہیں دیا کہ میں تم سے رابطے میں آتا۔'' میں نے ایف بی آئی کی

مدد حاصل کی۔ معاملہ نیشنل ایمرجنسی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

''میں اس غلط فہمی کا شکار رہی کہ تم مجھ سے بدظن ہو چکے ہو یا پھر سازش کا حصہ ہو۔'' مریسا کی آواز میں معذرت تھی۔

''مجھے یہ شک ہو چلا تھا کہ تم میرے بارے میں کس طرح سوچ رہی ہو۔'' نورس نے اظہارِ افسوس کیا۔ ''لیکن قصور میرا تھا میں سی ڈی سی کی ساکھ بچانے میں لگا رہا اور متواتر تمہارے نظریات اور خیالات کو رد کرتا رہا لیکن یقین کرو کہ اس میں میری کوئی بدنیتی شامل نہیں تھی۔''

مریسا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ''میرا خیال ہے کہ میں نے بھی تمہیں سمجھنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی اور متواتر اصول توڑنے میں لگی رہی۔''

اسی دوران میں ایک ملازم نے آکر اسپتال کے بارے میں پوچھا۔

''اسپتال چلو گی؟'' نورس نے سوال کیا۔

''کیوں؟''

نورس سر کھجانے لگا۔ ''میرا مطلب ہے۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری۔''

''اب تو ٹھیک ہوئی ہوں البتہ تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔''

''وہ کیسے؟''

''بتادوں؟'' مریسا نے اس کا ہاتھ دبایا۔

''یہاں پر؟'' نورس اس کے ذومعنی انداز پر حیران تھا۔

''چلو معاف کیا پھر سہی۔''

''تم بے ہوش کیوں ہوگئی تھیں؟''

''میں جس پوزیشن میں تھی، دھماکا ہوتے ہی یہی سمجھی کہ...''

''نہیں گولی ایف بی آئی کے آدمی نے چلائی تھی۔ انہیں میں پہلے ہی الرٹ کر چکا تھا۔ گارڈ بھی ایف بی آئی کا تھا۔ چار آدمی اور تھے۔ دو میرے ساتھ تمہیں بچانے کے لیے سی ڈی سی میں گئے تھے۔ باہر موجود باقی تینوں کو بشمول جیروم، ہدایت تھی کہ ہر قیمت پر تمہیں بچانا ہے۔''

''بڑی فکر تھی میری؟'' مریسا کی آنکھوں میں شرارت ناچی۔

''شروع سے تھی۔'' نورس خجل سا دکھائی دیا۔

☆☆☆

ڈاکٹر کاربونورا کے اصرار پر مریسا نے دو ہفتے کی چھٹی قبول کی۔ واپسی پر وہ سامان کھول رہی تھی۔ چھٹی کے دوران میں ورجینیا میں وہ اپنی فیملی سے بھی ملی تھی۔ جہاں ان کی خوب ہی خاطر تواضع کی گئی۔ واپسی پر ٹفی جیسا ایک کتا بھی اس کے حوالے کیا گیا۔ جس کا نام مریسا نے ٹفی 2 رکھ دیا۔

اچانک دروازے کی گھنٹی کی آواز گونجی۔ مریسا نے حیرت محسوس کی، کون ہو سکتا ہے۔ اس نے کسی کو بھی اپنی واپسی کی ٹھیک ٹھیک تاریخ نہیں بتائی تھی۔ اس نے دروازہ کھول کر حیرت سے نورس کو دیکھا۔ نورس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ مریسا نے ذہن پر زور دیا۔

''امید ہے کہ اس طرح اچانک وارد ہونے پر معذرت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔'' نورس مسکرایا۔ ''ڈاکٹر کاربونارا کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ تم واپس آگئی ہو اور ڈاکٹر فخری تم سے ملنا چاہتے تھے۔ یہ ان کا امریکا میں آخری دن ہے۔ ڈاکٹر فخری آج رات جنیوا واپس چلے جائیں گے۔''

ڈاکٹر فخری نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ ''میرے لیے یہ ایک اعزاز ہے۔'' وہ بولا۔ ''میں اس شخصیت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا جس نے نامساعد حالات میں شاندار جاسوسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بدترین سازش کا پردہ چاک کیا۔''

''اور ہماری مدد و تعاون کے بغیر۔'' نورس نے لقمہ دیا۔

مریسا نے گلابی چہرے کے ساتھ خجالت محسوس کی۔ اسے کوئی مناسب جواب نہیں سوجھا۔ ''شکریہ ڈاکٹر۔'' وہ احمد فخری کا ہاتھ تھام کر اتنا ہی کہہ سکی۔

''ہم نے سوچا کہ تمہیں حقائق بتائے جائیں۔'' اس نے کہا۔ ''پریس نے اختصار سے کام لیا ہے۔ تاہم پولیس اتفاق کرتی ہے کہ تم نامعلوم اطلاعات کی حق دار ہو۔''

''اوہ، نائس ... یقیناً مجھے خوشی ہوگی پلیز اندر آجایئے۔''

وہ تینوں اطمینان سے بیٹھ گئے تو ڈاکٹر فخری نے ایک بار پھر اظہارِ تشکر کیا۔ ''ایبولا سے متعلق ہر آدمی گرفتار ہو چکا ہے۔ جس آدمی کو تم نے سان فرانسسکو میں زخمی کیا تھا، اس نے سرجری کے بعد ہوش میں آتے ہی ہیبر لنگ کو ذمے دار ٹھہرا دیا شاید اسے اپنی جان خطرے میں نظر آرہی تھی کیونکہ ہوٹل میں ایک قتل کا مرتکب ہو چکا تھا۔''

''وہاٹ؟'' مریسا کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔

''تمہارے کمرے میں گھسنے سے قبل اس نے چابی کے حصول کے لیے اسی فلور پر ایک ملازمہ کو قتل کر دیا تھا۔''

مریسا جھرجھری لے کر رہ گئی۔

''تم نے فائٹنگ کب اور کہاں سیکھی؟'' نورس اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا۔ ''تمہارا قاتل خود تمہارے ہاتھوں

مقتول ہوتے ہوتے رہ گیا۔ وہ جیل میں رہنا چاہتا تھا۔ اس کے بیان کا ایک حصہ اس خطرے کو ظاہر کر رہا تھا کہ ہمبر لنگ اسے مروا دے گا۔ اس کا بیان کافی طویل تھا۔ وہ پولیس سے بھرپور تعاون کر رہا تھا۔ اسی میں اس کی بچت کا پہلو نکلتا تھا۔ تاہم زیادہ سے زیادہ وہ سزائے موت سے بچ جائے شاید۔''

''ہمبر لنگ کا کیا بنا؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''اسے گرینڈ جیوری کا سامنا ہے۔ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے جن میں قتل کی وارداتیں بھی شامل ہیں جو اس نے خود کیے یا کروائے۔''

''جس نے مجھ پر ایبولا گن سے حملہ کیا تھا، کیا وہ زندہ ہے؟''

''ہاں، اسے بروقت سیرم انجکٹ کر دی گئی تھی تاہم کچھ عرصے بعد مرض کی پیچیدہ علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ وہ اسپتال میں ہے شاید ہی بچ پائے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔''

''تو میں بھی قاتل ہوئی؟''

''وہ تو تم شروع سے ہو۔'' نورس رکتے رکتے بھی بول گیا۔

ڈاکٹر فخری دلچسپی سے دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ فخری کی موجودگی کی وجہ سے ہی مریسا نے نورس کے آخری فقرے کا جواب نہیں دیا بس گھور کر رہ گئی۔

''اور PAC کے دیگر افسران؟'' مریسا نے ایک اور سوال کیا۔

''کئی ایک نے اسٹیٹ ایویڈینس کے طور پر گواہ بننے کی پیشکش کی ہے جس کے باعث تحقیقات اور تفتیش سہل تر ہو گئی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر ممبر اصل سازش سے بے خبر تھے یا پھر اس کے خلاف...''

''ڈاکٹر ٹائی مین کے بارے میں بتاؤ؟''

''تم نے اس سے مل کر جس دلیری کا مظاہرہ کیا، وہ قابلِ قدر ہے۔ ٹائی مین کی جان بہت آسانی سے چھوٹ جائے گی کیونکہ اس میں قوتِ فیصلہ تھی۔ اس نے فوری ردِعمل کا مظاہرہ کیا، اپنے وکیل سے رابطہ کرنے کے بعد اولین تعاون کی پیشکش اسی کی جانب سے آئی تھی۔''

''گروپ دیوالیا ہو چکا ہے کیونکہ سیکڑوں اموات ہوئیں تمام متاثرہ خاندانوں نے کیس فائل کر دیے ہیں۔'' ڈاکٹر فخری نے بتایا۔ ''نہ صرف PAC پر بلکہ ڈاکٹرز پر بھی انفرادی طور پر...''

''اور جوشوا جیکسن؟''

''ہمبر لنگ اور وہ مرکزی ملزم ہیں۔ دونوں کی کہانی ختم سمجھو۔''

''رالف؟'' مریسا نے یک لفظی سوال کیا۔

''ہاں وہ ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ تاہم اس کے خلاف شواہد اتنے مضبوط ہیں کہ اب طویل عرصے تک سلاخوں کے پیچھے تجربات کرے گا۔''

''میں سمجھتی ہوں۔'' مریسا نے گہری سانس لی۔ ''تو آناً فاناً سب کچھ ختم ہو گیا۔''

''سب تمہاری مستقل مزاجی اور سرتوڑ محنت کے باعث ہوا جس کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔''

''کیا تو جا سکتا ہے۔'' مریسا کو ذومعنی فقرہ اچھالنے کا موقع مل گیا۔ اس مرتبہ نورس نے خاموشی اختیار کی اور بات بدلی۔

''تو سی ڈی سی کب واپس آ رہی ہو؟ MCL کی کلیئرنس تمہارے لیے تیار پڑی ہے۔ کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی چاہو تو وہیں بستر لگا لو۔''

''میں نے ابھی فیصلہ نہیں کیا۔'' وہ بولی۔ ''میں پیڈیاٹرک کے شعبے میں واپسی کا سوچ رہی ہوں۔''

''واپس بوسٹن؟'' نورس کا چہرہ لٹک گیا۔

''سی ڈی سی کے لیے یہ ایک بہت بڑا نقصان ہوگا۔'' فخری نے تبصرہ کیا۔ ''تم امریکا میں نہیں بلکہ بین الاقوامی اپی ڈیمیالوجیکل ہیرو بن چکی ہو۔''

''میں نظر ثانی کے بارے میں غور کروں گی۔'' مریسا نے وعدہ کیا۔ ''تاہم اگر میں نے پیڈیاٹرک کا شعبہ واپس منتخب کیا تو میرا قیام اٹلانٹا میں ہی رہے گا۔'' وہ رکی اور پھر گویا ہوئی۔ ''لیکن میری ایک درخواست ہے؟''

''میں مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتا ہوں۔'' فخری نے کہا اور مریسا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

مریسا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''یہ کام صرف نورس ہی کر سکتا ہے کہ میں پیڈیاٹرک میں واپس جاؤں یا نہیں مجھے امید ہے کہ وہ ایک بار پھر مجھے ڈنر کی آفر کرے گا۔''

نورس بیٹھے بیٹھے لڑکھڑا گیا۔ اس کی نظر فخری کے الجھن زدہ تاثرات پر پڑی۔ نورس ہنسنے لگا۔ فخری کوئی بچہ نہیں تھا اس کے سامنے مریسا اپنے باس کو اتنی دیر سے نورس کہہ کر پکار رہی تھی۔ آخری جملے نے تو پردہ ہی اٹھا دیا تھا۔ فخری مسکراہٹ دباتا ہوا واش روم کے بہانے وہاں سے اٹھ گیا۔

نورس نے بے دھڑک مریسا کو گلے لگا لیا۔

مت سوچ وجۂ خرابی... عالم ہے تمام سرابی... ہوں
رندِ بلا نوش، انڈیل اور انڈیل... نازو انداز ہے گلابی گلابی۔

مرتیسا نے دس بجے کے بعد سے وقتاً فوقتاً پلازا ہوٹل فون کرنا شروع کیا۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ کیرول کے نام پر اٹلانٹا سے کوئی پارسل موصول ہوا یا نہیں۔

گیارہ بجے کے بعد اسے اپنی مطلوبہ خبر مل گئی اور مریسا نے ایسکس ہاؤس سے نکلنے کی تیاری شروع کر دی۔ ٹیڈ کے لیے اس کے دماغ میں شک بیٹھ چکا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ٹیڈ نے سیرم بھیجا ہے یا پارسل خالی ہے؟

شک کو یقین میں بدلنے کے لیے یا شک کو مٹانے کے لیے اسے کیا کرنا چاہیے۔ مریسا کا ذہن صاف نہیں تھا۔ اسے چانس لینا ہی تھا مخصوص سیرم اس کی ضرورت تھی۔ اس نے صرف پرس ساتھ لیا اور محفوظ طریقہ کار سوچتی ہوئی باہر نکلی۔ اسے یہی سمجھ آیا کہ کیب استعمال کرے اور خود کو پبلک کے درمیان رکھے۔

☆☆☆

جارج ایسکس ہاؤس کی لابی میں بظاہر اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس قسم کی سچویشن اس کی پسندیدہ تھی۔ مینڈک کے مانند سکون سے شکار کا انتظار کرو۔ کافی کے ساتھ وہ صورتِ حال سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ لڑکی تمام دن بھی کمرے میں بند رہتی، تب بھی وہ مینڈک کی طرح صبر سے صرف انتظار کرتا۔ یہی اس کی سب سے نمایاں خوبی تھی۔

ہاؤس ڈیٹکٹیو کی جانب سے کسی قسم کی چھیڑ خانی کا اندیشہ نہیں تھا۔ اس کا معزز انداز و حلیہ ہی ایسا تھا۔ جارج نے ارمانی کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ پاؤں میں مگرمچھ کی کھال سے بنے بیش قیمت جوتے تھے۔ کلائی پر رولیکس چمک رہی تھی۔

بارہ بجے کے قریب اس نے اپنے ہدف کو ایلیویٹر سے نکلتے دیکھا۔ وہ اس رخ پر بیٹھا تھا کہ بہ آسانی نظر میں آئے بغیر گھومتے ہوئے شیشے کے دروازے سے باہر نکل جائے۔ وہ جوگنگ کے انداز میں جیک کی کیب تک پہنچا۔ وہ کیب میں بیٹھا تو جیک نے لڑکی کو ہوٹل سے نکلتے دیکھا۔

''بیوٹی۔'' جیک بڑبڑایا۔ جارج کو دیکھتے ہی اس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی تھی۔ کیب کی عقبی نشست پر بھی کوئی شخص براجمان تھا۔

''تمہیں یقین ہے کہ وہ ڈاکٹر مریسا بلوم ہے؟'' عقبی نشست سے استفسار کیا گیا۔ اس کا نام الفانسے ہک مین تھا۔ بیشتر شناسا اسے ''ایل'' بولتے تھے۔ وہ مشرقی جرمنی میں پلا بڑھا تھا۔ آنکھیں نیلے رنگ کی اور بال بھورے تھے۔ وہ اپنی عمر سے کم دکھائی دیتا تھا۔ چہرہ نوجوانوں کے جیسا تھا۔

''حلیے اور دیگر اطلاعات کے مطابق وہی ہے۔'' جارج نے ایل کے سوال کا جواب دیا۔ ''تاہم ہوٹل میں نام اس نے لزا کینڈرک لکھوایا ہے۔''

''وہ بہت ہوشیار ہے یا پھر بہت خوش قسمت۔'' ایل نے تبصرہ کیا۔ ''ہمیں بہت احتیاط کرنی ہے۔ ہیبر لنگ کے مطابق یہ گڑیا نما لڑکی سارا معاملہ چوپٹ کر سکتی ہے اور میں ہیبر لنگ کے سامنے کوئی بُری خبر لے کر نہیں جانا چاہتا اسی لیے میں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔''

مریسا کی کیب مشرق کی سمت جا رہی تھی۔ جیک دو گاڑیوں کو درمیان میں رکھ کر تعاقب کر رہا تھا۔

☆☆☆

ڈرائیور منتظر تھا، جبکہ مریسا گھوم کر ایسکس ہاؤس کے داخلی دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ مطمئن ہونے کے بعد اس نے ڈرائیور کو پلازا ہوٹل کے بارے میں بتایا۔

پلازا ہوٹل پہنچ کر مریسا نے ہدایت دی۔ ''تم یہیں رکو گے، میں چند منٹ میں واپس آتی ہوں۔ یہ پانچ ڈالر اضافی رکھو۔''

کیب، ہوٹل کے دروازے سے تیس فٹ کے فاصلے پر تھی۔ مریسا جب تک ہوٹل میں داخل نہیں ہوگئی، ہر قدم پر اسے دھڑکا لگا رہا۔

ہوٹل میں آکر اس نے لابی کراس نہیں کی بلکہ جیولری ڈسپلے کے سامنے رک گئی۔ زیورات دیکھنے کے بہانے وہ شیشے کے عکس میں جائزہ لے رہی تھی۔ کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

بے قابو دھڑکنوں کے ساتھ لابی کراس کر کے وہ فرنٹ آفس پر پہنچی۔

پارسل کی درخواست پر جب اس کی شناخت طلب کی گئی تو مریسا کو ہوش آیا۔ وہ کنفیوز ہوگئی۔ اس نے وقتی طور پر معذرت کی۔ کاؤنٹر کی دوسری جانب کئی لڑکے لڑکیاں تھیں۔ مریسا کے سامنے لڑکی تھی۔

''کوئی بات نہیں، آپ اپنے کمرے کی چابی دے دیجیے۔'' لڑکی شائستگی سے مسکرائی۔

''اوہ، میں نے ابھی چیک اِن نہیں کیا ہے۔ مجھے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔''

''آپ پہلے چیک اِن ہو جائیے۔ میں بھی مجبور ہوں۔ آپ سمجھ سکتی ہیں یہ ذمے داری کی بات ہے۔'' لڑکی نے کہا۔

''او کے، کیوں نہیں۔'' مریسا نے مسکرانے کی کوشش

کی۔ تاہم اس کا اعتماد متزلزل ہو گیا تھا۔
مریسا رجسٹریشن ڈیسک کی طرف چلی گئی۔ وہ کریڈٹ کارڈ استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پروسیس اسے کچھ پیچیدہ لگا۔ بہرحال جیسے تیسے نمٹا کر اس نے ہدایت کے بموجب کیش جمع کرایا۔
بالآخر کمرے کی چابی حاصل کر کے وہ اسی لڑکی کے پاس واپس آئی۔ چند منٹ بعد فیڈرل ایکسپریس کا پارسل اس کی تحویل میں تھا۔ وہ ایلیویٹر کی جانب چل پڑی۔ پھر وہاں سے رخ اس نے باہر کی جانب موڑ دیا۔ چلتے چلتے اس نے پارسل کا ریپر پھاڑ کے ٹریش کین کی نذر کیا۔ پیکٹ سے سیرم کی وائل نکال کر جیب میں رکھ لی۔ وہ ہوٹل سے باہر نکلی تو خاصی مطمئن تھی۔
اس نے سڑک کی دونوں جانب دیکھا۔ فٹ پاتھ پر رش تھا۔ دن چڑھنے کے باعث خوب روشنی تھی۔ مریسا کی کیب اپنی جگہ موجود تھی۔ وہ تیز قدموں کے ساتھ کیب کی طرف چل دی۔ عقبی نشست کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر گردن گھما کر اطراف کا جائزہ لیا۔ آس پاس بھی افراد موجود تھے۔ اس نے کیب کا دروازہ کھول دیا۔ وہ اندر بیٹھنے ہی والی تھی کہ بدن میں لہو کی گردش جیسے تھم گئی۔
مریسا سکتے کی حالت میں جھکی ہوئی اپنی جانب اٹھی گن کی نال کو گھور رہی تھی۔ وہ آدمی عقبی نشست کے ساتھ نیچے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے بال بھورے تھے۔ اور وہ ایک دشوار حالت میں نشست کے ساتھ لیٹا تھا۔ تاہم انتظار ختم ہو گیا تھا۔ اس نے گن سیدھی رکھتے ہوئے، اٹھنے کی کوشش کی۔
بے اختیار مریسا کی ہسٹریائی چیخ فضا میں گونجی۔ وہاں رش کی وجہ سے ہلکا سا شور پھیلا ہوا تھا۔ نسوانی چیخ کے ساتھ ہی یکلخت شور، سکوت میں تبدیل ہو گیا۔ ریوالور بدست نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر اسے کچھ بولنے کا موقع نہیں ملا۔ چیخ کے ساتھ ہی مریسا کا سکتہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے کیب کا دروازہ پوری طاقت سے دوبارہ بند کر دیا۔ دھماکے کے بجائے پٹاخے جیسی آواز آئی اور کیب ڈور کا شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ تاہم مریسا جبلی طور پر دروازہ بند کرتے ہی پیچھے کی سمت متحرک ہو چکی تھی۔ گولی شیشے میں سے گزر کر کدھر گئی، اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔ وہ اندھا دھند اسی جانب بھاگی۔ وہ زندگی میں پہلی بار اتنا تیز بھاگی تھی۔ وہ لاعلم تھی کہ موقع ملتے ہی ڈرائیور بھی راہِ فرار اختیار کر گیا تھا۔ وہ بونٹ کی جانب سے ہوتا ہوا، مریسا کی مخالف سمت میں دوڑا تھا۔
مریسا نے بھاگتے ہوئے عقب میں دیکھا۔ حملہ آور راستہ بناتا ہوا آرہا تھا۔ گن غالباً اس نے جیب میں رکھ لی تھی۔ پش کارٹس، پالتو کتے، بے بی کیریجز، عورتیں، مرد اور بچے... حملہ آور بھیڑ میں راستہ بناتے ہوئے مشکل میں تھا جبکہ مریسا، قد کاٹھ اور عورت ہونے کے ناتے بہتر پوزیشن میں تھی۔ وہ ہر ایک سے بے نیاز دھکم پیل کرتی نکل رہی تھی۔ تاہم گولی کا دھماکا سنائی نہیں دیا تھا اس لیے افراتفری نہیں پھیلی تھی۔ مریسا کو احساس تھا کہ وہ بھیڑ میں بھاگتے ہوئے زیادہ دیر محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ حملہ آور اکیلا ہے یا اس کے ساتھی بھی ہیں۔
وہ پلازا ہوٹل کی پارکنگ میں سے گزرتی ہوئی ایک پارک میں گھس گئی۔ جس کے مرکز میں فوارہ اچھل رہا تھا۔ اگرچہ وہ حواس باختہ ہو چکی تھی۔ تاہم اسے ادراک تھا کہ جو کچھ کرنا ہے، اسی کو کرنا ہے۔ اچانک پارک کی گرل کے دوسری طرف اسے ایک گھڑ سوار پولیس والا نظر آیا۔ وہ راستہ بناتی ہوئی گھڑ سوار کی طرف بھاگی۔ لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ وہ حملہ آور کو بھی دھیان میں رکھے ہوئے تھی۔ جو پلازا کی پارکنگ میں پہنچ گیا تھا۔
پولیس والا دلکی چال کے ساتھ نکل گیا تھا۔ وہ مریسا کو نظر نہیں آرہا تھا۔ مریسا نے چکراتے ہوئے ذہن کے ساتھ ہر جانب نظر دوڑائی۔ حملہ آور قریب آتا جارہا تھا۔ مریسا واپس فوارے کی جانب بھاگی اور لڑتی بھڑتی ہجوم میں گھس گئی۔ کئی احتجاجی آوازیں بلند ہوئیں۔
دفعتاً مریسا نے خود کو کئی سو افراد کے درمیان پایا۔ وہ دائرہ بنائے کھڑے تھے۔ درمیان میں جگہ خالی تھی۔ مرکز میں مضبوط اور لچکدار جسم والے تین عدد کالے پتلون بنیان میں، ریپ میوزک پر بریک ڈانس کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ مریسا کی خوف زدہ ہرنی جیسی وحشت زدہ آنکھیں تینوں سے لڑیں۔ سیاہ فام رقص کنندگان کی آنکھوں میں غصے کی جھلک تھی۔ مریسا نے ان کے شو میں مداخلت کی تھی۔
تاہم کالوں کے پسینے میں دمکتے بدن میوزک کی لہروں پر متحرک رہے۔ اس سے پہلے کہ مریسا پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ کوئی قدم اٹھاتی، حملہ آور بھیڑ میں سے نمودار ہوا۔ اسے بھی توقع نہیں تھی کہ بھیڑ کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ مریسا کو کچھ نہیں سوجھا تو وہ رقص کرتے ہوئے کالوں کی طرف بھاگی۔ ڈانسرز کا ردھم ٹوٹ گیا۔ حملہ آور رکتے

رکتے بھی کالوں کے قریب آگیا۔ مریسا اس کی دیدہ دلیری پر حیران رہ گئی۔ وہ اتنے لوگوں کے سامنے گن نکال رہا تھا۔ اس کے تاثرات اشتعال کے باعث بگڑ گئے تھے۔ کالوں کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ نفرت دکھائی دی۔

کیا وہ پاگل ہوگیا ہے؟ اس بھیڑ میں گولی چلائے گا؟ مریسا نے سوچا۔ غیر ارادی طور پر اس نے سانس روک لی۔ حملہ آور گن سیدھی کررہا تھا۔ ہجوم میں چند عورتوں کی چیخ و پکار سنائی دی۔ وہ ایک ناقابلِ یقین منظر تھا۔ سب کچھ چند سیکنڈ میں وقوع پذیر ہوا۔ ہلچل مچنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ایک سیاہ فام رقاص کی ماہرانہ ٹانگ چلی اور گن فضا میں قوس بناتی ہوئی ہجوم میں جاگری۔ بھیڑ کائی کے مانند چھٹی...

حملہ آور بھی کوئی دیوانہ لڑاکا تھا۔ اس نے بھی ایڑی پر گھوم کر فضا میں کک چلائی۔ رقاص نے اس کی ٹانگ بازو پر روکی، لیکن نیچے گر پڑا۔ کالوں کی ٹیم میں تین اور بھی تھے۔ جو سائڈ لائن پر ڈانس کا لطف اٹھا رہے تھے۔ تینوں عقب سے حملہ آور پر ٹوٹ پڑے۔ ایک نیچے پڑا تھا۔ باقی دو سامنے سے لپکے... خاصا ہنگامہ کھڑا ہوگیا تھا۔

موقع غنیمت جان کر مریسا نے بھیڑ میں ڈبکی لگائی۔ ایک منٹ کے اندر وہ پارک سے باہر تھی۔ گزرتی کیب کو اشارہ کر کے وہ اس میں سوار ہوگئی۔ روزن برگ اسپتال کا نام لے کر اس نے پلٹ کر شیشے سے باہر دیکھا۔ فوارے کے پاس ہجوم بڑھ گیا تھا۔ گھڑسوار پولیس والا پھر نظر آرہا تھا۔

مریسا نے گہری سانس لے کر نشست سے ٹیک لگائی اور رومال نکال کر پسینہ خشک کرنے لگی۔ رفتارِ قلب ابھی تک بے قابو تھی۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ یہ سب کیونکر ہوا؟ ٹیڈ کے اوپر مریسا کا شک پختہ ہوگیا۔ سیرم کے حصول کا مقصد بھی زیرو ہوگیا تھا۔ اب وہ خود کو اس کا انجکشن نہیں لگا سکتی تھی۔

ٹیڈ پر شک پختہ ہونے کے باوجود مریسا نے صدمہ محسوس کیا۔ وہ مخصوص گن بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ ایبولا کی مخصوص گن حفاظتی اقدامات کے تحت بنائی گئی ہوگی تاکہ اسے استعمال کرنے والا محفوظ رہے۔ مریسا کے لیے اس مفروضے پر یقین کرنے کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہیں تھا۔

اول اسے خیال آیا کہ روزن برگ کلینک نہ جائے لیکن اگر وہاں اسے اپنے مطلب کا کلیو مل گیا تو تمام شکوک رفع ہوجائیں گے۔ وہاں اس کی آمد کی کسی کو توقع بھی نہیں ہوگی۔ نہ قاتلوں کو اور نہ سی ڈی سی والوں کو۔

مریسا نے روزن برگ کلینک سے ایک بلاک دور کیب رکوالی۔ باقی راستہ اس نے پیدل طے کیا۔ یہ بھی ایک شاندار اسپتال تھا۔ باہر ایک موبائل ٹی وی وین اور متعدد پولیس اہلکار نظر آرہے تھے۔

مریسا، حسبِ سابق سی ڈی سی کا کارڈ دکھا کر بہ سہولت نکل گئی۔ لابی میں افراتفری تھی۔ مریسا پوری طرح چوکس تھی۔ اس کی توقع کے مطابق روزن برگ غیر ملکی HMO کی فہرست میں شامل تھا۔ دوسرے سوال کا جواب حاصل کرنا دشوار تھا۔ کیونکہ ''انڈیکس کیس'' ہلاک ہوچکا تھا۔

''ڈاکٹر کوٹ روم'' سے اسے ایک سفید کوٹ مل گیا۔ کوٹ پہن کر وہ واپس لابی مین آگئی۔ معاً وہ بری طرح سٹپٹا گئی۔ اس کی نظر ڈاکٹر لینی پر پڑی۔ قسمت ساتھ دے رہی تھی۔ ڈاکٹر لینی دوسری جانب مڑ گیا۔ مریسا نے اندازہ لگایا کہ وہ اسپتال سے باہر جارہا تھا۔ وہ نروس ہوگئی۔ کہیں، نورس سے مڈبھیڑ نہ ہوجائے مگر خطرہ مول لے کر وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جاسکتی تھی۔

ڈائریکٹری کی مدد سے اس نے معلوم کیا کہ پیتھالوجی ڈپارٹمنٹ چوتھی منزل پر تھا۔

☆☆☆

''میں کیا مدد کرسکتی ہوں؟''

''میں ڈاکٹر ہوں، میرا تعلق سی ڈی سی سے ہے۔'' مریسا نے سیکریٹری کو جواب دیا۔ ''سی ڈی سی کا کوئی ڈاکٹر یہاں ہے؟''

''مجھے ڈاکٹر اسٹیورٹ سے معلوم کرنا پڑے گا۔'' سیکریٹری اٹھتے ہوئے بولی۔ ''وہ یہیں آفس میں ہے۔''

اس اثنا میں خود ڈاکٹر اسٹیورٹ وہاں آگیا۔ وہ ایک بھاری بھرکم اور باریش آدمی تھا۔ ''میں حاضر ہوں۔'' وہ بولا۔ ''سی ڈی سی کی ٹیم تیسری منزل پر آئسولیشن وارڈ میں ہے۔'' اس نے اطلاع فراہم کی۔

''ڈاکٹر، شاید تم میری مدد کرسکو۔'' مریسا نے کہا اور تعارف سے اجتناب برتا۔ ''ایبولا کی تباہ کاری کا آغاز لاس اینجلس سے ہوا تھا۔ اور جب سے ہی میں اس پر کام کررہی ہوں۔ بدقسمتی سے نیویارک پہنچنے میں مجھے تاخیر ہوگئی۔ اولین مریض، یعنی ڈاکٹر مہتا، زندگی کی بازی ہار گیا ہے؟''

''ہاں، آج صبح۔''

''اگر مائنڈ نہ کرو تو کیا میں چند سوالات پوچھ سکتی

ہوں؟''

''ابھی آٹوپسی نہیں ہوئی ہے۔'' ڈاکٹر اسٹیورٹ نے کہا پھر سیکریٹری کی جانب مڑا۔ ''ہیلن! تم کرٹ کو تلاش کرو۔'' یہ کہہ کر وہ مریسا کو اپنے خوب صورت آفس میں لے آیا۔

''ڈاکٹر! یقیناً تم ڈاکٹر مہتا سے واقف ہو گے؟'' مریسا نے بالمقابل نشست سنبھالی۔

''بہت اچھی طرح۔'' اسٹیورٹ نے تاسف سے سر ہلایا۔ ''وہ ہمارا میڈیکل ڈائریکٹر تھا۔ ہمارا بہت بھاری نقصان ہوا ہے۔'' بعدازاں، اسٹیورٹ نے وضاحت کی کہ مہتا اسٹاف اور مریضوں میں کتنا مقبول تھا اور روزن برگ کی ساکھ میں اس کا کتنا بڑا ہاتھ تھا۔''

''مہتا نے طبی تعلیم کہاں حاصل کی تھی؟''

''میرا خیال ہے کہ وہ بمبئی سے تعلیم مکمل کر کے آیا تھا۔'' اسٹیورٹ نے جواب دیا۔ ''تاہم مجھے اتنا یقین ہے کہ اس نے لندن میں رہائش اختیار کی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ بمبئی سے آنے کے بعد لیکن یہ ایک غیر متعلق سوال معلوم ہوتا ہے؟''

''دراصل مجھے تجسس تھا کہ وہ غیر ملکی میڈیکل گریجویٹ تھا۔'' مریسا نے کہا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟''

''شاید نہ پڑے۔ یا شاید یہ سوال اہم ہے کیونکہ ایبولا کے گزشتہ تمام حملے، ابتدا میں غیر ملکی ڈاکٹرز پر ہوئے تھے۔''

اسٹیورٹ کے لیے یہ نئی اطلاع تھی۔ اس نے تعجب کا اظہار کیا۔

''میرا خیال ہے کہ یہاں کا زیادہ تر اسٹاف غیر ملکی میڈیکل گریجویٹس پر مشتمل ہو گا۔'' مریسا نے یقین کے ساتھ رائے زنی کی۔

''یقیناً۔'' اسٹیورٹ نے تصدیق کی۔ ''تمام HMOs نے غیر ملکی گریجویٹس بھرتی کیے ہیں۔''

دروازہ کھلا اور ایک جوان آدمی اندر داخل ہوا۔

''یہ کرٹ وینڈری ہے۔'' اسٹیورٹ نے کہا۔

مریسا نے ہچکچاتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

''ڈاکٹر مریسا کو آٹوپسی کے بارے میں کچھ معلومات درکار ہیں۔'' اسٹیورٹ نے مقصد بتایا۔

''دراصل ابھی کارروائی مکمل نہیں ہوئی ہے۔'' کرٹ نے نشست سنبھالتے ہوئے کہا۔ ''بہرحال، اب تک جو ڈیٹا ہم نے حاصل کیا ہے، وہ میں بتا سکتا ہوں۔''

''درحقیقت میں بیرونی علامتوں کے متعلق متجسس ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''بیرونی علامتوں میں کوئی ایسی چیز جو عمومی نوعیت کی نہ ہو... میرا مطلب ہے کہ جس کا تعلق مرض کی علامتوں سے نہ ہو؟''

''میں سمجھا نہیں؟''

''میرا مطلب ''ٹراما'' سے ہے... کوئی حادثاتی علامت؟'' مریسا نے وضاحت کی۔

''تم نے کیسے اندازہ لگایا؟'' کرٹ نے حیرت کا اظہار کیا۔ ''میں بھول گیا تھا۔ مریض کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی۔''

''کتنی پرانی بات ہوگی؟''

''چھ سات یا پھر دس دن۔'' کرٹ نے جواب دیا۔

''کیا چارٹ میں اس کا ذکر ہے؟''

''ایمان داری کی بات ہے کہ میں نے ناک کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ کیونکہ یہ تصدیق ہوگئی تھی کہ وہ ایبولا کی گرفت میں ہے اور مہلک وائرس کی وجہ سے ہی اس کی موت واقع ہوئی۔''

''میں سمجھ سکتی ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''کیا میں چارٹ دیکھ سکتی ہوں۔''

''کیوں نہیں۔'' مثبت جواب ملا۔

چارٹ میں، مریسا کوئی اہم نکتہ دریافت نہ کر سکی سوائے اس کے کہ ڈاکٹر مہتا ای این ٹی اسپیشلسٹ تھا۔ ٹوٹی ہوئی ناک کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ کرٹ نے پیشکش کی کہ وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے، اگر اس میں کوئی خاص بات ہے۔

مریسا نے تشکر آمیز انداز میں سر ہلایا اور ناک کے مختلف زاویوں سے لیے گئے پولورائڈ شاٹ دیکھنے لگی۔ یہ شاٹ ڈاکٹر مہتا کے کولیگ نے لیے تھے، جو خود بھی ENT سرجن تھا۔

کرٹ نے دو، تین کالز ملانے کے بعد اطلاع فراہم کی کہ ڈاکٹر مہتا، مرض کا شکار ہونے سے قبل بدقسمتی سے رہزنوں کے ہاتھوں زخمی ہوا تھا۔

مریسا کو 95 فیصد یقین تھا کہ اسی قسم کا جواب ملے گا۔ کوئی شک نہیں رہ گیا تھا کہ ایبولا کے حملے مکروہ انسانی منصوبہ بندی کا حصہ تھے۔ مریسا کے بدن میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ تاہم اس نے اوسان بحال رکھتے ہوئے سوال جاری رکھے اور ڈاکٹر مہتا کی باڈی دیکھنے کی خواہش ظاہر

کی۔

حفاظتی اقدامات کے ساتھ وہ کرٹ کے ہمراہ آٹوپسی روم میں داخل ہوئی۔ اس نے بغور لاش کا جائزہ لیا۔ مریسا کی نگاہ ران کی خون آلود خراش پر جم گئی۔ خون خشک ہو چکا تھا۔

''یقیناً تم نے اس کا نوٹس لیا ہوگا۔'' مریسا نے خراش کی جانب اشارہ کیا۔ وہ دائرہ نما خراش تھی۔ ویسی ہی خراش یا نشان، مریسا نے ڈاکٹر شٹز کی ران پر دیکھا تھا اس نے تصور کیا کہ ہتھیار نما ویکسی نیشن گن کا دہانہ اور دائرہ نما ران کے نشان میں مطابقت تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے کرٹ کو دیکھ رہی تھی۔

''دورانِ علاج دیگر ڈاکٹرز نے یقیناً اس نشان کو نظرانداز نہیں کیا ہوگا۔ میں تو اب قصائی نما کام کر رہا ہوں۔'' وہ بولا۔ ''تاہم میرے پاس تمام پولورائڈز موجود ہیں۔'' اس نے تصاویر نکال کر تاش کے پتوں کے مانند پھیلائیں۔

مریسا نے تصاویر دیکھیں۔ ''کیا میں یہ تصویر رکھ سکتی ہوں؟'' اس نے ران کے نشان والی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔

کرٹ نے نگاہ اٹھائی۔ ''کیوں نہیں تم اور تصاویر بھی لے سکتی ہو، ہمارے پاس کافی تعداد ہے۔''

مریسا نے شکریے کے ساتھ مخصوص تصویر کے ساتھ ایک اور تصویر بھی جیب میں رکھ لی۔ دوسری تصویر اس نے تو خوامخواہ ہی اٹھائی تھی۔

کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر تھا۔ گن تو اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ مریسا نے مصافحہ کر کے روانگی کا اشارہ دیا۔

''میں یہ معلوم کرنا چاہ رہا تھا کہ...'' انٹرکام سسٹم نے اسے بات پوری کرنے کا موقع نہیں دیا۔ انٹرکام پر بتایا جا رہا تھا کہ کرٹ کے لیے لائن پر کال ہے۔ وہ انٹرکام کی جانب متوجہ ہو گیا۔

کیا اتفاق تھا مریسا کا جسم سنسنا اٹھا۔ جتنا اس نے سنا وہ بہت تھا۔ ''ڈاکٹر مریسا بلوم سے بات مکمل کر کے آپ سے ملتا ہوں...'' دوسری آواز نورس کی تھی۔

آگے اس نے کیا سنا اور کیا کہا مریسا کو جاننے کی ضرورت نہیں تھی، اس نے فوراً راہِ فرار اختیار کی جتنی دیر میں کرٹ کو مریسا کی غیر معمولی روانگی کا احساس ہوتا، وہ کمرے سے باہر نکل چکی تھی۔ پھرتی کے ساتھ اس نے حفاظتی اشیا سے جان چھڑائی اور جوگنگ کے انداز میں ایلیویٹر کی طرف چلی گئی۔ اسی اثنا میں عقب سے کرٹ کی حیرت زدہ پکار سنائی دی، مریسا نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ ایلیویٹر کے ساتھ فائر ایگزٹ کی سیڑھیاں تھیں۔ مریسا کا دماغ برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ اگر نورس تیسری منزل پر تھا تو وہ وقت بچانے کے لیے سیڑھیوں کا انتخاب کرے گا۔

مریسا نے ڈاؤن بٹن پش کیا اور دس سیکنڈ بعد ایلیویٹر میں داخل ہو گئی۔ اندر ایک لیب ٹیکنیشن پہلے ہی موجود تھا۔ دروازہ ابھی کھلا ہوا تھا۔ وہ بے قراری سے بار بار بٹن دبا رہی تھی۔ نورس کسی بھی لمحے وارد ہونے والا تھا۔

''ایمرجنسی؟'' ٹیکنیشن نے مریسا کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے سوال کیا۔ مریسا نے سر ہلانے پر اکتفا کیا اور اسی وقت دروازہ بند ہو گیا۔ نیچے کی جانب سفر شروع ہو چکا تھا۔

تیسری منزل پر لفٹ رکی۔ چند افراد اندر آئے مریسا، چھوٹے قد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مزید پیچھے دب گئی۔ ایک سفید بالوں والے ٹیکنیشن سے اس نے کیفے ٹیریا کے بارے میں سوال کیا۔

اسپتال کا سامنے والا دروازہ استعمال کرنے میں خطرہ تھا۔ لنچ ٹائم تھا اور وہ کیفے ٹیریا کے ہجوم میں زیادہ محفوظ تھی۔

ایلیویٹر سے نکلتے ہی اس نے ٹیکنیشن کے بتائے ہوئے کوریڈور کا رخ کیا اور ذرا دیر میں کیفے ٹیریا میں جا گھسی۔ وہ رکی نہیں بلکہ راستہ بناتی ہوئی سیدھی کچن میں چلی گئی۔ وہاں موجود اسٹاف میں سے کئی ایک سوالیہ نگاہیں اٹھیں۔ تاہم کسی نے زبان نہیں کھولی۔

مریسا، عقبی دروازے سے میڈیسن ایونیو پر نکل آئی۔ اس نے فوراً ہی کیب نہیں پکڑی۔ نصف بلاک کا فاصلہ شمال کی جانب طے کیا پھر مشرق کی سمت مڑ گئی۔ تعاقب سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے پارک ایونیو سے کیب حاصل کی، منزل پر پہنچنے سے قبل ہی اس نے کیب چھوڑ دی اور ایک سپر مارکیٹ میں داخل ہو گئی۔ وہاں سے نکل کر اس نے تھرڈ ایونیو سے دوسری کیب ہائر کی اور ایسکس ہاؤس پہنچ گئی۔

اس کے کمرے کے باہر ڈونٹ ڈسٹرب کی تختی اسی طرح موجود تھی۔ اگرچہ وہ اعتماد محسوس کر رہی تھی تاہم شکاگو میں ہونے والے خوف ناک حملے کی دہشت پوری طرح محو نہیں ہوئی تھی۔ وہ قدرے ہچکچائی اور دروازہ کھول دیا۔

اسے تقریباً یقین تھا کہ اب تک کسی کو نہیں معلوم کہ وہ یہاں فرضی نام سے مقیم ہے۔ محتاط انداز میں اندر داخل ہو کر اس نے کرسی پھنسا کر دروازہ آدھا کھلا رہنے دیا۔

کمرے کی تلاشی لی بیڈ کے نیچے جھانکا۔ کپ بورڈ چیک کیا باتھ روم کا جائزہ لیا۔ ہر چیز جوں کی توں تھی۔ مطمئن ہونے کے بعد اس نے کرسی ہٹا کر دروازہ بند کر دیا۔ اسے لاک کر کے تمام بولٹ اور چین جگہ پر فکس کی اور بستر پر جا گری۔ کچھ دیر بعد اٹھ کر باتھ روم میں گئی۔ فریش ہو کر دوبارہ بستر پر گری تو دو منٹ میں وہ سو چکی تھی۔

☆☆☆

روم سروس کے ذریعے صبح اس نے بھرپور ناشتا کیا پھر خیالات میں گم ہوگئی۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ ایک ہی بات ذہن میں آرہی تھی کہ رالف کے ذریعے وکیل سے رابطہ کر کے تمام پتے اس کے سامنے رکھ دے اور بتادے کہ دائیں بازو کے فزیشنز کا ایک گروپ پرائیویٹ کلینکس اور اسپتالوں میں ایبولا کے ذریعے حملے کر رہا ہے۔ ان کا مقصد ہے کہ HMO پر عوام کا اعتماد ختم ہو جائے۔ مریسا کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا تاہم امکان تھا کہ وکیل اسے کسی سیف ہاؤس میں وقتی طور پر منتقل کرنے کے بعد اس کی بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں چھان بین شروع کر دے۔ وکیل کے لیے یہ ایک بہت بڑا کیس تھا۔ اپنے وسائل اور تجربے کے بل بوتے پر وہ کچھ نہ کچھ نکال ہی لے گا۔

مریسا پہلے ہی بہت زیادہ خطرات مول لے چکی تھی، قسمت اچھی تھی کہ اب تک زندہ تھی۔ تاہم زندگی کے ناقابلِ فراموش واقعات و حادثات سے گزر کر وہ بہت کچھ سیکھ بھی چکی تھی۔ وکیل سے رابطہ کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد مریسا پُرسکون ہوگئی۔

اس نے فون قریب کیا اور رالف کے آفس کا نمبر ملایا۔ اسے حیرت ہوئی جب سیکریٹری کے ذریعے اس کا رابطہ فوراً ہی رالف کے ساتھ کرا دیا گیا۔

''میں فکرمند تھا اسی لیے میں نے عملے کو تمہارے بارے میں خاص ہدایات دے رکھی تھیں تاکہ تمہیں رابطہ کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔'' رالف کی آواز آئی۔

''تم ایک بہت اچھے دوست ہو رالف۔'' مریسا نے کہا۔ رالف کی ہمدردی و فکرمندی نے اسے متاثر کیا تھا۔ اسے لگا کہ وہ کسی بچے کے مانند ہے اور رونے والی ہے۔ تاہم اس نے خود پر قابو پا لیا۔

''تم آج واپس آرہی ہو؟''

مریسا نے ایک گہری سانس لی اور ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ ''رالف، کیا آج وکیل سے بات ہوسکتی ہے؟'' اس کی آواز معالرزاٹھی۔

''تم ٹھیک تو ہو؟'' رالف کی آواز میں تشویش تھی۔

''آئی ایم او کے۔''

''نہیں، آج ممکن نہیں ہے۔ وہ شہر سے باہر ہے۔ کل کسی وقت اس کی آمد متوقع ہے۔'' اس نے بتایا۔

''بری خبر ہے۔'' مریسا نے منہ بنایا۔

''تم ٹھیک ہونا؟ پلیز تم یہاں آجاؤ۔''

''رالف، میرے ساتھ خطرناک حادثات پیش آئے ہیں۔''

''کیسے حادثات؟''

''میں فون پر نہیں بتا سکتی۔'' مریسا نے کہا۔ اسے علم تھا کہ ایسی کسی کوشش کے دوران میں وہ بچوں کی طرح رو پڑے گی۔

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے... تم فوراً یہاں آجاؤ'' رالف نے مشورہ دیا بلکہ زور دے کر کہا۔

''ہاں، شاید یہی ٹھیک ہے۔''

''شاید نہیں بلکہ یقیناً تمہیں یہاں آجانا چاہیے۔''

مریسا اثبات میں جواب دینے ہی جارہی تھی کہ دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی۔ مریسا کا دل زور سے دھڑکا۔ ایک بار پھر دستک ہوئی۔

''مریسا کہاں ہو؟'' رالف کی مضطرب آواز آئی۔

''ایک منٹ، کوئی دروازے پر ہے۔'' وہ بولی۔

''لائن پر رہنا'' مریسا نے ریسیور سائڈ پر رکھا اور دھڑکتے بھڑکتے دل کے ساتھ دروازے کی طرف گئی۔

''کون ہے؟''

''مس کینڈرک کے لیے ڈیلیوری ہے۔'' جواب ملا۔

مریسا نے دروازہ کھولا لیکن چین جگہ پر رہنے دی۔ دروازے میں معمولی خلا پیدا ہوا۔ مریسا نے بیل مین کو کھڑے دیکھا جس کے ہاتھ میں سفید کاغذ میں ملفوف ایک بڑا پیکٹ تھا۔

''ایک منٹ رکو۔'' وہ یہ کہہ کر تیزی سے پلٹی اور فون اٹھا کر رالف کو آگاہ کیا۔ ''میں دوبارہ فون کرتی ہوں۔''

''وعدہ؟''

''ہاں... وعدہ۔''

مریسا واپس ہوئی۔ نیم دروازے سے باہر کا جائزہ

لیا۔ بیل مین مخالف دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

کون ''مس کینڈرک'' کے نام پر یہاں کیا بھیج سکتا ہے؟ مریسا کی دوست ''ویسٹ کوسٹ'' میں آرام سے رہ رہی تھی۔

''کیا ہے اس میں؟''

''پھول۔'' بیل مین نے جواب دیا۔

مریسا پُرسوچ انداز میں پھر فون کی طرف گئی اور ڈیسک کو فون ملا کر تصدیق چاہی۔ جواب مثبت تھا۔ مریسا نے کچھ اطمینان محسوس کیا اور فون بند کر دیا۔ وہ ایک بار پھر دروازے پر تھی۔

''میں معذرت خواہ ہوں۔'' وہ بولی۔ ''تم خیال مت کرنا پیکٹ دروازے کے پاس چھوڑ دو، میں چند منٹ میں لے لوں گی۔''

''نو پرابلم میڈم۔'' اس نے پیکٹ رکھا، ہیٹ کو چھوا اور روانہ ہو گیا۔

مریسا نے چین ہٹا کر دائیں بائیں جھانکا اور پیکٹ اٹھا کر دروازہ اچھی طرح لاک کر دیا۔ اس نے کاغذ پھاڑ کر پیکٹ کھولا موسمِ بہار کے خوش نما پھول نہایت خوب صورت انداز میں سجے ہوئے تھے۔

پھولوں کے ساتھ ایک لفافہ رکھا تھا۔ جس پر اس کی سہیلی کا نام ''لزا کینڈرک'' لکھا تھا۔

مریسا نے لفافے میں سے ایک تہ شدہ کارڈ برآمد کیا، کارڈ پر ''مریسا بلوم'' لکھا تھا۔

مریسا کے دل نے جیسے ایک دھڑکن مس کر دی۔ اس نے سانس روک کر کارڈ پڑھنا شروع کیا۔

''ڈیئر ڈاکٹر مریسا!

شاندار کارکردگی پر مبارک باد قبول کریں۔ بلاشبہ ہم سب متاثر ہوئے ہیں یقیناً ہم پھر آئیں گے لیکن یہ آپ کے معقول رویے پر منحصر ہے۔ ظاہر ہے ہمیں ہر بات کا علم ہے لیکن ہم آپ کو اکیلا چھوڑ دیں گے، بھول جائیں گے اگر آپ وہ طبی آلہ واپس کر دیں جو آپ نے شاید عاریتاً لیا ہے۔

خیر خواہ''

مریسا کے ہاتھ واضح طور پر کانپ رہے تھے۔ خوف کے اندھیرے نے اس کے وجود کو نگلنا شروع کیا۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ خوش رنگ پھول نہیں، زہریلے بچھو ہوں۔

معاً اس کا سکتہ ٹوٹ گیا افراتفری اور بدحواسی میں اس نے سامان سمیٹنا شروع کیا۔ الماری کی درازیں کھول کر اس نے چند چیزیں نکالیں اشیا اٹھاتے اٹھاتے معاً وہ ایک بار پھر جم سی گئی۔ وہ ہاتھوں میں موجود ذاتی اشیا کو گھور رہی تھی جن کو اس نے وہاں نہیں رکھا تھا۔

اس کا ابتدائی اندازہ غلط تھا کہ کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا۔ وہ خطرناک لوگ پہلے ہی اس کے کمرے کی تلاشی لے چکے تھے۔

''اوہ گاڈ'' مریسا نے سر تھام لیا۔ اس کا جسم لرز رہا تھا۔ نکلو یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔ وہ باتھ روم کی طرف بھاگی۔ وہ کاسمیٹکس کو اندھا دھند بیگ میں ٹھونس رہی تھی۔

اچانک اس کے خوف زدہ ذہن نے اشارہ دیا، وہ ٹھٹک گئی۔ کارڈ کی تحریر کے مطابق وہ لوگ ابھی تک ویکسی نیشن گن سے محروم تھے یعنی... یعنی ٹیڈ ملوث نہیں تھا۔ نہ ٹیڈ کو اور نہ ہی کسی اور کو پتا تھا کہ وہ فرضی نام سے ایسکس ہاؤس میں ٹھہری ہوئی ہے۔ ایک ہی راستہ تھا کہ وہ شکاگو ائرپورٹ سے ہی اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

جتنی جلد ممکن ہو، مریسا کو ایسکس ہاؤس سے نکل جانا چاہیے۔ اس نے بدحواسی میں جو کچھ جمع کیا تھا، اسے سوٹ کیس میں بھر دیا لیکن سوٹ کیس نے اس بے تکی پیکنگ پر بند ہونے سے انکار کر دیا۔ وہ سوٹ کیس پر بیٹھ کر اسے بند کرنے کے لیے زور لگانے لگی۔

مریسا کی بہکی نظر پھولوں پر پڑی۔ دفعتاً ذہن میں جھما کا ہوا۔

''آہ... وہ اسے دہشت زدہ کر کے باہر نکالنا چاہتے تھے باہر نکلتے ہی وہ سیدھی ان کے شکنجے میں جا پھنستی جو وہ چاہتے تھے۔ مریسا بالکل وہی کر رہی تھی۔

اس نے سوٹ کیس چھوڑ دیا اور بستر پر بیٹھ کر ذہن کو پُرسکون کرنے کی سعی شروع کر دی۔ اس وقت اس کا سب سے قیمتی اثاثہ اور ہتھیار اس کا ذہن تھا اور وہ اپنے واحد ہتھیار کو بار بار کند کر رہی تھی۔ تلاشی کے دوران انہیں کچھ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ مریسا کو ایک فی صد شک نہیں تھا کہ وہ اب اسے بدحواسی کے عالم میں باہر نکالنا چاہتے تھے۔ وہ پھولوں کو گھور رہی تھی۔ بدمعاش قاتلوں کی چال وہ انہی پر الٹا دے گی۔

پھولوں نے جو دہشت پھیلائی تھی وہ ان کے لیے اس سے کہیں زیادہ افراتفری پھیلائے گی۔ مریسا نے PAC کے آفیسرز کی فہرست نکالی، وہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ

سیکریٹری جیک کراس نیویارک کا رہائشی ہے۔

426 ایسٹ 84 اسٹریٹ۔ مریسا نے پتا یاد کرلیا۔

وہ فیصلہ کرچکی تھی کہ جیک کے گھر ایک غیر اعلانیہ وزٹ کرے گی۔ ممکن ہے کہ گروپ کے تمام ڈاکٹرز کو اصل کہانی کا علم نہ ہو۔ اس بات پر یقین کرنا مشکل تھا کہ مخصوص گروپ میں شامل تمام ڈاکٹرز ایبولا کی خون آشامی سے خوش ہوں یا اس معاملے میں سب ہم خیال ہوں۔

دوسرے یہ کہ مریسا کی یہ ناقابلِ یقین حرکت کسی کے سان و گمان میں نہ ہوگی اور جو کھلبلی مچے گی، اس کے تصور سے ہی وہ بے اختیار مسکرا اٹھی۔

جو منصوبہ اس کے ذہن میں تشکیل پا رہا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ پہلے یہاں سے بحفاظت نکلنے کا بندوبست کرے۔

مریسا اٹھی اور منیجر کو فون ملایا۔ اس نے برہم آواز میں شکایت کی کہ فرنٹ آفس ڈیسک سے اس کے کمرے کا نمبر اس کے سابقہ بوائے فرینڈ کو فراہم کیا گیا جو اسے پہلے بھی پریشان کرتا رہا ہے۔

”یہ ناممکن ہے۔“ منیجر بوکھلا سا گیا۔ ”یہ ہماری پالیسی کے خلاف ہے۔“

”مجھے نہیں پتا، نہ میں بحث کے موڈ میں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوچکا ہے۔ وہ ایک پُرتشدد شخص ہے۔ میرے لیے خوامخواہ کی پریشانی کھڑی ہوگئی ہے اور میں خوف زدہ ہوں۔“ مریسا نے آواز مزید بلند کردی۔

”میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں؟“ منیجر کی آواز میں پریشانی تھی۔

”کس نے یہ حرکت کی ہے؟ یہ تمہارا مسئلہ ہے فی الوقت تم مجھے دوسرا کمرا فراہم کرو۔“ مریسا کی آواز میں درشتگی تھی۔

”میں خود ہینڈل کرتا ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔“

”ایک اور بات۔“ مریسا کی برہمی برقرار تھی۔ ”اس کے بال بھورے ہیں، آنکھیں نیلی ہیں دیکھنے میں ایتھلیٹ لگتا ہے۔ ناک اونچی ہے اگر وہ نظر آئے تو اپنے اسٹاف کو الرٹ رکھو۔“

”آپ بے فکر ہوجائیں۔“ منیجر نے جواب دیا۔

☆☆☆

ایل نے آخری کش لے کر سگریٹ کا ٹوٹا ایک جانب اچھال دیا۔ کیب میں جھانکا جہاں جارج پُرسکون انداز میں بیٹھا تھا۔ انتظار کرنے میں جارج کو کوئی تکلیف نہیں تھی۔

ایل نے سڑک کے پار ایسکس ہاؤس کو دیکھا۔ جیک اندر لابی میں تھا۔ ایل کو یقین تھا کہ لڑکی، جیک کی نظروں میں آئے بغیر ہوٹل کا عقبی راستہ استعمال نہیں کرسکتی۔

پھول ملتے ہی لڑکی اڑتی ہوئی ہوٹل سے نکلے گی۔ اس بارے میں ایل حد سے زیادہ پُریقین تھا اور اسے ہونا بھی چاہیے تھا لیکن اب اس کی سوچ میں حیرت کا عنصر آ رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ”لڑکی سپر اسمارٹ ہے یا پھر [illegible]“

ایل نے گھڑی دیکھی اور دوسری سگریٹ نکال کر کیب میں جھانکا۔ جارج کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ ایل نے مسکرانے کی کوشش کی تاہم اپنے تناؤ کو پوشیدہ رکھنے میں ناکام رہا۔ مزید برآں جارج کا مخصوص سکون، ایل کو اور ہیجان میں مبتلا کررہا تھا۔

گن واپس ملنے تک وہ صرف لڑکی کا تعاقب کرسکتے تھے۔ ان کی توقعات کے قطعی برعکس وہ ابھی تک ہوٹل میں تھی۔

”کیا وقت ہوگیا؟“ ایل سگریٹ پر سگریٹ سلگا رہا تھا۔

اچانک رند بلانوش، بدمستوں کا ایک ٹولہ جھومتا جھامتا قہقہہ بار، خرمستیوں میں مگن ہوٹل سے نمودار ہوا۔ ٹولے کے اراکین نے تیز رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ جن پر ان کے ناموں کے ٹیگ نمایاں تھے۔ آنکھوں پر پلاسٹک سن وائزر موجود تھے۔ ناموں کے ٹیگ کے ساتھ سائیکو کا گویا بنا ہوا تھا غالباً یہ بادہ نوش گروپ چھٹی پر تھا۔

ہوٹل کے قریب لیموزین گاڑیوں کی ایک قطار تھی۔ ڈور مین کے اشارے پر ٹولہ گاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ گاڑیوں کے دروازے کھلنے لگے۔

ایل نے بے چینی سے جارج کے شانے پر ہاتھ مارا۔ وہ ہوٹل کے ریوالونگ ڈور کی جانب اشارہ کررہا تھا۔ ویسا ہی ایک اور لیکن زیادہ نفوس کا ٹولہ ہاؤ ہو کرتا باہر آرہا تھا۔ بڑے ٹولے کے دو افراد نے ایک خاتون کو، جو ویسے ہی حلیے میں تھی سنبھالا ہوا تھا۔ موصوفہ نے یقیناً اوقات سے زیادہ چڑھا رکھی تھی۔

جارج آنکھیں سکیڑ کر خاتون کو تاڑ رہا تھا۔ ذرا دیر میں وہ بھی دیگر افراد کے ساتھ ایک لیموزین میں غائب ہوگئی۔

جارج، ایل کی طرف مڑا۔ ”کچھ کہہ نہیں سکتا، اس کے بال مختلف رنگت کے تھے۔ یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔“

"میں بھی پہچان نہیں سکا۔" ایل نے جھلا کر ایک اور سگریٹ سلگائی تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد ایل دوڑ کر کیب میں گھس گیا۔

"تعاقب کرو دوسری گاڑی یہی رک کر دیکھے گی اگر وہ باہر نکلتی ہے۔" اس نے حکم جاری کیا۔

☆☆☆

مریسا نے لیموزین میں سے عقب میں جھانکا۔ وہ ہوٹل کے داخلی دروازے کو تک رہی تھی۔ اس گروپ میں شامل ہونے کے لیے منیجر نے اس کی مدد کی تھی۔ کہانی وہی نامعقول ایکس بوائے فرینڈ کی تھی۔ آنکھ کے کونے سے اس نے کیب پارکنگ کی جانب سے ایک آدمی کو نکلتے دیکھا جو دوڑتا ہوا وہاں کھڑی کیب میں بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں ایک بس نے درمیان میں آکر منظر چھپالیا۔

مریسا سیدھی ہوکر بیٹھ گئی اسے یقین تھا کہ تعاقب شروع ہوچکا ہے۔ تاہم وہ پُرسکون تھی پیچھا کرنے والے قریباً ایک بلاک پیچھے تھے۔ جیسے ہی لیموزین نے ففتھ ایونیو کا موڑ کاٹا، مریسا نے شور مچادیا۔ وہ ڈرائیور کو رکنے کے لیے کہہ رہی تھی۔

مریسا نے منہ بنایا ہوا تھا جیسے قے کرنے والی ہے۔

ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ رکتے رکتے وہ دروازہ کھول کر کود گئی اور ڈرائیور کو جانے کا اشارہ کیا۔ اس نے کندھے اچکا کر لیموزین آگے بڑھادی۔

مریسا سامنے موجود بڑے سے بک اسٹور میں داخل ہوگئی۔ وہ زیادہ اندر نہیں گئی تھی اور ایک کتاب اٹھا کر شیلف کی آڑ سے شیشے کے باہر دیکھنے لگی۔ اس نے تعاقب کرنے والی کیب کو تیزی سے موڑ کاٹ کر لیموزین کے پیچھے جاتے دیکھا۔ عقبی نشست پر وہ بھورے سر کی جھلک دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

☆☆☆

وہ مکان نیویارک کے لگژری ہاؤس سے مختلف تھا۔ کسی قدیم طرز کے قلعے کے مانند۔ اس کی تنگ کھڑکیوں میں بل کھاتی ہوئی آہنی گرلز نصب تھیں۔ سامنے کے دروازے کو آہنی گیٹ کے ذریعے تحفظ دیا گیا تھا۔ قلعہ نما، کئی منزل بلند تھا مریسا سڑک کی دوسری جانب سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے حیران کن فیصلے کے مضمرات کا تخمینہ بھی جوڑ رہی تھی۔

نہایت کم امکان تھا کہ ڈاکٹر کراس اپنے گھر نما اسپتال یا اسپتال نما گھر میں اس کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔ مریسا نے اطراف کا جائزہ لیا اور سڑک پار کی۔ رک کر پھر دائیں بائیں دیکھا پھر سیڑھیاں طے کرکے گیٹ تک پہنچ گئی۔ گیٹ کھلا تھا اس کے عقب میں چوبی دروازہ تھا۔

مریسا نے گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ ایک منٹ کے انتظار کے بعد اس نے دوبارہ بٹن کو پش کیا۔

"یس؟" دروازہ اچانک کھلا۔ ایک خاتون سوالیہ نظروں سے مریسا کو دیکھ رہی تھی۔

"میں ڈاکٹر کراس سے ملنا چاہتی ہوں۔" مریسا کی آواز مستحکم اور لہجہ بااختیار تھا۔

"آپ نے پہلے سے وقت لیا ہے؟"

"نہیں۔" مریسا نے جواب دیا۔ "ڈاکٹر کو بتاؤ کہ میں یہاں ایمرجنسی میں PAC کے معاملے میں بات کرنے آئی ہوں۔ اتنا کافی ہے۔"

خاتون کے چہرے پر الجھن ہویدا تھی۔ مریسا کے انداز کو دیکھ کر وہ نام پوچھنا بھی بھول گئی۔

چند منٹ بعد دروازہ کھلا۔ خاتون نے مریسا کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ مریسا، اس کی رہنمائی میں آگے بڑھتی رہی اور ایک لائبریری تک جا پہنچی۔ خاتون نے اسے لائبریری میں انتظار کرنے کے لیے کہا اور خود باہر چلی گئی۔

مریسا، لائبریری کا جائزہ لینے لگی۔ وہ حیرت انگیز طور پر پُراعتماد تھی۔

"انتظار کی زحمت کے لیے معذرت خواہ ہوں۔" ایک مسکین سی آواز نے مریسا کو متوجہ کیا۔

مریسا نے پلٹ کر ڈاکٹر کو دیکھا۔ ڈاکٹر کی شخصیت، تاثرات اور آنکھیں مریسا کے ذہن میں جو تصویر بنا رہی تھیں، وہ بالکل مختلف تھی۔ وہ کسی رخ سے PAC کی گندگی کا حصہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"معذرت مجھے کرنی چاہیے۔" مریسا نے کہا۔ "میں نے غلط وقت پر آپ کو پریشان کیا۔" مریسا نے شائستگی اختیار کی۔

"کوئی بات نہیں، بیٹھ جاؤ۔ میں کس کام آسکتا ہوں؟" ڈاکٹر کراس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

مریسا نے آگے جھک کر ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔

"میرا نام مریسا ہے۔ ڈاکٹر مریسا بلوم۔" مریسا نے بغور ڈاکٹر کو دیکھا۔ تاہم اسے ڈاکٹر کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی یا تو وہ مریسا کے نام سے ہی بے خبر تھا یا پھر بہت بڑا اداکار تھا۔

مریسا نے تعارف کو مزید آگے بڑھایا۔ "میں سی ڈی

سی میں EIS آفیسر ہوں۔'' مریسا کی نگاہیں بدستور ڈاکٹر کے چہرے پر تھیں۔ مریسا نے اس کی آنکھوں کو سکڑتے ہوئے دیکھا۔

''میری ملازمہ نے بتایا تھا کہ تم PAC کے بارے میں بات کرنے آئی ہو۔'' ڈاکٹر کی آواز کا ابتدائی نرم تاثر بدل گیا۔

''ٹھیک بتایا تھا۔'' مریسا بولی۔ ''میں پہلے یہ جاننا چاہوں گی کہ آپ کے علم میں ایسی سرگرمیاں ہیں جو سی ڈی سی کے لیے تشویش کا باعث بن رہی ہوں؟''

''کس کی سرگرمیاں؟''

''PAC کی۔''

اس مرتبہ ڈاکٹر کراس کے جبڑے بھنچ گئے۔ اس نے ایک طویل سانس کھینچ کر خود پر قابو پایا اور بولنا شروع کیا۔ ''PAC، امریکن میڈیسن کی ساکھ کو بچانے کی کوشش کر رہی ہے جس کو بعض عوامل سے خطرہ ہے۔ PAC کا مقصد .... شروع سے یہی ہے۔''

''یہ ایک نوبل کاز ہے۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ ''لیکن PAC یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے کن خطوط پر کام کر رہی ہے یا کیا ذرائع استعمال کر رہی ہے؟''

''PAC، سمجھ دار قانون سازی کرنے والوں کو سپورٹ کر رہی ہے۔'' اس نے مختصر جواب دیا۔

''ڈاکٹر، بدقسمتی سے آپ کی آدھی بات ٹھیک لگتی ہے لیکن PAC اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کر رہی ہے جس پر سی ڈی سی کو تشویش ہے اور یہ تشویش بجا ہے۔'' مریسا نے پیش قدمی کی۔ ''میں درحقیقت آپ کی شخصیت سے متاثر ہوں اور یہ بات کہنا چاہتی تھی لیکن اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ PAC غیر قانونی اور خطرناک ذرائع کا سہارا لے رہی ہے۔''

''میرے خیال میں مزید گفتگو کی گنجائش نہیں ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں۔'' ڈاکٹر کھڑا ہو گیا۔

''مجھے یقین ہے کہ مختلف مقامات پر بار بار ایبولا جیسے ہولناک وائرس سے جو ہلاکتیں ہو رہی ہیں، اس کی ذمے دار PAC ہے اور آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ PAC کے ذمے داران کے لیے یہ کتنی تباہ کن ثابت ہو گی۔'' مریسا نے لہجہ قدرے سخت کر لیا۔ وہ خود بھی کھڑی ہو گئی۔

''بکواس، ناقابلِ یقین۔'' ڈاکٹر ٹھٹک گیا۔

''میرے پاس تمام کاغذات ہیں۔ میں PAC کے تمام آفیسرز کو جانتی ہوں۔ گرے سن، جارجیا میں پروفیشنل لیب سے ثبوت حاصل کر چکی ہوں کہ وہ لوگ ہیپا فلٹر سسٹم خرید چکے ہیں جو خطرناک وائرس پر تجربات کرنے کے لیے حفاظت کے نقطۂ نظر سے خاص قسم کی لیب میں استعمال ہوتا ہے۔ ایسا سسٹم صرف سی ڈی سی کے پاس ہے۔ پروفیشنل لیب میں اس کی موجودگی کا کیا مطلب ہے؟ میرے پاس وہ ویکسی نیشن گن بھی ہے جس کے ذریعے انڈیکس کیسز میں ایبولا کو متعارف کروایا جاتا ہے۔'' مریسا نے آخری کیل بھی ٹھونک دی۔

ڈاکٹر کے چہرے پر پہلے بوکھلاہٹ نظر آئی پھر اس کی جگہ غصے نے لے لی۔ ''گیٹ آؤٹ۔'' وہ برافروختہ نظر آنے لگا۔

''بخوشی۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''تاہم مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسی معقول شخصیت غالباً انجانے میں اس چکر میں الجھ گئی ہے کاش آپ بات کو سمجھ لیں۔'' مریسا چل پڑی۔

ڈاکٹر اپنی جگہ کھڑا تھا۔ مریسا کچھ دور جا کر رک گئی۔ ''آپ کا شکریہ آپ نے ملاقات کے لیے وقت دیا۔'' مریسا نے اظہار تشکر کیا۔ ''آپ کو ڈسٹرب کرنے پر میں معذرت خواہ ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ PAC کے ان چند آفیسرز میں سے ایک ہیں جو اس ہارر مووی کا اینڈ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ مجھے خوشی ہو گی شاید آپ گواہ بن کر اس بھیانک ڈرامے کو روک دیں۔ ایسا ہو سکتا ہے مجھے امید ہے۔ گڈ ڈے، ڈاکٹر کراس۔''

مریسا نارمل قدموں کے ساتھ واپس جا رہی تھی اگرچہ اس کا دل پُرشور انداز میں دھڑک رہا تھا، ذہن کہہ رہا تھا۔ ''بھاگو۔''

اگر اس کا اندازہ غلط اور ڈاکٹر یا کسی اور آدمی نے اسے دبوچ لیا تو اس کی لاش اس قلعہ نما اقامت گاہ میں دفن ہو گی۔

عقب میں کوئی آہٹ نہیں تھی۔ مریسا نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر ہکا بکا کھڑا ہے۔ ملازمہ کی ہمراہی میں وہ باہر نکل گئی۔ سڑک پار کرتے ہی اس نے دوڑ لگائی اور ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہو گئی۔

☆☆☆

کچھ دیر بعد ڈاکٹر کراس کے حواس بحال ہوئے۔ اس کے بدترین خواب کی تعبیر کھل کر سامنے آ گئی تھی۔ اس کی گن دوسری منزل پر موجود تھی۔ اسے خود کو ہلاک کر لینا چاہیے یا پھر وکیل سے بات کرے۔ گواہ بننے کے بعد کتنی

بچت ہے؟ بدحواسی نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی تھی بالآخر وہ تھکے تھکے قدموں سے چل کر ڈیسک تک پہنچا اور دروازہ کھول کر ایڈریس بک نکالی۔ وہ اٹلانٹا کال کر رہا تھا۔

دوسری جانب سے جوشوا جیکسن کی آواز آئی۔ ”کیا بات ہے ڈاکٹر جیک کراس؟“

ڈاکٹر نے مریسا کی آمد کا احوال بتایا۔ ”جوشوا، تم نے وعدہ کیا تھا کہ لاس اینجلس کے بعد ایبولا سامنے نہیں آئے گا لیکن ایسا نہیں ہوا پھر تم نے کہا کہ دوسری بار یہ حادثاتی طور پر ہوا ہے لیکن یہ بھیانک سلسلہ مزید آگے بڑھ گیا ہے۔ PAC گلے گلے اس دلدل میں اتر گئی ہے یہ...“

”آرام سے ڈاکٹر آرام سے ... پُرسکون رہو۔“ جوشوا کی آواز آئی۔

”کون ہے یہ مریسا بلوم؟“

”کیوں پوچھ رہے ہو؟“

”بہت خوب بتایا تو وہ یہاں آئی تھی اور ایبولا کی وباؤں کی ذمے داری PAC کے سر پر تھوپ گئی ہے۔“

”وہ جھوٹ بول رہی ہے۔“

”اس کے پاس ثبوت ہیں۔“ ڈاکٹر کراس نے کہا۔

”کیا وہ تمہارے گھر پر ہے؟“ جوشوا نے سوال کیا۔

”اتنی احمق نہیں ہے، وہ جا چکی ہے۔ آخر وہ ہے کون؟“

”سی ڈی سی کی ایپی ڈیمیالوجسٹ ہے۔ خوش قسمت ہے، ورنہ ہیبر لنگ اب تک اس سے جان چھڑا چکا ہوتا۔“ جوشوا نے بتایا۔

”صورت حال انتہائی خراب ہو چکی ہے۔ میں تمہیں یاد دلانا چاہوں گا کہ میں اس پروجیکٹ کے ہی خلاف تھا جبکہ بات اس وقت تک صرف انفلوئنزا وائرس تک تھی۔“ ڈاکٹر کراس کی آواز میں ناگواری کے ساتھ پریشانی تھی۔

”وہ تم سے کیا چاہتی تھی؟“ جوشوا جیکسن نے سوال کیا۔

”کافی پینے آئی تھی۔“ ڈاکٹر کراس نے بھڑک اٹھا۔

”پلیز ڈاکٹر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم پُرسکون رہو۔“

”میں حیران ہوں کہ وہ یہاں پہنچی کیسے؟ اس سے بڑھ کر اس کے پاس اتنی معلومات کہاں سے آگئیں؟“

”بات کریں گے اس پر تم یہ بتاؤ، وہ تم سے کیا چاہ رہی تھی؟“

”وہ مجھے ڈرا رہی تھی اور اس نے اچھا خاصا ہوم ورک کر رکھا ہے۔ اس کے پاس PAC کے تمام آفیسرز کے نام اور پتے ہیں نیز وہ باری باری سب کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔“

”کیا اس نے بتایا تھا کہ اب وہ کس طرف جائے گی؟“

”لگتا ہے کہ تم لوگ شروع سے اسے احمق خیال کر رہے ہو۔ جب ہی وہ اچھی خاصی مصیبت بن چکی ہے۔ بھلا وہ مجھے کیوں بتائے گی کہ اب وہ کس جانب روانہ ہو رہی ہے؟“

”تم کیوں اتنے پریشان ہو رہے ہو؟“

”بات پریشانی سے بڑھ کر ہے تم جانتے ہو کہ سان فرانسسکو کا ڈاکٹر ٹائی مین، مجھ سے زیادہ اس پروجیکٹ کے خلاف تھا۔ ذرا سوچو کہ اگر اس نے ٹائی مین سے ملاقات کر لی تو کیا ہوگا؟“ ڈاکٹر کراس نے حقیقی خطرے کا اظہار کیا۔

”گھبرانے کی بات نہیں ہے۔“ جوشوا نے پھر دلاسا دیا۔ ”میں تمہاری پریشانی سمجھ سکتا ہوں۔ اگر بات بگڑ بھی گئی ہے تو ہیبر لنگ وائرل لیب کو صاف کر دے گا۔ کسی ناگہانی کی صورت میں وہاں صرف کم خطرناک وائرس اور بیکٹیریا اسٹڈی کی لیب ہی دریافت ہو سکے گی۔ اسی دوران میں اسے لڑکی کے عزائم کی اطلاع کر دیتا ہوں۔ وہ کچھ نہ کچھ کر لے گا... ہم اسے ڈاکٹر ٹائی مین تک نہیں پہنچنے دیں گے۔“

”جوشوا، وہ لڑکی فتنہ ہے۔ وہ خود ایک وائرس ہے۔ تم کیا سمجھ رہے ہو کہ ایک نازک سی لڑکی تن تنہا اتنا سب کچھ کر سکتی ہے بغیر کسی پروٹیکشن اور سہارے کے؟“

”تمہیں شاید پتا نہیں ہے کہ وہ تنہا ہے۔ پولیس اسے تلاش کر رہی ہے اور سی ڈی سی بھی اس کی ہمنوا نہیں ہے۔“

”میں سمجھا نہیں؟“ ڈاکٹر کراس نے تعجب کا اظہار کیا۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

”لمبی بات ہو جائے گی پھر بتاؤں گا میری بات کا یقین کرو۔ ہم اسے جلد پکڑ لیں گے وہ کوئی فتنہ نہیں ہے بس قسمت کی دھنی ہے اور کچھ جنونی ہے بہرحال ہم سے بھی کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اب تم آرام کرو۔ میں رابطہ کروں گا۔“ جوشوا نے بات ختم کرنے کا اشارہ دیا۔

ڈاکٹر کراس نے فون رکھ دیا۔ اس کا اعصابی تناؤ کچھ کم ہو گیا تھا۔ تاہم اس نے فیصلہ کیا کہ وہ صبح اپنے اٹارنی کو فون

بی پڑوسن! کیا مجھے دس انڈے اور
آدھا کلو گوشت ادھار مل سکتا ہے

کرے گا۔ اسے معلومات رکھنی ضروری تھی کہ وعدہ معاف گواہ بننے کی صورت میں کیا فوائد یا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆

مریسا کی کیب لانگ آئی لینڈ ایکسپریس وے پر تھی۔ وہ پرس میں سے PAC کے آفیسرز کی فہرست نکال کر پڑھ رہی تھی۔ اس کا پہلا وزٹ کامیاب رہا تھا۔ اگرچہ اسے مکمل آگاہی نہیں تھی کہ وہاں سے نکلنے کے بعد کیا ہلچل مچی تاہم اس کے خیال میں اس نے اپنا کام صفائی سے کیا تھا۔ یہ بھی اتفاق ہی رہا کہ پہلی مڈبھیڑ ہی شریف النفس ڈاکٹر سے ہوئی تھی۔

فہرست کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ اس کے پاس فیصلہ کرنے کے لیے کوئی منطق نہیں ہے کہ اب اسے کس سے ملنا چاہیے؟ اسے قریب ترین ڈاکٹر کی طرف جانا چاہیے تھا۔ یہ آسان تھا لیکن اس میں خطرہ بھی تھا کیونکہ اس کے پیچھے جو خطرناک افراد لگے ہوئے تھے، وہ بھی یہی توقع کررہے ہوں گے کہ اس کا اگلا وزٹ قریبی ڈاکٹر کا مسکن ہی ہونا چاہیے۔ مریسا نے دھوکا دینے کے لیے بعید ترین ڈاکٹر کے نام پر نشان لگایا۔ سان فرانسسکو کا ڈاکٹر سنکلیئر ٹائی مین۔

اس نے کیب ڈرائیور کو تبدیل شدہ پروگرام سے آگاہ کیا اور کینیڈی ائرپورٹ چلنے کے لیے کہا۔

ائرپورٹ پر اس نے کیش کی صورت میں ادائیگی کی۔ فرضی نام استعمال کیا اور نیوز اسٹینڈ سے اخبار خرید لیا۔

صورتِ حال ہی کچھ ایسی بن گئی تھی کہ وہ رالف کو ایسکس ہاؤس سے دوبارہ فون نہیں کرسکی تھی۔ مریسا نے ائرپورٹ سے اس کا نمبر ملایا۔

"میں تمہیں آخری بار معاف کررہا ہوں۔" رالف کی آواز میں تکدر تھا۔ "وہ بھی اس صورت میں کہ تم فوراً واپس آجاؤ۔"

مریسا کو واقعی افسوس تھا۔ اس نے احتیاط سے الفاظ کا چناؤ کیا۔ "میری خواہش ہے کہ میں آج تم سے مل سکوں لیکن..."

"مجھے مت بتانا کہ تم نہیں آسکتیں۔" رالف کی آواز سے پتا نہیں چلا کہ وہ ناراض ہے یا مایوس۔ "کل دوپہر کو تمہیں اٹارنی کوئن لن سے ملنا ہے، میں نے انتظام کردیا ہے..."

"رالف، پلیز اس ملاقات کو ملتوی کرنا پڑے گا۔ نہایت اہم معاملہ درپیش ہے اور مجھے ہر صورت سان فرانسسکو جانا ہے۔ میں اس وقت یہاں سے تمہیں تفصیل نہیں بتاسکتی۔ بات طویل ہوجائے گی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس روز میں مجبور تھی، تمہیں دوبارہ فون نہیں کرسکی۔ مجھے یقین ہے کہ تم معاف کردو گے۔"

"مریسا، آخر کیا تماشا ہورہا ہے؟ تم کہاں کہاں ماری پھررہی ہو؟" رالف کی آواز میں فرسٹریشن نمایاں ہوگیا۔

"رالف مجھے تمہاری پریشانی کا احساس ہے۔ تمہارے احساسات مجھے سہارا دیتے ہیں لیکن سب کچھ انڈر کنٹرول ہے۔ میں جو کچھ کررہی ہوں، وہ اٹارنی میک کوئن لن..." اچانک وہ رک گئی۔ میک کوئن لن؟ اسے معاً یہ نام شناسا سا لگا تھا۔ اس نے دماغ پر زور دیا لیکن ناکام رہی۔ اس نے یہ نام کہاں سنا تھا یا اس کا وہم ہے۔

"کیا ہوا؟" رالف نے استفسار کیا۔

"میں کہہ رہی تھی کہ جو کچھ میں کررہی ہوں، وہ اٹارنی کے کام کے لیے از حد مددگار ثابت ہوگا، مجھ پر بھروسا کرو۔"

"میرا دماغ چکرا گیا ہے، سمجھ نہیں آتا کیا کہوں، ہر مرتبہ تم آتے آتے غائب ہوجاتی ہو یا بات ادھوری چھوڑ دیتی ہو۔" رالف کی آواز میں مایوسی جھلک رہی تھی۔

"مجھے جہاز میں سوار ہونا ہے۔ میں ہر ممکن کوشش کروں گی کہ جلد ہی تمہیں فون کروں۔"

رالف خاموش رہا۔ مریسا نے فون رکھ دیا۔ اس نے گہری سانس لی۔ رالف حساس تھا اور واقعی مریسا کی جانب

نے فکر مند تھا لیکن وہ ابھی اٹلانٹا واپس نہیں جاسکتی تھی۔

☆☆☆

''اپنی بکواس بند کرو۔'' ایل بھنا اٹھا۔ جیک چپ ہوگیا۔ جیک اور ایل کیب میں تھے جبکہ جارج ایسکس ہاؤس کی لابی میں بیٹھا تھا۔ ایل کو احساس تھا کہ لڑکی ان سب کو غچا دے کر نکل گئی ہے۔ وہ لکی ہے یا نہیں تاہم ہوشیار ضرور تھی۔ وہ لوگ واپس ایسکس ہاؤس آگئے تھے۔

واپس آکر اس نے جیک کو ہوٹل میں بھیجا کہ وہ چیک کرے آیا مس کینڈرک کی رجسٹریشن موجود ہے یا نہیں... رجسٹریشن موجود تھی۔

ایل خود اندر گیا اور لڑکی کے کمرے کے پاس سے گزرا، کمرا خالی تھا اور اس کی صفائی کی جارہی تھی مزید براں یہ ہوا کہ ہاؤس ڈیٹیکٹیو نے منیجر کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق اسے پہچان لیا اور وارننگ دے ڈالی کہ وہ لڑکی کا پیچھا چھوڑ دے۔

ایل دنگ رہ گیا۔ لڑکی نے اسے بدمعاش سابقہ بوائے فرینڈ کی حیثیت دے کر منیجر سے شکایت کردی تھی۔

''مکار حسینہ۔'' وہ بڑبڑایا۔ بہرحال اسے ہوٹل سے نکلنا پڑا۔ اس کی پیشہ ورانہ حس کہہ رہی تھی کہ چڑیا اڑ گئی ہے اور وہ لوگ وہاں محض وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ بڑبڑاتا ہوا دائیں بائیں ٹہل رہا تھا۔ اسے شک ہونے لگا کہ لڑکی ڈاکٹر ہے بھی یا نہیں یا کوئی اور معاملہ ہے۔

اس نے فی الفور ہیبر لنگ کو فون ملایا۔ پہلا سوال ہی یہ کیا کہ لڑکی کون ہے ڈاکٹر یا ایف بی آئی ایجنٹ؟

ہیبر لنگ نے سخت جواب دیا۔ ''احمقانہ سوال ہے، اپنی ناکامی کو چھپانے کی کوشش مت کرو۔ پانچ فٹ قد کی 100 پونڈ کی چھوکری تم مسٹنڈوں کو متواتر چکر دے رہی ہے۔ میں نے تمہیں ریمبو کو پکڑنے نہیں بھیجا ہے۔ PAC تم لوگوں پر ہزاروں ڈالرز فی یوم خرچ کر رہی ہے اور اب ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا ہے۔ کہاں دفن ہوگئی تم لوگوں کی پیشہ ورانہ مہارت؟''

''اس کی قسمت اچھی ہے۔'' ایل کی آواز لٹک گئی۔

''تاہم وہ عام ڈاکٹروں سے زیادہ ہوشیار ہے۔''

''میں کچھ نہیں جانتا۔'' ہیبر لنگ نے تڑخ کر کہا۔ ''صاف بولو کہ وہ پھر تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ کہاں ہے وہ اس وقت؟''

''میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔'' ایل نے مردہ دلی سے جواب دیا۔

''شاندار... بہت اچھے۔'' ہیبر لنگ نے کھلا مضحکہ اڑایا۔ ''میں یہاں بیٹھے بیٹھے بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ وہ ڈاکٹر کراس کے گھر پہنچ گئی تھی اور اسے اچھا خاصا خوف زدہ کر کے نکل گئی ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ وہ PAC کے ہر آفیسر سے ملے گی۔ ڈاکٹر ٹائی مین کا معاملہ سب سے نازک ہے۔ دفع ہوجاؤ اور اسے ٹائی مین تک نہ پہنچنے دو۔'' ہیبر لنگ نے فون پٹخ دیا۔

ریسیور ابھی تک ایل کے کان سے لگا ہوا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس نے ابھی ابھی کیا سنا ہے، آہستہ آہستہ اس نے ریسیور نیچے رکھ دیا۔ اس کی غلط فہمی دور ہوچکی تھی کہ وہ ایک آسان شکار کے پیچھے ہے۔

☆☆☆

وہ لوگ سان فرانسسکو کے سینٹرل ٹرمینل میں تھے۔ امریکن فلائٹ قبل ازیں ڈیڑھ گھنٹے ڈلاس میں رکی تھی پھر لاس ویگاس میں تاخیر ہوئی۔

جیک کے ہاتھ میں بریف کیس اور بریف کیس میں ویکسی نیشن گن تھی۔ اسی گن کے ذریعے ڈاکٹر مہتا کو رہزنی کی آڑ میں ایبولا وائرس منتقل کیا گیا تھا۔ ان سب کا حلیہ خاصا بگڑ چکا تھا۔ شیو اور شاور کا موقع بھی نہیں ملا تھا اور سوٹ بھی سلوٹوں سے پُر تھے۔

موجودہ سچویشن کے بارے میں ایل جتنا سوچتا، مزید فکر مند ہوجاتا۔ لڑکی چار شہروں میں سے کہیں بھی ہوسکتی تھی، یہ کوئی سیدھا صاف نشانہ نہیں تھا۔ اگر وہ بروقت ہاتھ آ بھی گئی تو وہ ویکسی نیشن برآمد کیے بغیر اسے ٹھکانے نہیں لگا سکتے تھے۔ اس نے نقشہ نکالا۔ ٹائی مین ایک غیر معروف علاقے میں رہائش پذیر تھا۔ صبح کے سات بج رہے تھے۔

☆☆☆

مریسا فیئرمونٹ ہوٹل میں رکی تھی۔ صبح ساڑھے سات بجے اس کی ویک اپ کال تھی۔ ناشتا کرتے ہوئے وہ غور کر رہی تھی کہ اگر ٹائی مین، ڈاکٹر کراس کے برعکس ثابت ہوا تو مشکل ہوجائے گی۔

کمرے میں پہنچنے والا ناشتا شاندار تھا۔ پھل چھیلنے کے لیے ایک خوب صورت تیز دھار چھری بھی موجود تھی جس کا منقش دستہ لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ ناشتا کرتے ہوئے وہ ٹائی مین کے ایڈریس کے بارے میں متفکر تھی۔ ڈاکٹر کراس سے ملاقات کے بعد بہت ممکن تھا کہ ٹائی مین تک اطلاع پہنچا دی گئی ہو اگر ایسا ہوا تو وہ اچانک وزٹ کے ذریعے ڈاکٹر ٹائی مین کو چونکانے میں ناکام رہے گی، وہ پہلے سے ہی تیار

ہوگا۔

مریسا نے فیصلہ کیا کہ گھر کے بجائے ڈائریکٹ اس کے دفتر میں ملاقات کی جائے۔ یہ زیادہ بہتر اور محفوظ راستہ ہوگا۔ ایک تو مریسا کا تعاقب کرنے والے توقع کر رہے ہوں گے کہ وہ ڈاکٹر کراس کے مانند ٹائی مین سے گھر پر ملاقات کرے گی۔ دوسرے اگر ٹائی مین مجرمانہ فطرت کا نکلا تو اپنے آفس میں مریسا کے خلاف کسی جارحانہ حرکت سے پرہیز کرے گا۔

یلو پیجز کے ذریعے اس نے ٹائی مین کی میڈیکل پریکٹس کا مقام معلوم کرلیا۔ مریسا نے آفس فون کرکے شہر میں اس کی موجودگی کی تصدیق کی۔ اسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آفس 8.30 سے قبل نہیں کھلے گا۔

مریسا نے تیاری مکمل کرکے پھر آفس فون کیا تو علم ہوا کہ ڈاکٹر کی آمد تین بجے متوقع ہے۔ ٹائی مین کو سان فرانسسکو جنرل اسپتال میں ایک سرجری نمٹانی تھی۔

مریسا، فون رکھ کر سوچ میں پڑگئی۔ تین بجنے میں بہت وقت تھا۔ اس کے شکاری کہاں ہوں گے، اسے علم نہیں تھا۔ صرف اتنا پتا تھا کہ ڈاکٹر کراس کے ذریعے انہیں خبر ہوگئی ہوگی کہ مریسا PAC کے دیگر آفیسرز سے بھی ملاقات کرے گی۔ ان کے لیے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ دوسری ملاقات کس سے کرے گی۔

مریسا نے آفس جانے کا ارادہ ملتوی کردیا احتیاطاً جنرل اسپتال میں مڈبھیڑ اور بھی زیادہ بہتر تھی۔ کمرا چھوڑنے سے بیشتر اس نے دروازے کی پیشانی پر ڈونٹ ڈسٹرب کا نشان آویزاں کردیا۔ نیویارک کے مقابلے میں وہ یہاں بہتر محسوس کر رہی تھی۔ پیچھا کرنے والوں سے وہ کافی آگے تھی۔

سان فرانسسکو جنرل اسپتال کی عمارت متاثر کن تھی۔ اسپتال میں داخل ہوکر پہلے اس نے ڈاکٹرز لاکر روم تلاش کیا وہاں سے اس نے ایک اسکرب سوٹ منتخب کیا۔ اس وقت ایک اٹینڈنٹ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔

''کس قسم کی مدد؟'' اس نے سوال کیا۔

''میں ڈاکٹر بلوم ہوں۔'' وہ لفظ مریسا گول کرگئی۔

''میں یہاں ڈاکٹر ٹائی مین کی سرجری کے مشاہدے کے لیے آئی ہوں۔''

''میں آپ کو ایک لاکر اسائن کردیتا ہوں۔'' اس نے ایک چابی، مریسا کے حوالے کی جس پر نمبر پڑا تھا۔

مریسا نے شکریہ ادا کیا اور کچھ دیر بعد مخصوص لباس میں باہر آگئی۔ اب اس کا رخ سرجیکل لاؤنج کی جانب تھا۔

لاؤنج میں تقریباً 20 افراد تھے۔ کوئی گپ لگا رہا تھا، کوئی کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور کوئی اخبار میں کھویا ہوا تھا۔ بعض کی نظریں ٹی وی پر تھیں۔

مریسا، سیدھی گزرتی چلی گئی۔ ذرا دیر بعد وہ آپریٹنگ ایریا میں تھی۔ اس نے ہڈ اور ماسک لگایا۔ دستانے چڑھائے پھر کمرے میں آویزاں شیڈولنگ بورڈ کو پڑھنے لگی۔ ٹائی مین کے نام کے آگے روم نمبر 11 لکھا تھا۔

''یس؟'' ایک نرس اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

''ڈاکٹر ٹائی مین۔''

''روم نمبر 11۔'' نرس نے اشارہ کیا۔

''یس، میں نے دیکھ لیا ہے۔'' مریسا نے کہا اور شکریہ ادا کرکے کوریڈور میں چل پڑی۔ آپریٹنگ رومز، کوریڈور کے دونوں جانب تھے۔

روم نمبر 11 میں پانچ افراد تھے۔ بے ہوش کرنے والے ڈاکٹر کا رخ ٹیبل پر موجود مریض کے سر کی جانب تھا۔ ایک موبائل نرس احکامات کے انتظار میں ایک جانب اسٹول پر بیٹھی تھی۔ مریسا کو دیکھ کر وہ اس کی جانب آئی۔

''کیس میں کتنا وقت لگے گا؟''

''45 منٹ۔'' نرس نے جواب دیا۔ ''ڈاکٹر ٹائی مین تیز اور اپنے کام کے ماہر ہیں۔''

''ان میں ڈاکٹر ٹائی مین کون ہے؟''

نرس کے چہرے پر استعجاب کا عکس نظر آیا۔ ''وہ دائیں جانب۔'' اس نے جواب دیا۔ ''تم کون ہو؟''

''ڈاکٹر کی دوست، اٹلانٹا سے۔'' مریسا نے کہا اور مریض کے سر کی جانب چلی گئی وہاں سے وہ ٹائی مین کا مکمل جائزہ لے سکتی تھی۔

اسے اندازہ ہوا کہ نرس نے حیرانگی کا تاثر کیوں دیا تھا۔ ڈاکٹر ٹائی مین سیاہ فام تھا۔

''عجیب تضاد ہے۔'' اس نے سوچا۔ اس کے خیال میں PAC کے تمام آفیسرز عمر رسیدہ کھلاڑی تھے اور رنگت کے معاملے میں متعاصب جبکہ ڈاکٹر ٹائی مین کی شخصیت میں دونوں عناصر مفقود تھے۔

وہ اسکرین پر آپریشن کی اندرونی جزئیات دیکھنے لگی۔ ٹائی کے ہاتھ کسی مشین کے مانند متحرک تھے۔ اس کی مہارت اور ہاتھوں کی حرکت قابلِ دید تھی۔ یہ ٹیلنٹ تھا جسے سکھایا نہیں جاسکتا تھا یہ خداداد صلاحیت تھی۔ ایسی بے عیب صلاحیت طویل تجربے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی۔

☆☆☆

''اسٹارٹ کرو منحوس گاڑی کو۔'' ایل نے کڑوی آواز میں کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سیل فون تھا، وہ ساسولیٹو میں ہل سائڈ پر ٹائی مین کے گھر پہنچ گئے تھے۔ تاہم وہاں ٹائی مین ملا نہ ہی لڑکی کا کچھ اتا پتا تھا۔ جیک نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔

''کہاں چلوں؟'' اس وقت کم سے کم بولنا ہی بہتر تھا، ایل مشتعل ہو چکا تھا۔

''واپس شہر۔'' ایل نے بھی خشک لہجے میں مختصر جواب دیا۔

''ٹائی مین کے آفس سے کیا خبر ملی؟'' جارج نے استفسار کیا۔ جیک چاہتا تھا کہ وہ خاموش رہے تاہم اسے کچھ بولنے کی ہمت نہیں پڑی۔

''ڈاکٹر کو اچانک ایمرجنسی میں سان فرانسسکو جنرل اسپتال سرجری کے لیے جانا پڑا۔'' ایل نے جواب تو دیا تاہم غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ ہیبر لنگ نے بھی اسے خاصی جھاڑ پلائی تھی۔ اس گڑیا... جیسی لڑکی سے ایل کو نفرت ہو چلی تھی۔

''ٹائی مین کو ایک سرجری اپنے آفس میں صبح ساڑھے سات بجے کرنی تھی۔ سان فرانسسکو جنرل سے وہ تین بجے تک لوٹے گا۔''

''یعنی ہم نے ٹائی مین کو مس کر دیا ہے۔'' جارج نے نتیجہ اخذ کیا۔ اس کی آواز میں بھی ناگواری کا عنصر تھا۔

''وہ ہمارے یہاں پہنچنے سے تقریباً ایک گھنٹا قبل نکل چکا تھا۔ واٹ اے ویسٹ آف ٹائم۔'' ایل غرایا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک اور گاڑی درکار ہے، ہمیں دونوں طرف نگاہ رکھنی پڑے گی۔ جتنی جلدی ہماری ٹائی مین سے ملاقات ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔''

☆☆☆

مریسا کے پاس خاصا ٹائم تھا اور وہ پُراعتماد تھی۔ ڈاکٹر ٹائی مین کو وہ پہچان چکی تھی۔ وہ آپریٹنگ روم سے نکل آئی اپنے عام لباس میں واپس آنے کے بعد وہ واپس سرجیکل لاؤنج میں آ کر ڈاکٹر ٹائی مین کا انتظار کرنے لگی۔ تیس پینتیس منٹ بعد ٹائی مین آپریٹنگ روم سے برآمد ہوا، اس کی چال بھی باوقار تھی۔ ڈاکٹر سے زیادہ وہ کسرتی جسم والا کوئی جوان کھلاڑی معلوم ہوتا تھا۔

باہر آنے کے بعد ٹائی مین نے ایک طرف رکھی مشین سے کافی کپ لبریز کرنا شروع کیا۔ مریسا نے اپنی نشست چھوڑ دی۔

''میں ڈاکٹر مریسا بلوم ہوں۔'' اس نے قریب پہنچ کر تعارف کروایا۔ متلاشی نگاہیں، ٹائی مین کے تاثرات پر تھیں۔ ٹائی مین کا چہرہ مردانہ کشش کا حامل تھا۔ مونچھیں نفاست سے تراشی گئی تھیں آنکھوں میں اداسی کا غیر مبہم تاثر تھا، اس نے مریسا کو دیکھا اور مسکرایا۔ اس کے تاثرات اور ردِعمل گواہ تھے کہ وہ مریسا کو نہیں جانتا۔

''میں آپ سے پرائیویٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔''

ٹائی مین نے سر کو خم دے کر اپنی طرف آتے اسسٹنٹ کو دیکھا وہ قریب پہنچ چکا تھا۔ ''میں تم سے تھوڑی بعد میں ملتا ہوں۔'' ٹائی مین نے کہا۔ اسسٹنٹ سر ہلا کر وہاں سے ہٹ گیا۔

لاؤنج سے دو سوئنگ ڈورز سے دور... چند ٹیلی فون بوتھ نما چھوٹے کمرے بنے تھے۔ ٹائی مین، مریسا کو وہاں ایک بوتھ میں لے آیا۔ ''میں نے تمہیں آپریشن روم میں دیکھا تھا۔'' اس نے مریسا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہاں دو ہی کرسیاں تھیں۔

''ہاں اب بتاؤ، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟''

''مجھے کچھ حیرت ہوئی ہے کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟'' وہ ٹائی مین کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں اب تک سوالیہ تاثر کے ساتھ دوستانہ رنگ بھی تھا۔

''کیا نام بتایا تھا تم نے؟''

''ڈاکٹر مریسا بلوم۔''

''مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔'' وہ دھیمے سے ہنسا۔ ''میں واقعی تم کو نہیں پہچان سکا۔ مجھے بہت سے افراد سے ملنا پڑتا ہے۔'' وہ کافی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''کیا ڈاکٹر کراس نے میرے بارے میں نہیں بتایا؟''

''مجھے یقین نہیں ہے کہ میں اس نام سے واقف ہوں۔''

''پہلا جھوٹ۔'' مریسا نے سوچا۔ ایک گہری سانس لی اور بغیر رکے وہی سب کچھ دہرا دیا جو اس نے ڈاکٹر کراس کے گوش گزار کیا تھا۔ اس دوران ایک لمحے کے لیے بھی مریسا کی نگاہ ٹائی مین کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی۔ اگرچہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ نروس ہو گیا ہے۔ اس نے ٹائی مین کے ہاتھ میں کافی کا کپ چھلکتے دیکھا۔

''مجھے معمولی سا بھی آئیڈیا نہیں ہے کہ تم یہ کہانی مجھے

کیوں سینا رہی ہو؟'' ٹائی مین نے کپ رکھ کر اٹھنا شروع کیا۔ ''بد قسمتی سے مجھے ایک اور کیس نمٹانا ہے۔''

مریسا نے اپنی افتادِ طبع کے برعکس نرمی سے ٹائی مین کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ بٹھا دیا۔ ''میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ میں مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے بات ختم کرنے کا موقع دیں۔'' وہ بولی۔ ''آپ کو احساس ہو یا نہ ہو لیکن آپ اس خطرناک سازش کا حصہ بن چکے ہیں۔ میرے پاس معقول ثبوت موجود ہیں کہ جگہ جگہ ایبولا کی وبا کو پھیلانے کی ذمے دار PAC ہے۔ آپ PAC میں شمولیت رکھتے ہیں۔ آپ سے مل کر مجھے شاک پہنچا ہے کہ آپ جیسا ہائی پروفائل پروفیشنل کا نام اس مکروہ دھندے میں موجود ہے...''

''تمہیں صدمہ ہوا ہے۔'' ٹائی مین پھر کھڑا ہو گیا۔ وہ کسی ٹاور کے مانند مریسا کے مختصر وجود پر جھکا ہوا تھا۔ ''مجھے حیرت ہے کہ اتنے غیر ذمے دارانہ الزامات لگانے کے لیے تمہارے اندر ہمت کہاں سے آئی؟''

''یہ پبلک ریکارڈ کا حصہ ہے کہ آپ PAC کے افسران میں شامل ہیں۔ آپ کی پروفیشنل لیب میں شراکت داری ہے۔ لیب ان تمام ضروری لوازمات سے مزین ہے جو ایبولا جیسے خونخوار وائرس کو بخوبی ہینڈل کر سکتی ہے جبکہ یہ اختیار سی ڈی سی کے پاس ہے۔ پروفیشنل لیب قانون شکنی کی مرتکب ہو چکی ہے۔''

''مجھے امید ہے کہ تم نے اپنی خاصی بڑی انشورنس کروا رکھی ہوگی۔'' ٹائی مین کی آواز بلند ہو گئی۔ ''تمہیں میرے اٹارنی سے نمٹنا پڑے گا۔''

''گڈ۔'' مریسا نے کہا۔ ''مجھے امید ہے کہ آپ کا وکیل آپ کو اتھارٹی سے تعاون کا مشورہ دے گا۔'' وہ کھڑی ہو گئی۔ ''آپ سے ملنے کے بعد میں یہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ وائرس استعمال کرنے کی منظوری میں آپ جیسا سرجن شامل ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کے لیے ایک دہرا المیہ ہوگا کہ کسی اور کے غلط فیصلوں کی وجہ سے آپ کو خوامخواہ بہت کچھ کھونا پڑے گا۔ ڈاکٹر ٹھنڈے دماغ سے سوچیے آپ کے پاس وقت کم ہے۔'' مریسا نے بوتھ چھوڑ دیا، اس کا تیر نشانے پر بیٹھا تھا۔ ٹائی مین کے تاثرات بدل چکے تھے اور وہ کسی کو فون ملانے جا رہا تھا۔

☆☆☆

''وہ رہی۔'' یہ ایل کی آواز تھی۔ جس نے جیک کے شولڈر پر ہاتھ مارا۔ وہ اسپتال کے سامنے سڑک کی دوسری جانب موجود تھی۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ جارج ان کے عقب میں دوسری گاڑی میں موجود تھا۔ ایل نے مڑ کر جارج کو دیکھا۔ جارج نے انگوٹھا بلند کیا یعنی وہ مریسا کو اسپتال سے نکلتے دیکھ چکا تھا۔

''آج نہیں بچے گی، کتیا۔'' ایل نے دانت پیسے۔

مریسا کے کیب میں بیٹھتے ہی جیک نے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور کیب سے پہلے روانہ ہو گیا۔ ایل نے عقب کے آئینے میں کیب کو دیکھا۔ کیب کے پیچھے جارج کی گاڑی تھی۔ وہ اپنے شکار کو مطلوبہ انداز میں گھیر چکے تھے۔

''اگر وہ جا رہی ہے تو یقیناً ٹائی مین سے مل چکی ہے۔'' جیک نے خیال آرائی کی۔

''کون پروا کرتا ہے۔'' ایل بولا۔ ''اب وہ ہماری گرفت میں ہے۔ اگر ہوٹل جاتی ہے تو کام اور آسان ہو جائے گا۔''

جارج کی گاڑی، مریسا کی کیب سے آگے نکل گئی اور جیک اپنی گاڑی عقب میں لے آیا۔

مریسا نے ہوٹل کا ہی رخ کیا تھا۔

''میں گاڑی میں ہوں، تم اس کا کمرا دیکھ کر آؤ۔'' ایل نے جیک کو ہدایت دی۔

مریسا ابھی کیب میں ہی تھی کہ جیک نے پھرتی کا مظاہرہ کیا اور ہوٹل کی لابی میں پہنچ کر ایک اخبار لے کر بیٹھ گیا۔ وہ اس رخ سے بیٹھا تھا کہ ہر آنے جانے والے پر نگاہ رکھ سکے۔ مریسا سیدھی فرنٹ ڈیسک پر گئی۔

باہر، ایل نے اسے ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اب وہ بے چینی سے جیک کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ جارج کے مانند سکون سے انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے ہی اس بوٹے قد والی لڑکی نے اس پر کافی قرض چڑھا دیا تھا۔

بالآخر اس کی بے تابی ختم ہوئی۔ جیک کی شکل نظر آئی۔ وہ تیز قدموں سے ایل کی جانب آ رہا تھا۔

''کیا رہا؟''

''وہ کمرا نمبر 1127 میں مقیم ہے۔'' جیک نے اطلاع دی۔

''ٹھیک ہے، اب تم یہاں بیٹھو۔'' ایل نے بتیسی کی نمائش کی اس کے مسوڑھے تک نظر آنے لگے تھے۔ جیک نے پہلی مرتبہ ایل کو اتنے بدنما انداز میں مسکراتے دیکھا تھا۔

ایل، جارج کی گاڑی کی طرف گیا۔ ''تم احتیاطاً اپنی گاڑی عقبی سمت لے جاؤ۔'' اس نے جارج سے فرمائش کی۔ ''میں اندر جا رہا ہوں۔''

ایل ہوٹل میں آ گیا۔ وہ فرنٹ ڈیسک پر گیا۔ سرسری نگاہ سے باکس نمبر 1127 تلاش کیا۔ جہاں چابیوں کا فالتو سیٹ موجود تھا۔ تاہم وہاں اتنے لوگ تھے کہ وہ چابیاں بغیر کسی ہنگامہ آرائی کے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

وہ ایلیویٹر کی طرف چلا گیا۔ گیارھویں منزل پر اس نے ہاؤس کیپنگ کارٹ تلاش کیا۔ جس پر صاف چادریں، تولیے، اسپرے اور صفائی کا دیگر سامان موجود تھا۔ وہ اسے سوئٹ کے باہر کھڑی مل گئی تھی۔ ایل نے ایک تولیا اٹھایا اسے بل دے کر ایک مضبوط موٹے رسے کی شکل دی۔ اطراف کا جائزہ لیا اور دبے قدموں سوئٹ میں داخل ہو گیا۔ اس کے اندازے کے عین مطابق سوئٹ خالی تھا۔ ایک ملازمہ گھٹنوں کے بل صفائی میں مشغول تھی۔ اس کے قریب ایک کین رکھا تھا۔

بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر ایل نے عقب سے رسے نما تولیا ملازمہ کے گلے میں ڈال کر پھرتی سے... کسنا شروع کیا۔ ملازمہ کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی۔ اس کی سانس فوراً ہی بند ہو گئی تھی۔ ملازمہ نے معمولی جدوجہد کی، اس کا چہرہ سرخ ہوا پھر بیگنی رنگت اختیار کر گیا۔ پانچ منٹ کے اندر اندر وہ ختم ہو چکی تھی۔

ایل نے اس کی تلاشی لینا شروع کی اور چابیوں کا گچھا برآمد کر لیا جو تانبے کے رنگ کے ساتھ منسلک تھا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا۔ ڈونٹ ڈسٹرب کا اشارہ اس نے دروازے کی ناب کے ساتھ لٹکا دیا تھا۔

سامان کی ٹرالی کو دھکیل کر اس نے سیڑھیوں کے قریب اسٹور میں پہنچا دیا پیانو پلیئر کے مانند انگلیوں کو حرکت دی اور روم نمبر 1127 کا رخ کیا۔

☆☆☆

بستر پر جانے سے پہلے مریسا نے صبح کے بچے ہوئے پھل نکال کر ٹیبل پر رکھے اور چوبی دستے والے چاقو سے چھیل کر کھانے شروع کیے۔ وہ تھکن محسوس کر رہی تھی۔ بچی ہوئی اشیا اس نے ٹیبل پر ہی چھوڑ دیں اور بستر پر جا گری۔ وہ اپنے اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ سوچ ادھوری رہ گئی اور نیند نے اسے تھپکنا شروع کر دیا۔

آہنی کلک کی معمولی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ شاید اس کے لاشعور میں خوف چھپا تھا جس نے اسے بیدار کر دیا۔

اسے یاد تھا کہ دروازے کے باہر اس نے ڈونٹ ڈسٹرب کا کارڈ لگایا ہوا تھا پھر وہ آواز کیسی تھی۔ اس کی نظریں دروازے پر جم گئیں جس کی گول ناب آہستگی سے گھوم رہی تھی۔

مریسا کو شکاگو کا جان لیوا حملہ یاد آیا۔ دہشت کی لہر بجلی کے کرنٹ کے مانند اس کے بدن میں دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر فون کی جانب لپکی۔ وہ ابھی ریسیور اٹھا بھی نہ پائی تھی کہ ہلکے دھماکے کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ لاک کھلنے کے بعد دروازہ چین اور بولٹ کی مدد سے اٹکا ہوا تھا۔ اس لیے ایل نے شانے کی ضرب لگا کر اسے کھولا۔ چین لاک کی پلیٹ بھی اپنی جگہ سے اکھڑ گئی تھی۔

ایل نے دروازہ بند کیا اور بروقت مریسا کو دبوچ لیا۔ اس کے دونوں ہاتھ مریسا کی گردن پر تھے۔ وہ پاگل کتے کی طرح جھٹکے دے رہا تھا۔ اس نے مریسا کا چہرہ قریب کر لیا۔ ''کچھ یاد آیا؟'' وہ عالم وحشت میں غرایا۔ مریسا نے بھورے بالوں والے کو پہچان لیا جو پارک میں سیاہ فام ڈانسرز کے ہاتھوں پٹا تھا۔

''ویکسی نیشن گن کے بارے میں بتانے کے لیے تمہارے پاس صرف دس سیکنڈ ہیں۔'' ایل کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اس نے مریسا کی گردن پر سے موت کی گرفت کم کی۔ ''اگر اس دوران میں کچھ نہیں بتایا تو گردن توڑ دوں گا۔'' وہ خونی بھیڑیے کی طرح غرایا۔ اپنی دھمکی میں وزن پیدا کرنے کے لیے اس نے شدید جھٹکا دیا۔ اذیت کی لہر مریسا کی ریڑھ کی ہڈی تک میں اتر گئی۔

وہ بمشکل سانس لے پا رہی تھی۔ اس نے بے اختیار اس کی مضبوط کلائیوں کو پکڑا۔ ایل نے جھلا کر اسے دیوار کی طرف پھینکا۔ مریسا کا سر دیوار سے ٹکرایا۔ دیوار کے تصادم سے بچنے کے لیے مریسا نے اضطراری طور پر دونوں ہاتھوں سے عقب میں دیوار کا سہارا لیا۔ لیمپ، ٹیبل سے لڑھک کر فرش پر گر کر ٹوٹ گیا۔ کمرا اس کی نظروں میں گھوم رہا تھا۔ سر کی چوٹ نے اسے چکرا دیا تھا۔

''آخری موقع دے رہا ہوں۔'' ایل نے دانت کچکچائے۔ ''کہاں ہے ویکسی نیشن گن؟'' وہ مریسا کی جانب بڑھا۔

عقب میں مریسا کے ہاتھ سے انگلیاں ٹیبل پر پڑے تیز دھار چاقو سے مس ہوئیں۔ اس کے گھومتے ہوئے سر میں امید کی کرن جگمگائی۔ اس نے چاقو کا دستہ مضبوطی سے تھام لیا۔ ایل جارحانہ عزائم سے اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مریسا نے پوری طاقت کے ساتھ چاقو ایل کے پیٹ میں اتار دیا۔

مریسا کو کوئی احساس نہ تھا کہ اس نے چاقو کے ساتھ کیا کیا ہے اور وہ دستے تک کہاں جا گھسا ہے؟ تاہم ایل نہ صرف رک گیا تھا بلکہ اس کا فقرہ بھی ادھورا رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور غیر یقینی کے واضح تاثرات نمودار ہوئے۔ وہ کچھ بوکھلایا تھا اور شرٹ پر ابھرتے پھیلتے خون کے دھبے کو دیکھ رہا تھا...

مریسا نے چاقو واپس کھینچ لیا۔ اسے امید تھی کہ دروازے کی راہ سے فرار کا موقع مل جائے گا۔ وہ دوڑ پڑی۔ چاقو ہاتھ میں تھا جس کا تیز دھار پھل سرخ رنگت اختیار کر چکا تھا۔ تاہم وہ ناکام رہی۔ ایل بھوکے درندے کے مانند اچھل کر آیا تھا، وہ رخ بدل کر باتھ روم کی طرف بھاگی۔ باتھ روم کا دروازہ بند ہونے سے قبل ایل نے ہاتھ پھنسا کر اسے بند ہونے سے روکا۔ مریسا نے اندھا دھند چاقو کا وار کیا۔ اس بار ایل کے حلق سے چیخ نما آواز برآمد ہوئی۔ اس نے زخمی ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ مریسا نے تیزی سے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا اور باتھ روم فون اٹھایا لیکن نمبر ڈائل کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ایل، پاگل ہو گیا تھا۔ اس کا اشتعال انتہا کو چھو رہا تھا۔ دھماکا ہوا اور پورے کا پورا دروازہ ٹوٹ کر باتھ روم میں جا گرا۔ مریسا کو فون چھوڑنا پڑا۔ ریسیور کورڈ کے ساتھ لٹکتا رہ گیا۔ وہ ایک بار پھر زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار تھی۔ اس نے دیوانہ وار ایل کے پیٹ میں چاقو کے وار کیے۔ تاہم یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہر چیز نظر انداز کر کے مریسا کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اس کا چہرہ کسی خونی جانور کا چہرہ معلوم ہو رہا تھا۔ غضب، اشتعال اور اشتعال کی شدت نے اذیت کے تاثر کو پسپا کر دیا تھا۔

چاقو نظر انداز کر کے اس نے مریسا کے بال مٹھی میں جکڑے اور اسے گھما کر سنک پر پھینکا۔ مریسا ایک اور وار کرنے میں ناکام رہی۔ ایل نے اس کی نازک کلائی پکڑ کر دیوار سے ٹکرائی۔ دوسری، تیسری کوشش کے بعد مریسا چاقو چھوڑنے پر مجبور ہو گئی۔ چھوٹا سا ہتھیار فرش پر جا گرا۔ ایل کا لباس خاصا خون آلود ہو چکا تھا۔ مریسا، اس کی سخت جانی پر ششدر تھی۔ ایل، مریسا کو بے بس سمجھ کر چاقو اٹھانے کے لیے جھکا۔ مریسا نے لٹکتے ہوئے ریسیور کی کورڈ تھامی اور بچی کچھی طاقت جمع کر کے ریسیور گھما کر ایل کے سر کی پشت پر بجایا۔ ریسیور ٹوٹ گیا۔ ایل کھڑا ہوتے ہوتے تھا لیکن دوبارہ سیدھا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

مریسا کو مایوسی نے گھیر لیا۔ ایل کھڑا تو ہو گیا تھا لیکن نشے میں لگ رہا تھا۔ نیلی آنکھوں کی پتلیاں اوپر گھوم گئیں پھر وہ فلمی انداز میں سلوموشن میں دھڑام سے ٹب کے اندر جا گرا۔ اس کا سر ٹب کے لٹو نما نلکوں میں ایک سے ٹکرایا۔ اس آخری ضرب نے اسے بے حرکت کر دیا۔

مریسا اس کے دوبارہ اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی، وہ ڈاکٹر تھی۔ اسے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ ایل ناکارہ ہو چکا ہے۔ اگر اسے جلد ہی طبی امداد نہ ملی تو محض جریانِ خون ہی تیزی سے اسے موت کی سرحد پار کروا دے گا۔ اس کا سر بھی خون آلود ہو چکا تھا۔ اس کی ناک بھی ٹب میں گرنے سے زخمی ہو گئی تھی۔

مریسا کا پورا بدن بُری طرح لرز اٹھا۔ دل سینے میں ڈھول بجا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایل تنہا نہیں ہوگا، اس نے باہر نکل کر پرس دبوچا اور دوڑ لگا دی۔ ایلیویٹر کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر اس نے عقبی راستے کو ترجیح دی۔

عقبی جانب سے نکلنے کے لیے اسے دروازہ کھول کر سیڑھیاں اترنی تھیں۔ اسی نے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور وہیں کھڑی رہی، وہ کیبل کار کا انتظار کر رہی تھی۔ جو کچھ دیر بعد آتی دکھائی دی۔ مریسا بھرپور پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کیبل کار میں سوار ہو گئی۔ اگر کوئی عقبی سمت کی نگرانی کر رہا تھا تو وہ مریسا کو اس انداز میں نکلتے نہ دیکھ سکے گا تاہم مریسا کا اندازہ غلط تھا۔

کیبل کار دوبارہ حرکت میں آئی۔ مریسا بھیڑ کے درمیان چلی گئی اور پلٹ کر ہوٹل کے عقبی دروازے کو دیکھا وہاں سے کوئی باہر آتا دکھائی نہ دیا۔

☆☆☆

جارج کو یونہی مینڈک کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ مریسا کی جھلک نہ دیکھ پاتا لیکن جارج نے دیکھ لیا، یہ الگ بات ہے کہ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ اس نے فوراً جیک کو فون ملایا۔

''کیا ایل بھی ساتھ نکلا ہے؟'' جیک نے جھٹ سوال کیا۔

''نہیں۔''

''او گاڈ، کوئی گڑبڑ ہے... لیکن یہ کیسے ہو گیا؟''

''تم کیبل کار کا پیچھا کرو، میں ہوٹل ... جاتا ہوں۔'' جارج نے ہدایت کی۔

''او کے۔'' جیک نے جواب دیا۔

☆☆☆

کیبل کار نے موڑ کاٹا۔ اور فیئر مونٹ ہوٹل اوجھل ہو گیا۔ مریسا اپنے اعصاب کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئی

اچانک اسے خون کا خیال آیا اس نے اپنے لباس کا جائزہ لیا، کپڑے بظاہر صاف ہی دکھائی دے رہے تھے۔

بعدازاں کرایہ ادا کر کے وہ ایک خالی ہونے والی نشست پر بیٹھ گئی۔ جان لیوا کشمکش کے بعد اس کا بدن کئی جگہ سے دکھ رہا تھا۔ خاص طور پر گردن زیادہ متاثر ہوئی تھی حتی کہ گردن پر سیاہی مائل نیلاہٹ اُجاگر ہو گئی تھی۔

ذہن دوبارہ خیالات میں غلطاں ہو گیا۔ مریسا نے بہت احتیاط کی تھی پھر وہ کیسے اس تک پہنچ گئے۔ ایک ہی وجہ اس کی سمجھ میں آئی یقیناً وہ لوگ ڈاکٹر ٹائی مین کی نگرانی کر رہے تھے۔

مریسا کا اعتماد متزلزل ہو گیا۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ اسے ہوٹل میں ہی رک کر پولیس کا سامنا کرنا چاہیے تھا۔ اسے لگا کہ وہ ایک مشتبہ مفرور کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ رالف کے مشورے اور تشویش اسے صحیح لگنے لگی۔ صورتِ حال مزید بگڑ گئی تھی اب وہ دو افراد کی قاتل تھی۔ اب وقت آ گیا تھا کہ وہ رالف کے پاس جائے اور اس کے وکیل سے بات کرے۔ PAC کے مزید ڈاکٹرز سے ملنے کا خیال اس نے دل سے نکال دیا۔ وہ بار بار موت کو جل نہیں دے سکتی تھی۔ وہ اکیلی تھی، بے وسیلہ تھی۔ صورتِ حال بھی بگڑی ہوئی تھی بلکہ بگڑتی ہی جا رہی تھی۔

کیبل کار کی رفتار کم ہو رہی تھی، اس نے اترنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ چائنا ٹاؤن کے قریب اُتری تھی۔ اس نے گہری سانس لے کر گردن مسلی، وہ ہچکچاتی ہوئی چائنیز ریسٹورنٹ میں چلی گئی۔

سرخ رنگ کے مخصوص ریشمی لباس میں ایک عورت نمودار ہوئی اور شائستگی سے اطلاع دی کہ ریسٹورنٹ کھلنے میں ابھی نصف گھنٹا باقی ہے۔

''اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ کا ریسٹ روم استعمال کر سکتی ہوں؟'' مریسا نے میٹھی آواز میں درخواست کی۔

چینی عورت نے غور سے مریسا کو دیکھا پھر مطمئن ہونے کے بعد اسے اندر لے گئی۔ پے فون کے ذریعے سب سے پہلے مریسا نے فیئر مونٹ ہوٹل فون کر کے بتایا کہ کمرا نمبر 1127 میں ایمبولینس کی ضرورت ہے۔ فون بند کر کے وہ پولیس کے متعلق سوچنے لگی پھر اس نے یہ خیال مسترد کر دیا اور اٹلانٹا واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ فیصلہ کر کے وہ اپنا حلیہ درست کرنے میں مصروف ہو گئی۔

☆☆☆

جیک درجنوں بار جارج کو فون کر چکا تھا۔ جواب آ رہا تھا نہ ریکارڈنگ، جیک سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے؟ ایل اور جارج کو بہت پہلے گاڑی میں واپس ہونا چاہیے تھا۔ مریسا کا تعاقب وہ کامیابی سے کر رہا تھا۔ وہ اس حد تک مطمئن تھا کہ لڑکی اس کی نظر میں ہے کہ وہ چینی ریسٹورنٹ سے فاصلے پر گاڑی میں بیٹھا تھا۔

لڑکی جب ریسٹورنٹ سے نکل کر کیب میں سوار ہوئی تو وہ بھی گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ تاہم ایک گھنٹے بعد وہ بے بسی سے ہاتھ مل رہا تھا۔ جب لڑکی، نان اسٹاپ ڈیلٹا فلائٹ کے ذریعے اٹلانٹا روانہ ہونے والی تھی۔ اسے ٹکٹ خریدنے کا خیال آیا لیکن ایل اور جارج ابھی تک غائب تھے اور وہ اٹلانٹا جانے کا فیصلہ ایل کی مرضی کے بغیر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اب تک پچاس سے زیادہ مرتبہ فون پر رابطے کی کوشش کر چکا تھا، یہ کیا معما ہے، اس کا ذہن الجھ گیا تھا۔

واپس ہوٹل فیئر مونٹ جانے کے علاوہ اسے کچھ سجھائی نہیں دیا۔ ہوٹل کی طرف روانہ ہوتے ہوئے اس نے ایک بار پھر جارج کا نمبر ملایا، اسے امید نہیں تھی تاہم جارج کی آواز سن کر وہ چونک اٹھا۔

''تم دونوں کہاں غائب ہو؟ نمبر ملا ملا کر میری انگلی گھس گئی ہیں۔''

''جیک، مسئلہ ہو گیا ہے۔'' اس کی آواز پہلی مرتبہ دبی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ ''ایل لڑکی کے ہاتھوں خاصا زخمی ہو چکا ہے۔''

''کیا...'' جیک چلّا اٹھا۔ اسے ساعت کا دھوکا معلوم ہوا۔ ''لڑکی کے پاس جا تو تھا... ایل اسپتال میں ہے۔''

جیک کا دماغ گھوم گیا۔ اس نے اضطراری طور پر سر پکڑ لیا پھر گھبرا کر اسٹیئرنگ سنبھالا۔

''مجھے یقین نہیں آ رہا تاہم یہاں اطلاع یہ ہے کہ لڑکی جہاز میں سوار ہو کر اٹلانٹا روانہ ہو چکی ہے اور میرا دماغ چکرایا ہوا ہے کہ اب کہاں سر پھوڑوں؟''

''ایل بری طرح زخمی ہے، میں خود حیران ہوں۔''

''اوہ گاڈ، ہم کہاں پھنس گئے ہیں۔'' جیک پھر سر پکڑتے پکڑتے رہ گیا۔ ''چڑیا جیسی لڑکی، ایل کا یہ حال کرے گی اوہ جارج میرا دماغ ماؤف ہو رہا ہے۔''

''ایک اور بری خبر ہے۔'' جارج کی آواز آئی۔

''اس سے زیادہ بُری خبر کیا ہو سکتی ہے؟''

''ایل نے ہوٹل کی ایک ملازمہ کو قتل کر دیا ہے اور اس پر کیس بن چکا ہے... کچھ تاخیر ہو جاتی تو خود ایل بھی مقتول ملازمہ کے ساتھ ہی ہوتا۔'' جارج نے دھماکا کیا۔

جیک گنگ رہ گیا۔
"تم کہاں ہو؟" جارج نے سوال کیا۔
"فری وِنے پر ہوں، ایئرپورٹ سے نکل رہا ہوں۔"
"واپس جاؤ اور اٹلانٹا کے دو ٹکٹوں کا بندوبست کرو۔ اب یہ خالصتاً ذاتی معاملہ بن گیا ہے۔ ایل کا قرض چکانا پڑے گا۔"

☆☆☆

مریسا نے مطالعے کی ضرورت محسوس کی۔
"میگزین یا اخبار؟" اٹینڈنٹ نے استفسار کیا۔
"اخبار، نیویارک ٹائمز۔"
"اوکے میم۔"
مریسا، ایئرپورٹ پر خاصی خوف زدہ تھی کہ کہیں کوئی ناگہانی نہ ہوجائے۔ اب وہ بلندیوں پہ تھی اور بہتر محسوس کررہی تھی۔
مریسا نے اخبار کے صفحے پلٹنے شروع کیے۔ وہ اپنے مطلب کی خبریں اور رپورٹس دیکھ رہی تھی۔ فلاڈیلفیا میں اموات 58 کے ہندسے کو چھو رہی تھیں۔ نیویارک 49 لیکن نیویارک میں مزید مریضوں کی آمد جاری تھی۔ اخبار کے ذریعے ہی اسے معلوم ہوا کہ روزن برگ اسپتال دیوالیہ ہوچکا ہے۔ ایبولا پر ایک آرٹیکل الگ سے موجود تھا۔ آرٹیکل کے ساتھ ایپی ڈیمیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کی تصویر چسپاں تھی۔ مریسا نے دلچسپی سے نام پڑھا۔ ڈاکٹر احمد فخری، تحریر کے مطابق ایبولا کی متعدد وباؤں کے سلسلے میں احمد فخری سی ڈی سی کا وزٹ کرنے والا تھا۔ WHO نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ صورتِ حال یونہی رہی تو ایبولا وائرس، اٹلانٹک کے پار جا پہنچے گا۔
مریسا نے آنکھیں بند کرلیں۔ احمد فخری، مریسا کی مدد کرسکتا تھا۔ رالف کے وکیل کے ذریعے وہ احمد فخری سے بھی مل سکتی تھی۔

☆☆☆

ساڑھے نو بجے، سے کے دروازے کی گھنٹی گنگنائی، اس نے حیرت سے گھڑی دیکھی۔ کون ہوسکتا ہے، اس نے اٹھ کر سائڈ پینل سے باہر جھانکا اور بھونچکا رہ گیا۔ باہر مریسا کھڑی تھی۔
"مریسا۔" وہ بے یقینی سے بڑبڑایا اور تیزی سے دروازہ کھولا۔ مریسا کے عقب میں ایک کیب دور ہوتی جارہی تھی۔
مریسا بلا ارادہ اس سے لپٹ گئی۔ وہ زارو قطار رو رہی تھی۔
"اوہ... مریسا سب ٹھیک ہوجائے گا۔" رالف نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ "تم نے مجھے کال کیوں نہیں کی۔ میں تمہیں ایئرپورٹ سے لے لیتا۔"
محفوظ پناہ گاہ میں آتے ہی مریسا کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے تھے۔ رالف اسے تسلیاں دیتا ہوا کاؤچ تک لے آیا۔ وہ مریسا کا سر سہلا رہا تھا۔ اس نے مریسا کے آنسو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ ایسی کوئی بھی کوشش مریسا کی رقت میں اضافہ کردیتی۔
دس منٹ میں دھیرے دھیرے اسے قرار آہی گیا۔ آنسو، ہچکیوں میں اور ہچکیاں سسکیوں میں تبدیل ہوئیں، بالآخر اس کے بدن کی لرزش ختم ہوئی اور وہ بات کرنے کے قابل ہوگئی۔
رالف کی نگاہ فون پر تھی لیکن اس وقت مریسا کے قریب سے اٹھنا ٹھیک نہیں تھا، نہ وہ اسے اٹھنے دیتی۔
"تم کچھ پی لو، بولو کیا لے کر آؤں؟"
مریسا نے نفی میں سر ہلایا۔
"وائن لاؤں بہترین شارڈونی ہے۔" مریسا نے مضبوطی سے اس کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ پانچ منٹ اور گزر گئے۔ رالف نے ایک گہری سانس لی۔
"تمہارا سامان کہاں ہے؟"
مریسا نے جواب نہیں دیا اور جیب سے ٹشو نکال کر چہرہ صاف کرنے لگی۔
"کچن میں، چکن بھی ہے۔" رالف نے پھر کوشش کی۔ آخر مریسا نے لب کشا کیے۔
"کچھ دیر بیٹھے رہو، میں بہت ہراساں ہوں۔"
"تم مجھے فون کردیتیں اور تمہاری گاڑی کہاں ہے؟"
"رالف لمبی داستان ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میری واپسی کی خبر کسی کو ملے۔"
رالف نے ایک ابرو اوپر چڑھایا۔ "یعنی تم یہیں رکو گی؟"
"اگر تم مائنڈ نہ کرو۔"
"کیسی باتیں کررہی ہو اگر تم چاہو تو چل کر تمہارے گھر سے تمہاری کچھ اشیا لے کر آجاتے ہیں۔"
"نہیں... نہیں آج رات کہیں نہیں جاؤں گی۔ ایسا کرنا ہوتا تو میں پہلے ٹیڈ کے ذریعے وہ پیکٹ حاصل کرتی جو اس نے میرے لیے MCL میں کہیں رکھا ہوا ہے۔ میں صبح

پہلے وکیل سے ملوں گی میرا جیل سے باہر رہنا ضروری ہے۔''

''آہ تم نے خود کو کس مصیبت میں ڈال لیا ہے۔ اگر چاہو تو کچھ بتاؤ، تمہارے ساتھ کیا بیتی؟''

''ہاں سب بتا دوں گی۔ مجھے کچھ کھا لینا چاہیے۔''

''کیوں نہیں، میں چکن تیار کرتا ہوں۔''

''اوہ نو، شکریہ میں آملیٹ بنا لیتی ہوں۔''

''جیسا تم چاہو مجھے ایک فون کرنا ہے۔'' وہ حوصلہ افزا انداز میں مسکرایا۔

مریسا، کچن میں چلی گئی، وہ پہلے بھی کچن دیکھ چکی تھی۔ جب جنوری میں رالف نے گھر پر پارٹی رکھی تھی۔ گھر کی مناسبت سے کچن بھی شاندار تھا۔ اس نے طائرانہ نظر کچن پر ڈالی اور ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔ انڈوں کے ساتھ اس نے بریڈ سے چند سلائس الگ کیے۔

اچانک اسے خیال آیا کہ اس نے رالف سے تو پوچھا ہی نہیں کہ وہ بھی کچھ لینا پسند کرے گا یا نہیں۔ مریسا نے اسے پکارنا چاہا پھر رک گئی۔ وسیع و عریض گھر میں اسے چیخنا پڑتا۔ ورنہ آواز رالف تک نہ پہنچ پاتی۔ اس نے انڈے نیچے رکھے اور انٹرکام کی طرف متوجہ ہوگئی۔

مریسا نے انٹرکام کونسول پر بٹن دبائے۔ اسے ٹھیک کمبی نیشن کا علم نہیں تھا۔

''ہیلو ہیلو۔'' کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس نے کئی کمبی نیشن ملا کر دیکھے دفعتاً اسے رالف کی آواز سنائی دی، وہ اس کا نام لیتے لیتے تھم گئی۔

''وہ سان فرانسسکو میں نہیں ہے۔'' رالف کہہ رہا تھا۔ ''وہ یہاں میرے گھر پر ہے۔''

وقفہ...

''جیکسن، مجھے کچھ نہیں معلوم کہ وہ اٹلانٹا سے باہر کیا کرتی رہی ہے، وہ یہاں ہسٹریائی کیفیت میں آئی تھی۔ مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ اس نے کوئی پیکٹ ٹیڈ کے ذریعے سی ڈی سی کی خاص لیب میں رکھوایا ہے۔ سنو میں زیادہ بات نہیں کرسکتا، مجھے اس کے ساتھ رہنا ہے۔''

وقفہ

''فکر مت کرو وہ یہیں ہے لیکن تم لوگ جلد از جلد پہنچو۔''

وقفہ

''نہیں، نہیں یہاں اس کی موجودگی کا کسی کو نہیں پتا۔''

وقفہ

''ہاں ہاں مجھے سو فی صد یقین ہے۔ بائے۔''

مریسا نے کاؤنٹر ٹاپ کا سہارا لیا۔ یوں لگا کہ وہ بے ہوش ہونے والی ہے۔ کانوں میں سیٹیاں بج رہی تھیں دل... دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔ شدید صدمے کے باعث اسے زوردار چکر آیا وہ گرتے گرتے بچی۔

آہ... کون ہے اس کے ساتھ۔ جس کو وہ شروع سے اچھا دوست سمجھتی رہی، وہ بھی درندوں کی ٹولی میں شامل تھا۔

جیکسن... جیکسن PAC کا ہیڈ جوشوا جیکسن وہ اس روز اسی گھر میں پارٹی میں موجود تھا۔

''اوہ گاڈ۔'' مریسا نے چھت کی طرف دیکھا۔ وہ لوگ اٹلانٹا آ رہے ہیں اور رالف کچن کی طرف آ رہا ہے۔

رالف دوست نہیں، وہ سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا۔ برق کے مانند شروع سے لے کر اب تک۔ رالف کی تمام باتیں ایک سیکنڈ میں اس کے ذہن میں گھوم گئیں۔ مریسا کو متعدد سوالات کے جوابات مل گئے۔

خوف، دہشت اور نفرت... شدید نفرت۔ مرنا ہی ہے تو وہ ایسے نہیں مرے گی، نفرت نے خوف و دہشت کو پسپا کرنا شروع کیا۔

اس نے انڈے توڑ کر بیسن میں ڈالے خول کے چند چھوٹے ٹکڑے بھی پین میں گر گئے۔ اسی وقت رالف کچن میں نمودار ہوا۔ مریسا نے دوسرا انڈا توڑ کر پین میں ڈالا اور پھینٹنا شروع کیا۔

''اچھی خوشبو آ رہی ہے۔'' وہ خوش دلی سے بولا۔ اس نے گلاس ایک طرف رکھا اور مریسا کے شانے پر ہاتھ رکھا، مریسا تقریباً اچھل پڑی۔

''اوہ ہو... تم ابھی تک گھبرائی ہوئی ہو، میں کس طرح تمہیں پُرسکون کروں؟''

مریسا خاموش رہی۔ اس کی بھوک اڑ چکی تھی۔ تاہم اس کے ہاتھ متحرک رہے۔ سلائس ٹوسٹر میں ڈالے جام اور مکھن نکالا گاہے گاہے وہ رالف پر بھی نظر ڈال لیتی تھی۔ قیمتی ریشمی شرٹ، طلائی کف لنکس۔

اس کے جسم پر موجود ہر چیز شاندار مکان کی بیش قیمت اشیا سے مطابقت رکھتی تھی۔ سب کچھ ایک ایسے متمول ڈاکٹر کی نمائندگی کرتا تھا جسے نہ صرف اپنے پیشے میں مسابقت کا سامنا تھا بلکہ مارکیٹ کے بدلتے ہوئے اطوار اس کے لیے مسائل کھڑے کر رہے تھے۔

وہ PAC کا ایک اہم رکن تھا جو سی ڈی سی کے قلب میں بیٹھا تھا۔ مریسا کا دوست نہیں، جانی دشمن۔

آہ... کتنا بڑا دھوکا کھایا تھا اس نے۔ ٹیڈ پر خوامخواہ

شک کیا۔نورس سے بدظن ہوئی جہاں رومینس کی ابتدا میں ہی اس سے چوک ہوگئی یا نورس سے ہی غلطی ہوئی تھی۔ دونوں کے درمیان فاصلے بڑھ گئے تھے لیکن وہم تھا یا خواب تھا۔ آس تھی، چبھن تھی دل بھی ایک فتنہ گر ہے۔ خود ہی ساقی، خود ہی بادہ اور خود ہی پیمانہ... دل... نہیں سوزِ دل خود شمع اور خود ہی پروانہ تھا۔ دل کی بستی بے سوز و صدا تھی نہ مہ و مہر، نہ رنگ و طرب بس اک پرتو خیال، دل کے کسی گوشے میں نہاں تھا۔ پس پردہ مقصودِ تمنا موجود تھی یا شاید محض خود فریبی تھی۔ آشفتہ سری تھی، نہیں نیرنگی بے خودی تھی... نہیں شوق کی کافری تھی ... نہیں کوئی طلسم تھا، راز تھا، دیوانگی تھی، مستی تھی۔

مریسا نے اک آہِ سرد کھینچی روبرو اجل آخر نورس کا خیال کیوں آیا۔ کیا اختتام قریب ہے؟

''کہاں کھوگئی ہو؟'' رالف کی آواز اسے کچن میں واپس لے آئی۔

''میں بنالیتا تمہاری طبیعت ناساز لگ رہی ہے۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔'' اس نے نرمی سے کہا۔

''ہاں شاید۔'' مریسا نے آہستہ سے کہا۔ ''بس بن گیا ہے۔''

وہ کانگریس مین کا سپورٹر تھا۔ مریسا کو اسی وقت ہوشیار ہوجانا چاہیے تھا۔ اُف کیسی بھیانک غلطی تھی۔ وہ ٹیڈ نہیں بلکہ رالف تھا جسے ہر مرتبہ فون پر پتا چل جاتا تھا کہ مریسا کہاں پر ہے۔ رالف کے وکیل سے ملنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ اسے یاد آگیا کہ ایک بار اٹارنی کا نام اسے کیوں چبھا تھا۔ کوئن لن نہیں بلکہ کوپر ہوچ اینڈ مک کوئن لن لا فرم PAC کے لیے خدمات انجام دیتی تھی۔

مریسا، چوہے دان میں آن پھنسی تھی۔ قاتل ٹولے کے ہاتھ بہت لمبے تھے۔ یہ ہاتھ ٹوٹنے والے تھے اگر رالف بھی ان میں شامل نہ ہوتا۔ جان پر کھیل کر مریسا نے تن تنہا ان لمبے مضبوط ہاتھوں کو تقریباً توڑ ہی ڈالا تھا۔

سب کچھ ادراک و یقین، وہم و گماں سے پرے تھا۔ سازش کی جڑیں اتنی گہری ہوں گی، اسے یہ خیال کیونکر آسکتا تھا۔ کانگریس مین کا اہم رول تھا جو سی ڈی سی کا بجٹ کنٹرول کرتا تھا۔

خیالات کا ایک برق رفتار بھنور تھا جو ذہن میں چکرا رہا تھا۔ کون مریسا پر یقین کرے گا؟ ایک ٹھوس ثبوت تھا جو کمزور کڑیاں بھی ملا دیتا ہے۔ ویکسی نیشن گن اور دشمنوں کو پتا چل گیا تھا کہ گن کہاں ہے۔ گن سامنے آئے گی نہ مریسا کی موت یا غیاب کی حقیقت سے پردہ اٹھے گا۔

مریسا کے تصور نے ایل کی تصویر کشی کی جو رالف کے مکان میں گھس رہا تھا۔ بے اختیار اس کے ہاتھ سے کانٹا گر گیا۔ اس نے کانٹا اٹھالیا۔ ایل، سان فرانسسکو کے ہوٹل میں باتھ روم کا دروازہ توڑ کر اندر آگیا تھا کانٹا پھر گر گیا۔ وہ لرز اٹھی پھر جھکی لیکن فوراً سیدھی ہوگئی۔ یوں لگا تھا کہ وہ بے ہوش ہونے والی ہے۔

''بس بہت ہوگیا۔'' رالف نے اس کا بازو پکڑا۔ ''تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے، آرام کرو۔ کھانے سے زیادہ تمہیں دوا کی ضرورت ہے۔'' وہ اسے لیونگ روم میں لے آیا۔

نفرت کی موج پھر اُچھلی۔ اسے ہر صورت یہاں سے نکلنا ہے وہ آخری سانس تک لڑے گی۔ مہینوں کی جاں گسل تگ و تاز کے بعد وہ ایسے ہی ہتھیار نہیں ڈالے گی۔

''فی الحال میرے خیال میں صرف خواب آور دوا کافی ہے۔ صبح اٹھوگی تو فریش ہوگی، میں ابھی لے کر آیا۔''

''اوکے۔'' مریسا نے کہا اور رالف سیڑھیاں طے کرکے بالائی منزل پر چلا گیا۔ مریسا نے نئے سرے سے کمر کسی اور کھڑی ہوگئی۔ گاڑی کے بغیر وہ مکان سے نکل بھی جاتی تو دوبارہ جلد ہی پھنس جاتی۔ پہلے اس نے فون اٹھایا لیکن ڈائل ٹون مفقود تھی یعنی رالف پوری طرح محتاط تھا۔

مریسا نے تیزی سے اس کی مرسیڈیز کی چابیاں ڈھونڈنی شروع کیں۔ کچن باتھ روم مختلف کیبنٹ کی درازیں۔ کم وقت میں اس نے خیال کے مطابق تلاشی لی۔ کچھ چابیاں اسے نظر بھی آئیں۔ تاہم مطلوبہ چابی کے حصول میں وہ ناکام رہی۔ وہ ایک ڈیسک کی دراز کھول رہی تھی کہ اچانک رالف واپس آگیا۔

''مریسا کیا چاہیے؟''

اضطراب کو دباتے ہوئے وہ پلٹی، رالف اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گلاس دوسرے میں شاید کوئی گولی دبی تھی۔

''میں نے سوچا کہ شاید کوئی ٹرینکولائزر آس پاس ہی مل جائے۔'' اس نے اوسان بحال رکھے۔

''کچن میں ہے لیکن وہ پین کلر ہے۔''

''اوہ تو تم کیا لائے ہو؟'' مریسا نے رالف کی بند مٹھی کو دیکھا۔

''ڈالمین ہے۔'' اس نے مٹھی کھولی اور کیپسول مریسا کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ کیپسول آدھا سرخ اور آدھا نیم سفید رنگ کا تھا۔

''ڈالمین؟''

''ہاں یہ تمہیں سکون پہنچائے گی اور نیند بھی اچھی آئے گی۔'' رالف نے جواب دیا۔

''یہ مجھے سوٹ نہیں کرتی۔'' مریسا نے کیپسول واپس کر دیا۔

''پھر... ویلیم ٹھیک ہے؟''

''ہاں، ویلیم ٹھیک رہے گی۔''

''ابھی لایا۔'' رالف واپس چل پڑا۔

مریسا نے تلاشی کا عمل پھر شروع کر دیا۔ اس کی بے قراری بڑھ گئی تھی۔ اس مرتبہ مریسا نے سماعت قدموں کی آہٹ پر رکھی ہوئی تھی اسی لیے بروقت جگہ پر واپس آگئی۔

''یہ لو۔'' رالف نے نیلے رنگ کی گولی اس کے حوالے کی۔

''دس ملی گرام؟ زیادہ نہیں ہے؟'' مریسا نے اعتراض کیا۔

''تم خاصی پریشان ہو دس ملی گرام مناسب رہے گی۔'' رالف نے پانی کا گلاس اٹھا کر اسے دیا۔

''بیٹھ جاؤ۔'' مریسا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ لمحہ بھر کے لیے بیٹھتے بیٹھتے رالف کی نگاہ ہٹی اور مریسا نے گولی منہ میں ڈالنے کے بجائے جیکٹ کی جیب میں گرا دی۔

رالف نے اس کی طرف دیکھا تو وہ گلاس منہ سے لگا چکی تھی۔ مریسا گلاس واپس کرتے ہوئے مسکرائی۔ رالف کی آنکھوں طمانیت کی ہلکی سی جھلک، مریسا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔

''کچھ کھاؤ گی؟''

''نہیں ویلیم کے اوپر مناسب نہیں ہے۔'' وہ بولی۔

''ڈرنک چلے گی؟''

''میں بناتی ہوں۔'' وہ خوامخواہ ہنسی۔

''میرے لیے اسکاچ۔'' رالف مطمئن نظر آرہا تھا۔

مریسا نے اسے وال کلاک پر نظر ڈالتے دیکھا۔ مریسا کو احساس تھا کہ وقت کم ہے اور گاڑی کی چابیوں کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ وہ متواتر سوچ رہی تھی کہ چابیاں کہاں ہو سکتی ہیں۔ وہ بار کاؤنٹر کی طرف چل دی۔ خیال آیا کہ براہِ راست چابیاں مانگ لے لیکن اس میں خطرہ ہی خطرہ تھا مریسا کے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔

اس نے عمداً رالف کے لیے عمومی مقدار سے زیادہ اسکاچ انڈیل دی۔ پشت رالف کی جانب تھی، اس نے گولی نکال کر اس کے دو ٹکڑے کیے پوری گولی ذائقہ بدل سکتی تھی، اسے خطرہ تھا کہ گولی اسکاچ میں حل پذیر نہیں ہوگی۔ مریسا نے احتیاط سے بوتل کے ساتھ رگڑ کر نصف گولی کو پاؤڈر کی شکل میں بدل دیا اگرچہ سفوف قدرے موٹا تھا تاہم اِس سے بہتر تھا کہ وہ نصف گولی ویسے ہی جام میں ڈال دیتی۔

''میں مدد کروں؟'' عقب سے رالف نے پیشکش کی۔

''نہیں، بس لا رہی ہوں۔'' مریسا نے اپنے گلاس میں برانڈی لی اور دونوں جام لے کر پلٹی دفعتاً ایک خیال نے اس کے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑا دی۔ گاڑی کی چابیاں اس نے پینٹ کی جیب میں تو نہیں رکھی ہوئیں۔ اس نے بمشکل دوبارہ اس خیال کو رد کیا، براہِ راست چابیوں کے بارے میں پوچھ لے۔

ایک ہی حل تھا اگرچہ خطرہ تھا لیکن کم کم مگر اس کے لیے مریسا کو جو کرنا پڑتا، وہ اس نے پہلے کبھی سوچا نہیں تھا۔ کم از کم رالف کے لیے نہیں اور اب ان حالات میں تو یہ ایک نہایت کڑوا گھونٹ تھا بہرصورت یہ کڑوا گھونٹ اسے نگلنا ہی تھا۔

وہ نشیلی آنکھوں کے ساتھ بیٹھی اور رالف کے ساتھ لگ کر بیٹھی۔ رالف نے عالمِ حیرت میں جام منہ سے لگایا۔ مریسا کو غور سے دیکھا۔ وہ آپے میں نہیں تھی۔ برانڈی چھوڑ کر وہ مزید قریب ہوگئی اور ایک ہاتھ رالف کی ران پر رکھ دیا۔

رالف نے سنسنی محسوس کی اور جلدی سے ایک گھونٹ بھرا۔

''رالف... ف...'' مریسا کی آواز بہکنے لگی اور ہاتھ رالف کی پینٹ پر پیچھے چلا گیا۔

''تت... تم... بہت اچھے ہو۔'' دوسرا ہاتھ اس نے رالف کی گردن میں حمائل کر دیا۔

''اوہ، سویٹ مریسا۔'' رالف کو یقین کرنا ہی پڑا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے بھی گلاس ایک طرف رکھ دیا۔ پتلون کی عقبی جیب میں ہی چابیاں محسوس کرتے ہی مریسا جبر کر کے رالف سے لپٹ ہی گئی۔

اتنی قربت، وارفتگی... اسکاچ تو رالف پر کیا اثر کرتی۔ مریسا کے معطر حسنِ جہاں سوز اور خودسپردگی نے اس کے ہوش اڑا دیے۔ مریسا نے خود کو بدقت تمام اس حرکت کے لیے آمادہ کیا تھا۔ مریسا کا ہاتھ اس کی پتلون کی عقبی جیب پر تھا۔

''اوہ... پلیز گاڈ۔'' اس نے دعا کی اور دو انگلیاں جیب میں ڈال دیں۔ اسے نہیں پتا تھا کہ رالف گردوپیش سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ وہ مریسا کے چہرے سے یہاں وہاں سے طلسمی رنگ چرانے میں کھویا ہوا تھا۔ کہیں سے رنگ کہیں سے مٹھاس وہ جیکسن اینڈ کمپنی کو بھی بھلا بیٹھا تھا۔

مریسا کی انگلی کی رِنگ سے ٹکرائی اور اس نے آہستگی سے چابیاں نکال کر اپنی جیب میں منتقل کر لیں۔

رالف لمحہ بہ لمحہ بے قابو ہوتا جارہا تھا۔مریسا کو بروقت اسے روکنا تھا، دل کڑا کر کے اس نے ایک بڑا معرکا سر کرلیا تھا۔

''ڈارلنگ۔'' وہ اچانک چہرہ ایک طرف ہٹا کر بولی۔ ''تمہارے ساتھ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔مگر وہ گولی کیسی تھی؟ میں یکدم ہی بہک گئی، مجھے سوجانا چاہیے۔''

رنگین سپنا ٹوٹ گیا تھا۔وہ سپنا نہیں جادو تھا۔رالف کی آنکھیں خمار آلود تھیں۔

''ہاں سوجاؤ۔یہیں سوجاؤ میرے پاس۔''

''مگر بعد میں تمہیں مجھے اٹھا کر اوپر کمرے تک پہنچانا پڑے گا۔'' مریسا نے فنکاری سے خود کو الگ کرلیا۔''مجھے خود کمرے تک جانا چاہیے۔''

''تم نہیں چاہتیں کہ میں تمہارے ساتھ رہوں؟'' رالف کی آواز میں امید تھی، آرزو تھی، تشنگی تھی۔

''ڈارلنگ تم ہمیشہ میرے ساتھ ہو اور رہو گے۔تم بہت اچھے ہو تاہم اس وقت میں سوجاؤں تو بہت اچھا رہے گا۔'' وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

''لباس تبدیل نہیں کرو گی؟''

''رالف، میری آنکھیں بند ہوئی جارہی ہیں۔''

''اوکے، کسی چیز کی ضرورت پڑے تو میں یہیں ہوں۔'' رالف نے بجھی ہوئی آواز میں کہا۔

کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی مریسا پنجوں کے بل چلتی ہوئی قریب ترین کھڑکی سلائڈ کر کے بالکونی میں اُتر گئی۔اس نے پورا دھیان رکھا ہوا تھا کہ معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہو۔موسم بہار کی خاموش رات تھی، ہوا بند تھی۔آسمان کے تارے، بالکونی میں اترنے والے چاند کا مشاہدہ کررہے تھے۔اونچے درختوں کی قطار سیاہی مائل بھوتوں کے مانند تھی دور سے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔فوراً بعد مریسا کی سماعت سے کسی کار کے انجن کی آواز ٹکرائی۔

مریسا نے تیزی سے اپنی پوزیشن کا جائزہ لیا۔وہ اسفالٹ سے پندرہ فٹ بلندی پر تھی۔اتنی بلندی سے کودنے کا سوال ہی نہیں تھا۔پورچ کی ترچھی چھت بھی بالکونی سے فاصلے پر تھی۔بالکونی کی نچلی سطح سے چوکور ستون نما ڈنڈے سے افقی سمت میں آگے نکلے ہوئے تھے۔یہ ایک قسم کا آرائشی ڈیزائن تھا۔

مریسا ہمت کر کے بالکونی پر چڑھی اور ایک ستون پر لیٹ گئی۔وہ انچ انچ کر کے رینگتی ہوئی آگے جارہی تھی۔تاہم اس کا اندازہ غلط نکلا۔ستون کے سرے سے پورچ کی چھت اب بھی دس فٹ دور تھی۔اس نے واپس پیچھے کی جانب کھسکنا شروع کیا۔یہ عمل آگے جانے سے زیادہ دشوار تھا۔تاہم وہ کسی نہ کسی طرح واپس بالکونی میں آگئی۔اس کی سانس چڑھی ہوئی تھی، وہ وہیں لیٹ کر آسمان کے تاروں کو گھورنے لگی۔

جس کار کے انجن کی آواز اس نے سنی تھی، وہ ڈرائیووے میں کھڑی تھی۔وہ خاموش لیٹی رہی۔نیچے سے آوازیں آنا شروع ہوگئی تھیں پھر خاموشی چھا گئی غالباً رالف ....دروازہ کھول کر انہیں اندر لے گیا تھا۔

مریسا کی سانس بحال ہوئی تو وہ واپس کمرے میں آگئی۔کمرے کا دروازہ کھول کر وہ دبے قدموں ہال وے میں آگئی۔یہاں اسے رالف کی آواز سنائی دی۔تاہم وہ اتنی بلند یا قریب نہیں تھی کہ وہ کچھ سمجھ سکتی۔

مریسا، عقبی سیڑھیوں کی طرف جانے کی کوشش کررہی تھی۔وہ کئی تاریک کمروں کے پاس سے گزری۔کئی موڑ کاٹے اس کی حسِ سماعت پوری طرح بیدار تھی۔وہ دوسری منزل کے ایسے مقام پر آگئی جہاں سے نیچے کچن کی روشنی نظر آرہی تھی۔

آوازوں کے ساتھ قدموں کی آہٹیں بھی اُبھر رہی تھیں۔وہ بوکھلا گئی۔دل بھی زخمی پرندے کے مانند پھڑپھڑایا۔آوازوں کی سمتیں مختلف تھیں۔مریسا نے گھبرا کر اپنا ارادہ بدل دیا اور تیسری منزل کی سیڑھیوں پر قدم رکھ دیا۔وہ بلا آواز تیزی سے تیسری منزل پر پہنچ گئی۔

وہاں رکنے کے بجائے وہ چھت پر پہنچ گئی۔اسے فائر اسکیپ کی تلاش تھی۔وہ نفسیاتی طور پر بلندی سے خوف کھاتی تھی لیکن اس وقت جان پر بنی ہوئی تھی۔تمام تر ہمت جمع کر کے اس نے فائر اسکیپ کی آہنی سیڑھی پر قدم رکھ دیا۔وہ بچوں کے مانند قدم بہ قدم نیچے جارہی تھی ابھی وہ دوسری منزل تک ہی پہنچی تھی کہ شور شرابے کا آغاز ہوا۔

بلند آوازیں، دروازوں کے کھلنے بند ہونے کا شور مکان میں روشنی بڑھنے لگی۔تاریک کمروں کے سوئچ بھی آن کردیے گئے تھے صاف عیاں تھا کہ مریسا کے فرار کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا۔

مریسا نے اپنے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے قدرے تیزی سے اترنا شروع کیا۔اس کی تلاش ابھی گھر کے اندر ہی جاری تھی۔

سیڑھی گھاس کے قطعے سے اوپر ہی ختم ہوگئی تاہم یہ اتنی بلندی نہیں تھی کہ وہ کود نہ سکتی۔ سیڑھی کا آخری ڈنڈا پکڑ کر وہ لٹکی تو زمین اس کے پیروں سے چند فٹ ہی دور تھی۔

مریسا نے آہنی سیڑھی کا آخری ڈنڈا چھوڑ دیا۔

☆☆☆

جیسے ہی اس کے قدموں نے گھاس کو چھوا، وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی گر گئی۔ تاہم دوبارہ اٹھنے میں اس نے لمحہ ضائع نہیں کیا تھا۔ وہ پوری رفتار سے گیراج کی جانب دوڑی۔

قاتلوں کا ٹولہ گھر کے اندر ہی تھا لیکن کسی بھی وقت وہ باہر آنے والے تھے۔ مریسا دعا مانگ رہی تھی کہ گیراج لاک نہ ہو جیسے ہی وہ گیراج میں داخل ہوئی قدرے فاصلے پر مکان کی جانب سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

اندر رالف کی قیمتی مرسڈیز، سیڈان موجود تھی۔ مریسا کے اعصاب تنے ہوئے تھے، سانس پھولی ہوئی تھی دروازہ کھول کر وہ اندر گھس گئی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے چابی اگنیشن میں لگا کر گھمائی۔ اسٹیئرنگ کے پیچھے مختلف پینلز کے انڈیکیٹرز روشن ہوگئے۔ تاہم انجن اسٹارٹ نہیں ہوا۔ رالف کے ساتھ ماضی میں اس نے ایک بار مرسڈیز ڈرائیو کی تھی۔ اس نے ذہن کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی۔

مریسا کو رالف کی ہدایات یاد آئیں۔ لگژری کار میں وزنی ڈیزل انجن لگا تھا مخصوص نارنجی رنگ کا انڈیکیٹر بجھے گا تو کار اسٹارٹ ہوگی۔ مریسا نے سوئچ لگا رہنے دیا اور بے چینی سے انڈیکیٹر کو گھورنے لگی، اسے باہر سے دوڑتے قدموں کی آواز آرہی تھی۔ نارنجی اشارے نے آنکھ بند کرلی اور مریسا نے سیلف لگایا۔ ساتھ ہی پھرتی سے اس نے ڈور لاک پر ہاتھ مارا۔ چاروں دروازوں کے آٹو لاک ہوگئے۔ طاقتور ڈیزل انجن ہلکی سی غراہٹ کے ساتھ بیدار ہوگیا۔ عقبی آئینے میں گیراج ڈور کے قریب کوئی سایہ لہرایا۔ مریسا نے ایکسیلیٹر دبایا۔ انجن کی غراہٹ بلند ہوگئی۔ کسی نے ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے کے بند شیشے پر گھونسے بازی کی۔ مریسا نے ریورس گیئر میں آکر ایکسیلیٹر دبایا۔ لمحوں کا کھیل تھا، وہ کار میں نہ ہوتی تو کھیل ختم ہوچکا تھا۔ وہ ڈرائیونگ ٹیسٹ نہیں دے رہی تھی زندگی کی بازی کھیل رہی تھی۔ خلافِ معمول وہ پیڈل دباتی چلی گئی۔ وزنی لمبی مرسڈیز بپھرے ہوئے درندے کے مانند اچھلی، لہرائی اور بلند غراہٹ کے ساتھ پیچھے کی طرف بھاگی۔ مریسا کو جھٹکا لگا۔ پشت نشست گاہ سے چپک گئی۔ اس نے پوری طاقت سے اسٹیئرنگ جکڑا ہوا تھا۔ عقب میں دو افراد گیراج کا دروازہ بند کرنے کی

حماقت میں مصروف تھے۔ بدمست ہاتھی کی مستقل یلغار نے انہیں دائیں بائیں اچھلنے پر مجبور کردیا۔ مریسا نے جیکسن کی گاڑی کے قریب بریک لگائے تاہم مرسڈیز گاڑی کو ٹکر مار چکی تھی۔ دھماکا ہوا۔

مریسا نے گیئر باکس فارورڈ میں شفٹ کیا۔ اس دوران لمحاتی وقفے کا فائدہ اٹھا کر کوئی مرسڈیز کے بونٹ پر چڑھ گیا تھا۔ مرسڈیز نے آگے جانے سے انکار کردیا۔ غالباً اس کا عقبی حصہ جیکسن کی گاڑی میں الجھ گیا تھا۔ مریسا نے اوسان بحال رکھے۔ دوبارہ ریورس میں گئی اور بھاری مرسڈیز کو پیچھے پھینکا اس مرتبہ مرسڈیز نے دوسری گاڑی کو تقریباً روند ہی ڈالا۔ اس بار دھماکے کی آواز بلند تھی۔

مریسا پھر فارورڈ میں آئی اور پیڈل دباتی چلی گئی۔ گاڑی نے اوپر تلے دو جھٹکے لیے، دوسرا جھٹکا، الجھا ہوا عقبی دامن چھڑانے کا تھا۔ بونٹ پر چڑھے ہوئے بدمعاش کو گاڑی نے مردہ مرغی کی طرح جھٹک دیا تھا۔

مرسڈیز کمان سے نکلے تیر کی طرح پرواز کرگئی۔ مریسا کے جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ اس نے رکی ہوئی سانس خارج کی۔

☆☆☆

”بھول جاؤ، جیک۔“ جیکسن مجروح گاڑی کے نیچے سے نکلا اور ہاتھوں پر سے گریس کے دھبے صاف کرنے لگا۔

”لونڈیا نے تمہاری گاڑی کا ریڈی ایٹر تباہ کردیا ہے اور بھی زخم لگ گئے ہے۔ پانی بھی لیک ہوگیا ہے۔ گاڑی اسٹارٹ بھی ہوگئی تو کسی کام کی نہیں۔“ اس نے جیکسن کو بتایا۔

جیکسن نے بگڑے ہوئے تاثرات کے ساتھ ناشائستہ تبصرہ کیا اور مشتعل انداز میں ہیبر لنگ کو گھورا۔

”ائرپورٹ پر تم لوگوں کا انتظار کرنے کے بجائے اگر

میں سیدھا یہاں آتا تو ایسا نہ ہوتا۔'' جیکسن نے تلخی سے کہا۔
''ہونہہ... جیک اور جارج کے بغیر تم کیا تیر چلاتے۔ وہ تو یہاں سب کے منہ پر تھوک کر چلی گئی۔''
ہیبرلنگ نے تیوریاں چڑھائیں۔
''تم میری دوسری گاڑی استعمال کر سکتے ہو لیکن وہ ٹو سیٹر ہے۔'' رالف نے پیشکش کی۔
''وہ ہاتھی لے گئی ہے بکرے کے ساتھ ہم اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔'' جارج نے تبصرہ کیا۔ ''ہم اسے پکڑ ہی نہیں سکتے۔'' اس نے فیصلہ سنا دیا۔
''کیا مطلب؟'' جیکسن غرایا۔
''بعض باتیں سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں یا بہت دیر سے سمجھ میں آتی ہیں، نہ وہ ڈاکٹر ہے نہ لڑکی ہے۔''
''چڑیل ہے؟'' جیک نے پوچھا۔
''چڑیل ہے، بلا ہے، چھلاوا ہے... یہ نہیں پتا لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہم اسے نہیں پکڑ سکتے۔''
''وجہ؟''
''وجہ نہیں پتا۔''
''پھر ایسے ہی بولے جا رہے ہو؟''
''ایل کا جو حال ہوا تھا۔ ایک بار نہیں دو بار اس کی منطق بتا دو۔''
خاموشی۔
''ایبولا گن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکی، وجہ بتا دو؟''
خاموشی۔
''MCL میں دو آدمی مل کر اسے قابو میں نہیں کر سکے وضاحت کر دو؟''
''ولیم کھا کر بے ہوش پڑی تھی پھر کیا ہوا وجہ بتا دو؟''
خاموشی... سکوت۔
''مزید یہ...''
''بس بس۔'' جیکسن نے ہاتھ اٹھایا۔ ''سیدھا بولو تم پیچھے ہٹ رہے ہو۔''
''میں پیچھے نہیں ہٹتا۔'' جارج نے دانت پیسے۔ ''لیکن ہم اسے نہیں پکڑ سکتے۔''
''پھر...؟''
''پھر یہ کہ میں ساتھ ہوں۔''
''تمہاری بکواس سمجھ میں نہیں آئی۔'' ہیبرلنگ نے کڑوی آواز میں کہا۔
''میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔'' جارج کی آواز پُرسکون تھی۔

''کوئی آئیڈیا؟'' جیکسن نے جارج کو نظرانداز کر کے رالف سے سوال کیا۔
''وہ پولیس کے پاس نہیں جائے گی۔'' رالف بولا۔
''اب وہ ہر کسی سے خوف زدہ ہے۔ ہر ایک پر شک کرے گی۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ ایبولا گن کے حصول کے لیے اکیلی سی ڈی سی جائے گی، یہ ہمارا آخری چانس ہوگا۔''

☆☆☆

مریسا کو فرار ہوئے پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ اس کی گھبراہٹ کم ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بے مقصد اِدھر اُدھر چکرا رہی تھی۔ اس نے متعاقبین کو ذہن میں رکھتے ہوئے اندھا دھند بہت سارے موڑ کاٹے پھر ایک گیس اسٹیشن پر رک گئی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کہاں آنکلی ہے۔ شیشہ نیچے کر کے اس نے معلومات کیں۔ جواب دینے والا مرسڈیز کے عقبی متاثرہ حصے کو دیکھ رہا تھا۔ تاہم اس نے کسی تبصرے سے احتراز کیا۔ بہرحال ایموری یونیورسٹی کے بارے میں گیس اسٹیشن والے نے الٹا سیدھا کچھ نہ کچھ بتا ہی دیا۔
مریسا نے شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی جدوجہد کے بعد سی ڈی سی کی عمارتوں کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے رفتار کم کر دی تھی۔ وہ ابھی تک حتمی فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔ کیا اسے خود کسی اچھے وکیل کو تلاش کرنا چاہیے۔
اس کے ذہن میں عالمی ادارۂ صحت کے ڈاکٹر احمد فخری کا نام بار بار سر اٹھا رہا تھا۔ وہ پیچ ٹری پلازا میں ٹھہرا ہوا تھا لیکن کیا وہ اس کی کہانی پر یقین کر لے گا یا نورس اور سی ڈی سی کے کسی اور افسر سے رابطہ کرے گا۔
اس کے خوف زدہ ذہن میں گاہے گاہے منطقی خیال آرہے تھے کہ پہلے ویکسی نیشن یا ایبولا گن پر قبضہ کیا جائے گا۔ اس کے پاس واحد ٹھوس ثبوت وہی گن تھی۔ ٹیڈ کا کارڈ ابھی تک اس کے پاس محفوظ تھا۔ اگرچہ اس بات کا احتمال تھا کہ سیکیورٹی والے اسے اندر داخل نہ ہونے دیں۔
بالآخر دل کڑا کر کے اس نے ایک دلیرانہ فیصلہ کیا اور پُراعتماد انداز میں سی ڈی سی کی حدود میں داخل ہو گئی۔
سامنے والے دروازے پر اسے گارڈ نظر آیا۔ وہ ایک ڈیسک کے عقب میں بیٹھا کوئی ناول پڑھ رہا تھا۔ مرسڈیز کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ مریسا نے نچلا ہونٹ چبایا اور کار سے اُتر گئی۔ اس نے اپنی چال اور تاثرات کو نارمل رکھا ہوا تھا۔
اس نے کچھ کہے بغیر لاپروائی سے قلم اٹھا کر سائن اِن بک پر نام لکھا پھر گارڈ کو دیکھا مریسا کو توقع تھی کہ وہ کچھ

بولے گا تاہم وہ سستی سے مریسا کو دیکھ رہا تھا۔ غالباً اس کی توجہ ناول کی طرف سے نہیں ہٹی تھی۔

"کیا پڑھ رہے ہو؟" وہ مسکرائی۔

"کیمس۔" وہ بولا۔

مریسا، مرکزی ایلیویٹر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کی نسوانی حس بتارہی تھی کہ گارڈ کی نگاہ اس کی پشت پر ہے۔ اس نے مطلوبہ فلور کا بٹن دبایا اور مڑ کر دیکھا۔ گارڈ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مریسا، ایلیویٹر میں داخل ہوئی۔ ایلیویٹر کا دروازہ بند ہوتے ہی گارڈ کی سستی ختم ہوگئی۔ اس نے ڈیسک پر موجود فون اٹھایا۔

"بہت اچھے، جیروم۔ بہت عمدہ۔" نورس نے بھرائی ہوئی آواز میں گارڈ کی تعریف کی، آواز سے نورس تھکا ہوا بیمار لگ رہا تھا۔ "ہم پہنچ رہے ہیں اور کسی بھی فرد کو اندر مت جانے دینا۔ غور سے سنو کسی بھی صورت میں کسی اور کو اندر مت جانے دینا۔" نورس نے تاکید کرتے ہوئے فقرہ دہرایا۔ "اپنے دونوں بندوں کو چوکس کردو۔"

"باس آپ بے فکر ہوجائیں۔" جیروم نے مستعدی سے جواب دیا۔

☆☆☆

مریسا ایلیویٹر سے نکلی۔ کچھ دیر دونوں ایلیویٹر کے انڈیکیٹر کی نگرانی کرتی رہی۔ دونوں ساکت تھے۔ عمارت میں خاموشی کا راج تھا۔ بعدازاں اس نے پھرتی سے پیش قدمی شروع کردی۔ اس کی منزل MCL لیب تھی۔

MCL میں پہنچ کر اس نے تمام حفاظتی اقدام کیے۔ وہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں ٹیڈ اپنی ذاتی اشیا رکھتا تھا۔ دل ہی دل میں وہ دعا گو تھی کہ اس کا مطلوبہ پیکٹ ٹیڈ نے کسی اور جگہ نہ چھپایا ہو۔

اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ پیکٹ اسے با آسانی مل گیا۔ "شکریہ ٹیڈ۔" وہ بڑبڑائی۔ مزید یقین کرنے کے لیے اس نے پیکٹ کی تحریر دیکھی۔

ٹیڈ کے نام اس نے اپنی ہینڈ رائٹنگ پہچان لی تھی۔ پیکٹ اس نے نئے گاربیج بیگ میں منتقل کیا۔ واپسی پر اس نے تمام حفاظتی سامان الگ کیا۔ کپڑے تبدیل کیے فلٹر سسٹم آف کیا اور باہر نکل گئی۔ اب ڈاکٹر فخری یا اتھارٹی میں سے کسی ایسے شخص سے ملنے کا وقت تھا جو قابلِ اعتماد ہو۔ کپڑے تبدیل کرنے سے قبل وہ فینولک ڈس انفیکٹ کے شاور میں مخصوص وقت گزارنا نہیں بھولی تھی۔

پیکٹ حاصل کر کے مریسا ہیجانی کیفیت میں آگئی تھی۔

☆☆☆

نورس بہت تیز ڈرائیو کررہا تھا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اس نے عین سی ڈی سی کے داخلی دروازے کے سامنے بریک لگائے۔ پہیوں کی چیخ بلند ہوئی۔ گاڑی پھسلی اور ترچھی ہو کر رک گئی۔

گارڈ جیروم، گلاس ڈور کے ساتھ چوکس کھڑا تھا۔ نورس نے کچھ پوچھنے کی زحمت نہیں کی۔ جیروم کی خاموشی بتارہی تھی کہ مریسا عمارت میں ہے۔ تینوں اندر داخل ہوگئے۔ نورس دوڑتا ہوا ایلیویٹر کی طرف گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

نورس نے تیسری منزل کا بٹن دبادیا۔

☆☆☆

مریسا وائرلوجی ڈیپارٹمنٹ کے پاس سے گزری ہی تھی کہ مرکزی عمارت کا دروازہ اچانک کھلا اور تین آدمی نمودار ہوئے۔ مریسا لٹو کے مانند گھوم کر واپس بھاگی۔

"مریسا... رک جاؤ۔" کوئی چیخا۔

مریسا کو ساعت کا دھوکا معلوم ہوا۔ وہ نورس کی آواز تھی۔

"اوہ گاڈ... کیا وہ بھی اس کے تعاقب میں ہے؟" وہ ایک کھلے دروازے میں گھسی اور اسے بند کردیا۔ دائیں جانب ایلیویٹر تھا بائیں جانب سیڑھیاں۔ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔

نورس دروازہ کھول کر اندر گھسا تو ایلیویٹر کا اشارہ بتارہا تھا کہ مریسا لابی کے لیول پر ہے۔ تینوں سیڑھیوں کی طرف لپکے۔

مریسا جانتی تھی کہ نورس زیادہ دور نہیں ہے۔ گارڈ کو الرٹ کیے بغیر چارہ نہیں تھا۔ وہ اپنی رفتار کم نہیں کرسکتی تھی۔ گارڈ جیروم ڈیسک پر تھا۔ اول تو اسے گمان نہیں تھا کہ مریسا اکیلی واپس آئے گی اور وہ بھی اس انداز میں۔ جب تک اس کی توجہ پوری طرح ناول سے ہٹتی مریسا اڑتی ہوئی اس کے قریب سے گزر گئی۔ جیروم بھونچکا کھڑا تھا۔ تاہم اس نے وزنی پسٹل نکال لیا تھا اور مرسیڈیز کے قریب گھات لگائے دونوں ساتھیوں تک بذریعہ وائرلیس نورس کی آخری ہدایت پہنچادی تھی۔

جب تک وہ مریسا کو زبردستی روکنے کا فیصلہ کرتا، وہ رالف کی کار تک پہنچ چکی تھی۔

عقب میں چیخ و پکار بلند ہوئی۔ مریسا نے مرسیڈیز میں گھس کر پیکٹ ایک طرف ڈالا اور دروازہ بند کر کے

اسٹیئرنگ سنبھالا۔ اسی وقت مریسا کی سانس رک گئی۔ پسنجر سیٹ خالی نہیں تھی۔ عقبی نشست پر بھی کوئی موجود تھا۔ سب سے خوف ناک وہ بڑا سا ریوالور تھا جس کا رخ مریسا کی جانب تھا۔

مریسا کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ چہرہ سفید پڑ گیا۔ اس نے گھومنا چاہا لیکن جسم میں جان نہیں تھی۔ مسامات نے پسینہ اگل دیا۔ آنکھوں میں نمکین پانی اتر آیا۔ حسین چہرے پر کرب اور اذیت کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس نے ایک بے آواز سسکی لی۔ یہ تھا اختتام مہینوں کی بھاگ دوڑ، جان لیوا کشمکش کا دی اینڈ... پیشے سے دیانت اور وابستگی کا انجام۔

مدھم روشنی میں اس نے دھندلی نظر سے ریوالور والے کا چہرہ دیکھا، ایک آواز آئی۔ ''گڈ بائے۔'' دھماکا ہوا، وقت کی گردش رک گئی۔ کائنات میں کچھ نہ تھا... گھور اندھیرے کے سوا۔

☆☆☆

مریسا کو ہوش آیا تو کوئی اسے پکار رہا تھا۔ وہ کسی نرم چیز پر لیٹی ہوئی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔

''کیا میں زندہ ہوں؟'' اس کے ذہن نے پہلا سوال کیا۔

''مریسا... مریسا...'' آواز پھر سنائی دی۔

مریسا نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔ نگاہ چھت پر گئی پھر پتلیوں نے آہستہ سے گردش کی۔ سی ڈی سی کا کمرا اس نے پہچان لیا تھا۔ کمرے میں کافی لوگ آ جا رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں اس کے ہوش وحواس بحال ہو رہے تھے۔ وہ ریوالور والا کہاں گیا؟ اس نے سوچا اسے یقین آتا جا رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔

''مریسا...'' وہی آواز پھر آئی۔ آواز میں درد تھا۔ مریسا کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ نورس کی آواز تھی۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

وہ رنگین خواب تھا یا دلکش تصورات تھے۔ عجب نیرنگیِ حیرت تماشا تھی۔ غالباً اظہارِ تمنا سے غمِ پنہاں تک دشوار مراحل طے ہوچکے تھے۔ وہ محبوب نظر، آفتِ جاں پر تفکر انداز میں اس پر جھکا ہوا تھا۔ سیاہ آنکھیں، غم وخوف سے مزید سیاہ ہوگئی تھیں۔ مریسا پلکیں جھپکانا بھول گئی۔

نورس کا اندازِ نظر بدلا ہے یا مزاجِ غم؟ یا اخفائے غمِ عشق اب منظور نہیں۔ کیا وقتِ اظہار آن پہنچا... وہ مقناطیسی آنکھوں کی سیاہی میں غوطہ زن تھی۔

''مریسا تم ٹھیک ہو؟'' اس نے پھر لب کشا کیے۔

مریسا نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا اور مسکراہٹ دبائی۔ رابطہ نطق وزباں کیا جواب دوں؟

''کچھ بولو، گھورے جا رہی ہو۔''

وہ چپ رہی۔ مفہوم تیری نظر کا پالوں تو کہوں۔ حسنِ یقین پر مسکرالوں تو کہوں یا خود ہی بتا دو کہ سر بکف ونغمہ بلب کیا بیتی... میں کیا کہوں؟ مسحور جمال کرتے ہو، آنکھوں آنکھوں میں دل لیے جاتے ہو اور پوچھتے ہو، حال کیا ہے۔ کیوں کہوں کہ نظارۂ طلب ہے جانِ نظارہ... تسکین نظر سے، شوق بے پایاں تک، دیدۂ حیراں کو حیراں ہونے دو۔

''مریسا، کیا محسوس ہو رہا ہے؟'' وہ اس کے نفی میں سر ہلانے پر مزید زار وزبوں نظر آیا۔ مریسا اندر ہی اندر لطف اندوز ہو رہی تھی۔ کیوں آج نوائے درد ہے ہوش طلب؟ اس نے بے آواز نورس سے سوال کیا۔ کہاں معدوم ہوئی بے رخی وبے اعتنائی۔

''کچھ تو بولو۔'' اس نے بے قرار ہوکر مریسا کے شانے پر ہاتھ رکھ لیا پھر چونک کر ہاتھ ہٹایا۔ ''سوری۔'' شاید اسے ماضی کی حرکت یاد آگئی تھی۔ مریسا بے اختیار ہوگئی۔ کشمکش بیم ورجا معدوم ہوگئی۔ اس نے نورس کا ہاتھ پکڑ کر واپس شانے پر رکھ لیا۔

''سوری کیوں؟'' اس کے لبوں پر مسکراہٹ کی کلی پھوٹی۔ ''اتنی دور سے سوالات کیے جا رہے ہو؟'' مریسا کے چہرے پر شرارت ناچ رہی تھی۔

نورس کی آنکھوں میں تحیر نے انگڑائی لی۔ وہ کئی سوالات کے جواب پا گیا۔ مسکرا کر سیدھا ہوا تاہم ہاتھ مریسا کے شانے پر ہی رہنے دیا۔

''ڈر بٹھا دیا ہے تم نے سینے میں، ورنہ قریب سے جواب حاصل کرلیتا۔''

''اور درد بٹھا دیا تھا تم نے دھڑکنوں میں، ورنہ اتنی دیر خاموش نہ رہتی۔'' مریسا نے ترنت جواب دیا۔

☆☆☆

''ہمیں بہت دیر سے اندازہ ہوا کہ آخر ہوا کیا ہے اور تم کیوں اپنی تحقیقات پر اڑی ہوئی ہو؟'' نورس، مریسا کے سوالات کے جواب دے رہا تھا۔ ''تمہارے تحفظ سے متعلق میں شدید پریشانی کا شکار رہا کیونکہ ہمیں ادراک ہوگیا تھا کہ تمہیں راستے سے ہٹا دیا جائے گا لیکن تم نے موقع ہی نہیں دیا کہ میں تم سے رابطے میں آتا۔'' میں نے ایف بی آئی کی

مدد حاصل کی۔ معاملہ نیشنل ایمرجنسی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

''میں اس غلط فہمی کا شکار رہی کہ تم مجھ سے بدظن ہو چکے ہو یا پھر سازش کا حصہ ہو۔'' مریسا کی آواز میں معذرت تھی۔

''مجھے یہ شک ہو چلا تھا کہ تم میرے بارے میں کس طرح سوچ رہی ہو۔'' نورس نے اظہارِ افسوس کیا۔ ''لیکن قصور میرا تھا میں سی ڈی سی کی ساکھ بچانے میں لگا رہا اور متواتر تمہارے نظریات اور خیالات کو رد کرتا رہا لیکن یقین کرو کہ اس میں میری کوئی بدنیتی شامل نہیں تھی۔''

مریسا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ''میرا خیال ہے کہ میں نے بھی تمہیں سمجھنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی اور متواتر اصول توڑنے میں لگی رہی۔''

اسی دوران میں ایک ملازم نے آکر اسپتال کے بارے میں پوچھا۔

''اسپتال چلوگی؟'' نورس نے سوال کیا۔

''کیوں؟''

نورس سر کھجانے لگا۔ ''میرا مطلب ہے۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری۔''

''اب تو ٹھیک ہوئی ہوں البتہ تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔''

''وہ کیسے؟''

''بتادوں؟'' مریسا نے اس کا ہاتھ دبایا۔

''یہاں پر؟'' نورس اس کے ذومعنی انداز پر حیران تھا۔

''چلو معاف کیا پھر سہی۔''

''تم بے ہوش کیوں ہوگئی تھیں؟''

''میں جس پوزیشن میں تھی، دھماکا ہوتے ہی یہی سمجھی کہ...''

''نہیں گولی ایف بی آئی کے آدمی نے چلائی تھی۔ انہیں میں پہلے ہی الرٹ کر چکا تھا۔ گارڈ بھی ایف بی آئی کا تھا۔ چار آدمی اور تھے۔ دو میرے ساتھ تمہیں بچانے کے لیے سی ڈی سی میں گئے تھے۔ باہر موجود باقی تینوں کو بشمول جیروم، ہدایت تھی کہ ہر قیمت پر تمہیں بچانا ہے۔''

''بڑی فکر تھی میری؟'' مریسا کی آنکھوں میں شرارت ناچی۔

''شروع سے تھی۔'' نورس خجل سا دکھائی دیا۔

☆☆☆

ڈاکٹر کاربونورا کے اصرار پر مریسا نے دو ہفتے کی چھٹی قبول کی۔ واپسی پر وہ سامان کھول رہی تھی۔ چھٹی کے دوران میں ورجینیا میں وہ اپنی فیملی سے بھی ملی تھی۔ جہاں اس کی خوب ہی خاطر تواضع کی گئی۔ واپسی پر ٹفی جیسا ایک کتا بھی اس کے حوالے کیا گیا۔ جس کا نام مریسا نے ٹفی 2 رکھ دیا۔

اچانک دروازے کی گھنٹی کی آواز گونجی۔ مریسا نے حیرت محسوس کی، کون ہو سکتا ہے۔ اس نے کسی کو بھی اپنی واپسی کی ٹھیک ٹھیک تاریخ نہیں بتائی تھی۔ اس نے دروازہ کھول کر حیرت سے نورس کو دیکھا۔ نورس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ مریسا نے ذہن پر زور دیا۔

''امید ہے کہ اس طرح اچانک وارد ہونے پر معذرت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔'' نورس مسکرایا۔ ''ڈاکٹر کاربونارا کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ تم واپس آگئی ہو اور ڈاکٹر فخری تم سے ملنا چاہتے تھے۔ یہ ان کا امریکا میں آخری دن ہے۔ ڈاکٹر فخری آج رات جنیوا واپس چلے جائیں گے۔''

ڈاکٹر فخری نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ ''میرے لیے یہ ایک اعزاز ہے۔'' وہ بولا۔ ''میں اس شخصیت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا جس نے نامساعد حالات میں شاندار جاسوسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بدترین سازش کا پردہ چاک کیا۔''

''اور ہماری مدد و تعاون کے بغیر۔'' نورس نے لقمہ دیا۔

مریسا نے گلابی چہرے کے ساتھ خجالت محسوس کی۔ اسے کوئی مناسب جواب نہیں سوجھا۔ ''شکریہ ڈاکٹر۔'' وہ احمد فخری کا ہاتھ تھام کر اتنا ہی کہہ سکی۔

''ہم نے سوچا کہ تمہیں حقائق بتائے جائیں۔'' اس نے کہا۔ ''پریس نے اختصار سے کام لیا ہے۔ تاہم پولیس اتفاق کرتی ہے کہ تم نامعلوم اطلاعات کی حق دار ہو۔''

''اوہ، نائس ... یقیناً مجھے خوشی ہوگی پلیز اندر آجائیے۔''

وہ تینوں اطمینان سے بیٹھ گئے تو ڈاکٹر فخری نے ایک بار پھر اظہارِ تشکر کیا۔ ''ایبولا سے متعلق ہر آدمی گرفتار ہو چکا ہے۔ جس آدمی کو تم نے سان فرانسسکو میں زخمی کیا تھا، اس نے سرجری کے بعد ہوش میں آتے ہی ہیبرلنگ کو ذمے دار ٹھہرا دیا شاید اسے اپنی جان خطرے میں نظر آرہی تھی کیونکہ ہوٹل میں ایک قتل کا مرتکب ہو چکا تھا۔''

''وہاٹ؟'' مریسا کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔

''تمہارے کمرے میں گھسنے سے قبل اس نے چابی کے حصول کے لیے اسی فلور پر ایک ملازمہ کو قتل کر دیا تھا۔''

مریسا جھرجھری لے کر رہ گئی۔

''تم نے فائٹنگ کب اور کہاں سیکھی؟'' نورس اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا۔ ''تمہارا قاتل خود تمہارے ہاتھوں

مقتول ہوتے ہوتے رہ گیا۔ وہ جیل میں رہنا چاہتا تھا۔ اس کے بیان کا ایک حصہ اس خطرے کو ظاہر کررہا تھا کہ ہمبر لنگ اسے مروادے گا۔ اس کا بیان کافی طویل تھا۔ وہ پولیس سے بھرپور تعاون کررہا تھا۔ اسی میں اس کی بچت کا پہلو نکلتا تھا۔ تاہم زیادہ سے زیادہ وہ سزائے موت سے بچ جائے شاید۔''

''ہمبر لنگ کا کیا بنا؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''اسے گرینڈ جیوری کا سامنا ہے۔ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے جن میں قتل کی وارداتیں بھی شامل ہیں جو اس نے خود کیے یا کروائے۔''

''جس نے مجھ پر ایبولا گن سے حملہ کیا تھا، کیا وہ زندہ ہے؟''

''ہاں، اسے بروقت سیرم انجکٹ کردی گئی تھی تاہم کچھ عرصے بعد مرض کی پیچیدہ علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ وہ اسپتال میں ہے شاید ہی بچ پائے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔''

''تو میں بھی قاتل ہوئی؟''

''وہ تو تم شروع سے ہو۔'' نورس رکتے رکتے بھی بول گیا۔

ڈاکٹر فخری دلچسپی سے دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ فخری کی موجودگی کی وجہ سے ہی مریسا نے نورس کے آخری فقرے کا جواب نہیں دیا بس گھور کر رہ گئی۔

''اور PAC کے دیگر افسران؟'' مریسا نے ایک اور سوال کیا۔

''کئی ایک نے اسٹیٹ ایویڈینس کے طور پر گواہ بننے کی پیشکش کی ہے جس کے باعث تحقیقات اور تفتیش سہل تر ہوگئی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر ممبر اصل سازش سے بے خبر تھے یا پھر اس کے خلاف...''

''ڈاکٹر ٹائی مین کے بارے میں بتاؤ؟''

''تم نے اس سے مل کر جس دلیری کا مظاہرہ کیا، وہ قابلِ قدر ہے۔ ٹائی مین کی جان بہت آسانی سے چھوٹ جائے گی کیونکہ اس میں قوتِ فیصلہ تھی۔ اس نے فوری ردِعمل کا مظاہرہ کیا، اپنے وکیل سے رابطہ کرنے کے بعد اولین تعاون کی پیشکش اسی کی جانب سے آئی تھی۔''

''گروپ دیوالیا ہوچکا ہے کیونکہ سیکڑوں اموات ہوئیں تمام متاثرہ خاندانوں نے کیس فائل کردیے ہیں۔'' ڈاکٹر فخری نے بتایا۔ ''نہ صرف PAC پر بلکہ ڈاکٹرز پر بھی انفرادی طور پر...''

''اور جوشوا جیکسن؟''

''ہمبر لنگ اور وہ مرکزی ملزم ہیں۔ دونوں کی کہانی ختم سمجھو۔''

''رالف؟'' مریسا نے یک لفظی سوال کیا۔

''ہاں وہ ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ تاہم اس کے خلاف شواہد اتنے مضبوط ہیں کہ اب طویل عرصے تک سلاخوں کے پیچھے تجربات کرے گا۔''

''میں سمجھتی ہوں۔'' مریسا نے گہری سانس لی۔ ''تو آناً فاناً سب کچھ ختم ہوگیا۔''

''سب تمہاری مستقل مزاجی اور سرتوڑ محنت کے باعث ہوا جس کا شکریہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔''

''کیا تو جاسکتا ہے۔'' مریسا کو ذومعنی فقرہ اچھالنے کا موقع مل گیا۔ اس مرتبہ نورس نے خاموشی اختیار کی اور بات بدلی۔

''تو سی ڈی سی کب واپس آرہی ہو؟ MCL کی کلیئرنس تمہارے لیے تیار پڑی ہے۔ کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی چاہو تو وہیں بستر لگالو۔''

''میں نے ابھی فیصلہ نہیں کیا۔'' وہ بولی۔ ''میں پیڈیاٹرک کے شعبے میں واپسی کا سوچ رہی ہوں۔''

''واپس بوسٹن؟'' نورس کا چہرہ لٹک گیا۔

''سی ڈی سی کے لیے یہ ایک بہت بڑا نقصان ہوگا۔'' فخری نے تبصرہ کیا۔ ''تم امریکا میں نہیں بلکہ بین الاقوامی ایپی ڈیمیالوجیکل ہیرو بن چکی ہو۔''

''میں نظرثانی کے بارے میں غور کروں گی۔'' مریسا نے وعدہ کیا۔ ''تاہم اگر میں نے پیڈیاٹرک کا شعبہ واپس منتخب کیا تو میرا قیام اٹلانٹا میں ہی رہے گا۔'' وہ رکی اور پھر گویا ہوئی۔ ''لیکن میری ایک درخواست ہے؟''

''میں مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتا ہوں۔'' فخری نے کہا اور مریسا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

مریسا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''یہ کام صرف نورس ہی کرسکتا ہے کہ میں پیڈیاٹرک میں واپس جاؤں یا نہیں مجھے امید ہے کہ وہ ایک بار پھر مجھے ڈنر کی آفر کرے گا۔''

نورس بیٹھے بیٹھے لڑکھڑا گیا۔ اس کی نظر فخری کے الجھن زدہ تاثرات پر پڑی۔ نورس ہنسنے لگا۔ فخری کوئی بچہ نہیں تھا اس کے سامنے مریسا اپنے باس کو اتنی دیر سے نورس کہہ کر پکار رہی تھی۔ آخری جملے نے تو پردہ ہی اٹھا دیا تھا۔ فخری مسکراہٹ دباتا ہوا واش روم کے بہانے وہاں سے اٹھ گیا۔

نورس نے بے دھڑک مریسا کو گلے لگالیا۔

مت سوچ وجۂ خرابی... عالم ہے تمام سرابی... ہوں
رندِ بلانوش، انڈیل اور انڈیل... ناز و انداز ہے گلابی گلابی۔